معارف و حقائق الٰہیہ
کی الہامی دستاویز

فتوح الغیب

حضرت سیدنا
شیخ عبدالقادر غوث اعظم جیلانی رضی اللہ عنہ

ترجمہ
محمد عبدالاحد قادری

قادری رضوی کتب خانہ: لاہور

معارف و حقائق الٰہیہ کی الہامی دستاویز

فتوح الغیب

حضرت سیدنا
شیخ عبدالقادر غوث اعظم جیلانی رضی اللہ عنہ

ترجمہ محمد عبدالاحد قادری

قادری رضوی کتب خانہ
گنج بخش روڈ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب ——— فتوح الغیب

تصنیف لطیف ——— سیدنا شیخ عبدالقادر الجیلانی البغدادیؒ

ترجمہ و ترتیب ——— محمد عبدالاحد قادری

نشان منزل ——— علامہ مولانا محمد تابش قصوری جامعہ نظامیہ لاہور

تصحیح ——— قاری نذیر احمد سعیدی

کمپوزنگ ——— عزیز کمپوزنگ سنٹر شیخ ہندی سٹریٹ داتا دربار لاہور

بار اول ——— رجب ۱۴۲۳ھ اکتوبر ۲۰۰۲ء

تحریک ——— چوہدری محمد ممتاز احمد قادری

ناشر ——— چوہدری عبدالمجید

ہدیہ ——— 66 روپے

ملنے کے پتے

- ☆ مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور
- ☆ مکتبہ جمال کرم ستا ہوٹل دربار مارکیٹ لاہور
- ☆ اسلامی کتب خانہ اُردو بازار لاہور
- ☆ شبیر برادرز اُردو بازار لاہور
- ☆ الریاض پبلشرز اُردو بازار لاہور
- ☆ مکتبہ رضوان گنج بخش روڈ لاہور

قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور

حسن ترتیب

مقالہ نمبر	عنوانات	صفحہ نمبر
	نشان منزل	8
	خطبہ	15
1	مومن کی صفات	17
2	نجات کی راہ	17
3	مومن کا آغاز اور انجام	18
4	ترک خواہشات اور اللہ کی نعمتیں	20
5	دنیا کی حقیقت	22
6	مخلوقات سے لاتعلقی	23
7	احوال معرفت	27
8	اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کے آداب	30
9	اللہ تعالیٰ کی صفات جلالی و جمالی	32
10	اتباع قرآن و سنت اور نفس کی کیفیات	34
	حکایت	35
11	نکاح کی خواہش سے صبر	39
12	مال و دولت	40
13	تسلیم و رضا	40
14	بندگان خدا	45
15	خوف و رجاء	46
16	توکل علی اللہ کے درجات	47

17	وصول الی اللہ	50
18	شکوہ کی ممانعت	53
19	ایمان کے درجات	56
20	شکوک وشبہات	58
21	خواب میں شیطان	60
22	مومن کی آزمائش	61
23	قناعت	62
24	اللہ سے دوستی	64
25	ایمان کے منازل	66
26	صبر و رضا ذریعہ قرب الٰہی	68
27	خیر وشر کی حقیقت	72
	رحمت خداوندی سے ہی جنت میں داخلہ	74
28	احوال سالک	77
29	فقر و فاقہ باعث کفر ہوسکتا ہے	79
30	صبر کے فوائد	81
31	محبت و عداوت	83
32	محبت خدا	84
33	چار قسم کے لوگ	86
34	اللہ تعالیٰ کے افعال پر اعتراض سے توبہ	89
35	پرہیزگاری	93
36	دنیا اور آخرت	95
37	حسد کی مذمت	101

38	صدق و اخلاص	104
39	اتباع خواہش و نفاق	104
40	گروہ صالحین میں شمولیت کے آداب	104
41	فنا اور بقاء	105
42	عافیت اور آزمائش	108
43	مخلوق سے سوال کی ممانعت	111
44	عارفین کی بعض دعاؤں کا قبول نہ ہونا	112
45	نعمت اور آزمائش	113
	مال کی نعمت کا شکر	115
	نعمت عافیت کا شکر	115
	مصائب و آلام کی حقیقت	116
46	فضیلت ذکر خدا	117
47	قرب الٰہی کی ابتداء اور انتہاء	120
48	فرائض کو ترک کر کے نوافل میں مشغولیت	120
49	نیند اور بیداری	122
	حرام مال کا وبال	122
	حلال کی برکات	122
50	قرب الٰہی کا حصول	123
51	مقام زہد	124
52	اولیاء کی آزمائش	126
53	رضا اور فنا	127
54	دنیا کو آخرت کیلئے اور آخرت کو اللہ تعالیٰ کیلئے ترک کرنا	130

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نشان منزل

محمد منشا تابش قصوری

قطب العالم غوث اعظم رضی اللہ عنہ

اسم گرامی: عبدالقادر، کنیت ابومحمد، لقب محی الدین، محبوب سبحانی، غوث الثقلین، غوث اعظم، قطب العالم، پیر پیراں

ولادت باسعادت: یکم ماہ رمضان المبارک ۴۷۰ھ بعہد خلافت المقتدی باللہ عباسی

وصال مبارک: ۱۱ ربیع الثانی ۵۶۱ھ

مولد ومسکن: جیلان، گیلان (ایران) مزار اقدس و مدفن مبارک بغداد شریف (عراق)

آپ سید السادات، حسنی و حسینی ہیں۔ نسب پدری حضرت سیدنا امام حسن مجتبٰے اور نسب مادری حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما سے ملتا ہے۔

نسب پدری

سید عبدالقادر جیلانی بن سید ابوصالح موسیٰ جنگی دوست بن سید عبداللہ بن سید یحیٰ زاہد بن سید محمد بن سید داؤد بن سید موسیٰ بن سید عبداللہ بن سید موسیٰ الجون بن سید عبداللہ المحض بن سید حسن مثنیٰ بن حضرت سیدنا امام حسن مجتبٰے رضی اللہ تعالیٰ عنہم

نسب مادری

آپ کی والدہ ماجدہ ام الخیر سیدہ بی بی فاطمہ بنت سید عبداللہ صومعی الزاہد بن سید ابوالجمال بن سید محمد بن سید ابومحمود طاہر بن سید ابوعطا عبداللہ بن سید ابوالکمال عیسیٰ بن سید علاء الدین بن سید علی العریض بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین

بن امام حسین شہید کربلا رضی اللہ عنہم

حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی، غوث اعظم رضی اللہ عنہ اٹھارہ سال تک اپنے وطن مالوف میں ہی تعلیم و تربیت میں مصروف عمل رہے پھر اشرف البلاد بغداد معلی تشریف لائے تنتیس سال تک درس و تدریس، تعلیم و تعلم، مجاہدہ و ریاضت میں مصروف رہے چالیس سال تک دعوت وار شاد خلق اور وعظ و نصیحت میں گزارے۔ اکانوے برس عمر پائی ۱۱ ربیع الثانی ۵۶۱ بروز ہفتہ بعد نماز عشاء بعہد خلافت المستنجد باللہ عباسی وصال فرمایا اور اپنے قائم کردہ مدرسہ قادریہ باب الازج میں دفن کیے گئے آپ کا مزار اقدس بغداد شریف (حفظہ اللہ تعالیٰ) زیارت گاہ خلائق ہے۔

حلیہ شریف:۔ آپ کا رنگ گندم گون، قد میانہ، بدن نازک، سینہ فراخ، پیشانی کشادہ، ابرو پیوستہ، لب شگفتہ، رخسار نورانی، ڈاڑھی مبارک حسن و جمال میں اضافہ کا باعث، آواز پر از کرامات، دور و نزدیک میں سماعت یکساں، کلام سرعت تاثیر و قبولیت کا جامع، جمال باکمال، ایسا کہ سنگ دل بھی دیکھتا تو اتنا نرم ہو جاتا اور اس پر خشوع و خضوع کی کیفیت نمایاں ہو جاتی۔

آپ مادر زاد ولی تھے، آپ کی والدہ ماجدہ ام الخیر فاطمہ، کبار خواتین عارفات و صالحات سے تھیں، انہیں کشف کی نعمت حاصل تھی۔ عجیب بات یہ ہے کہ حضور سیدنا غوث پاک جب متولد ہوئے تو آپ کی والدہ ماجدہ کی عمر ساٹھ برس تھی جسے سن ایاس سے تعبیر کرتے ہیں۔ اس عمر میں پیدائش کا نظام فطرۃً موقوف ہو جاتا ہے بس اس قادر کریم کی قدرت نمائی ہی واحد سبب ہوتی ہے۔

آپ کا بچپن نہایت پاکیزہ تھا، اگر کبھی بچوں سے کھیلنے کا تصور آتا تو آواز آتی ''الیّٰ مبارک'' اے مبارک میری طرف آیئے! آپ یہ آواز سنتے ہی بھاگ کر والدہ ماجدہ کی خدمت میں حاضر ہو کر گود میں چھپ جاتے

آپ فرماتے ہیں عالم شباب میں جب سیر و تفریح کیلئے باہر جاتا تو آواز آتی عبدالقادر! ہم نے تجھے اپنے لئے خاص فرمایا ہے!

مجاہدہ و ریاضت کے زمانے میں جب آپ پر نیند کا غلبہ ہونے لگتا تو یہ کلمات سنائی دیتے یاعبدالقادر ما خلقتک النوم وقد احییناک ولم تک شیئا فلا تفصل عنا

وانت شئی اے عبدالقادر ہم نے تجھے سونے کیلئے پیدا نہیں فرمایا جب تم کچھ بھی نہ تھے ہم نے تجھے زندگی کی نعمت سے نوازا۔ لہٰذا ہم سے غفلت اختیار نہ کرو!

لوگوں نے آپ سے دریافت کیا آپ کو اپنے مقام ولایت سے کب پتہ چلا آپ نے فرمایا جب میں مدرسے کلاس میں جاتا تو ایک شخص آواز دیتا! **افسحوا لولی اللّٰہ** اللہ کے ولی کیلئے جگہ چھوڑ دو! اس وقت میں دس سال کا تھا' نیز غائب سے فرشتے لوگوں میں یوں اعلان کیا کرتے۔ **سیکون له شان عظیم یعطی فلا یمنع ویتمکن فلا یعجب ویقرب فلا یمکشه** لوگو! عنقریب اسے شانِ عظیم عطا کی جائے گی بلا روک ٹوک' اسے مراتب سے نوازا جائے گا بلا حجاب قربت کی منازل پائے گا۔ بغیر کسی تردد کے۔

آپ فرماتے ہیں عرفہ کے دن میں شہر سے باہر نکلا' ایک بیل کو پکڑنے کیلئے جب میں نے اس پر قابو پالیا تو وہ زبان حال سے گویا ہوا۔ **ما هذا خلقت ولا هذا امرت عبدالقادر!** تم اس کام کیلئے پیدا نہیں کئے گئے اور نہ ہی تجھے اس پر مامور کیا گیا ہے۔

آپ نے ۴۸۸ھ میں بغداد شریف تشریف لائے اور حصول علم میں بجان و دل مشغول ہوئے تھوڑے ہی عرصہ میں تفاسیر' احادیث' فقہ اور اس زمانہ میں تمام مروجہ علوم و فنون دینیہ پر ایسا کمال حاصل کیا کہ اپنے زمانے کے علماء وفضلا پر فضیلت لے گئے۔

آپ کی ابتدائی حالت' محنت' مشقت' ریاضت ومجاہدات میں گزری آپ فرماتے ہیں مجھ پر ایسی ایسی سختیاں گزری ہیں اگر وہ پہاڑ پر گزرتیں تو وہ ریزہ ریزہ ہو جاتا۔ جب مجھ پر سختیوں کا ہجوم ہوتا تو میں زمین پر لیٹ جاتا اور اس آیہ کریمہ کا ورد کرنے لگتا۔ **فان مع العسر یسراً ان مع العسر یسرا** بیشک سختی کے بعد آسانی ہے بیشک سختی کے بعد آسانی ہے تو مجھے تمام تکلیفیں بھول جاتی اور سکون محسوس ہونے لگے۔

گزر کر دشت و صحرا سے یہاں گلزار آتے ہیں
کہ شاخ گل میں پھول آنے سے پہلے خار آتے ہیں

آپ کا یہ الہامی ارشاد **قدمی هذا علی رقبة کل ولی اللّٰه** میرا یہ قدم تمام اولیاء کرام کی گردنوں پر ہے۔ عظمت و رفعت اور شان وشوکت پر انفرادی و امتیازی نوعیت پر دلالت کرتا ہے۔ آپ کے سوا کسی بھی ولی نے اس قسم کا اظہار نہ فرمایا اس پر بعض علماء کرام

نے اپنی اپنی علمی فراست سے گفتگو کی راہ کھولی۔ بڑے عجیب و غریب کلمات سے توجہ میں لگے رہے مگر یہ اعلان کرامت نشان روز روشن کی طرح نور بکھیر رہا ہے راقم السطور نے خدا داد شعور کے مطابق تفصیلی تبصرہ ''مظہر لایب ترجمہ شرح فتوح الغیب'' راز کے راز ترجمہ سرالاسرار میں رقم کیا ہے جسے اہل علم وقلم نے خوب پسند کیا جب ماہنامہ نور الحبیب' بصیر پور میں شائع ہوا تو ماہنامہ ''الحسن'' پشاور کے مدیر محترم نے بھی اپنی پسندیدگی کا عملاً ثبوت دیتے ہوئے رسالے میں جگہ دی۔ جسے تفصیل مطلوب ہو مذکورہ بالا رسائل و کتب میں ملاحظہ فرمائے اس مختصر میں شامل کرنے کی گنجائش نہیں۔

مترجم فتوح الغیب

حال ہی میں اہل سنت و جماعت کا ایک مکتبہ قائم ہوا ہے جس نے نہایت خوبصورت' عمدہ اور دلکش کتابت و طباعت کے ساتھ کتابیں شائع کرنے کا آغاز کر دیا ہے۔ چنانچہ فتوح الغیب بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ جو حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے پرتاثر مواعظ حسنہ کا ایمان افروز ذخیرہ ہے۔ راقم قارئین سے ملتمس ہے کہ اس مکتبہ کے ساتھ کتب کی اشاعت میں رغبت فرمائیں دعا ہے اللہ تعالیٰ قادری رضوی کتب خانہ کو قدم بقدم' ساعت بہ ساعت روز بروز ترقی عطا فرمائے۔ آمین

آخر میں شہرہ آفاق اولیائے کرام نے جو نذر عقیدت و محبت' مناقب کی صورت میں بحضور غوث الوریٰ رضی اللہ عنہ پیش کئے ہیں' تبرکاً ان میں سے چند اکابر کے منتخب اشعار درج کئے جاتے ہیں۔ پڑھئے اور سکون قلب کی دولت سے شادکامی حاصل کیجئے۔

فقط

محمد منشا تابش قصوری

۲۵ رجب المرجب ۱۴۲۳ھ

۱۳ اکتوبر ۲۰۰۲ جمعرات

نذرانۂ اولیاء بحضور غوث الوریٰ

دنیائے اسلام کے چوٹی کے اولیائے کرام صوفیائے عظامؒ سالکان راہ حقیقت اور شعرائے کرام نے آپ کی خدمت میں نذرانہ عقیدت پیش کیا ہے۔

(۱) حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمۃ

المتوفی ۶۳۳ھ/۱۲۳۶ء

یا غوث معظم نور ھدیٰ
مختار نبی مختار خدا
سلطان دو عالم قطب علیٰ
حیراں ز جلالت ارض و سما

(۲) حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی چشتی دہلوی علیہ الرحمۃ

المتوفی ۱۲۳۸ء

قبلۂ اہل صفا حضرت غوث الثقلین
دستگیر ہمہ جا حضرت غوث الثقلین

(۳) حضرت مخدوم سید علاء الدین احمد صابر کلیری چشتی علیہ الرحمۃ

المتوفی ۱۲۹۱ء

در ہر دو کون جز تو کسے نیست دستگیر
دستم بگیر از کرم اے جان عاشقان

(۴) حضرت ابوالفتح سید محمد الحسینی خواجہ بندہ نواز گیسو دراز چشتی

المتوفی ۱۴۲۲ء

یا قطب ما یا غوث اعظم یا ولی روشن ضمیر
بندہ ام تا بندہ جز تو نہ دارم دستگیر

(۵) مولانا عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمۃ

المتوفی ۸۹۸ھ/۱۴۹۲ء

گویم ز کمال توچہ غوث الثقلینا
محبوب خدا ابن حسن آل حسینا

(۶) شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ

المتوفی ۱۶۴۲ء

غوث اعظم دلیل راہ یقین
بہ یقین رہبر اکابر دین

(۷) شاہ ابوالمعالی قادری لاہوری علیہ الرحمۃ

المتوفی ۱۰۲۴ھ/۱۶۱۵ء

گر کسے واللہ بہ عالم از مئے عرفانی است
از طفیل شاہ عبدالقادر گیلانی است

(۸) حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمہ اللہ تعالیٰ

المتوفی ۷۹۱ھ/۱۳۸۸ء

بادشاہ ہر دو عالم شاہ عبدالقادر است
سرور اولاد آدم شاہ عبدالقادر است

(۹) حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی سہروردی علیہ الرحمۃ

المتوفی ۶۶۶ھ/۱۲۶۷ء

دستگیر بے کساں و چارۂ بے چارگان
شیخ عبدالقادر است آن رحمۃ للعلمین

(۱۰) حاجی محمد امداد اللہ مہاجر مکی

خداوندا بحق شاہ جیلان
محی الدین غوث قطب دوران

(۱۱) مولانا احمد رضا خاں قادری بریلوی علیہ الرحمۃ
المتوفی ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۰ء

بندہ قادر کا بھی قادر ہی ہے عبدالقادر
سر باطن بھی ہے ظاہر بھی ہے عبدالقادر

(رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فتوح الغیب

خطبہ

تمام حمد پاک' مبارک' اول' آخر' ظاہر' باطن' ازل سے ابد تک ہر وقت عالموں کے پالنے والے اللہ کیلئے۔ اس کی مخلوقات اور کلمات کے شمار اس کے عرش کے وزن اس کی ذات کی رضا۔ ہر جفت طاق تازہ و خشک اور سب کی پیدا کی ہوئی پھیلائی ہوئی چیزوں کے برابر ثابت و سزاوار ہے۔ جس نے درست پیدا کیا۔ اور اندازے سے بنایا اور ہدایت فرمائی اور مارا اور زندہ کیا۔ ہنسایا اور رلایا۔ اور قریب کیا۔ پست و ذلیل کیا۔ رحم کیا رسوا کیا۔ کھلایا' اور پلایا۔ نیک بخت اور بد بخت بنایا۔ محروم رکھا۔ عطا کیا۔ اس نے جس کے حکم سے ساتوں آسمان مضبوطی سے قائم ہیں اور سخت پہاڑ میخوں کی طرح گڑے ہیں۔ اور بچھی ہوئی زمین ٹھہری ہے۔ اس کی رحمت سے کوئی مایوس نہیں۔ اس کے مکر و غیرت سے اور جاری ہونے والے احکام اور فعل و امر سے کوئی امن میں نہیں اور اس کی بندگی سے کسی کو عار نہیں۔ اس کی نعمت سے کوئی خالی نہیں۔ تو وہی بخشش کرنے کی وجہ سے تعریف کیا گیا اور بلا سے بچانے کی وجہ سے شکر کیا گیا ہے۔ اس کی حمد اور تعریف کے بعد۔

امام الانبیاء حبیب کبریا تاجدار عرب و عجم محبوب کائنات جان کائنات حسن کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام ہو۔ جس نے آپ کے لائے ہوئے دین کی پیروی کی اس نے یقیناً ہدایت پائی اور جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے منہ پھیرا وہ گمراہ اور ہلاک ہوا۔ آپ سچے اور سچے مانے ہوئے نبی ہیں۔ دنیا سے بچنے والے رفیق اعلیٰ کی طلب و رغبت رکھنے والے اس کی تمام مخلوقات سے برگزیدہ۔ تمام پیدا کی ہوئی اشیاء سے منتخب شدہ ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے دین حق پھیلا۔ اور آپ کے ظہور سے باطل جاتا رہا۔ آپ کے نور سے دنیا جگمگا اٹھی۔ (کائنات روشن ہوگئی) پھر دوبارہ پوری رحمتیں اور ستودہ برکتیں سرکار دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم پر زیادتی کے ساتھ نازل ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پاک واصحاب (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) اور نیکی کے

ساتھ ان کی پیروی کرنے والوں پر نازل ہوں۔ جو اعمال میں اللہ تعالیٰ کی نیک ترین مخلوق اور اللہ تعالیٰ کے راست گو اور اس کی راہ راست پر گامزن ہیں۔ پھر ہماری زاری اور دعا اور رجوع اس کی طرف ہے جو ہمارا رب۔ ہمارا پیدا کرنے والا خالق و رزاق ہے۔ ہم کو کھلاتا پلاتا ہے۔ نفع دیتا ہے۔ ہماری حفاظت کرتا ہے اور ہمیں زندہ رکھتا ہے۔ اور تمام بری اور تکلیف دہ چیزوں کو ہم سے دور اور دفع کرتا ہے۔ یہ سب اس کی رحمت اور مہربانی اور بخشش واحسان کرنے سے اور سختی اور رنج نعمت و تکلیف تنگی و فراخی۔ عیاں و پوشیدہ ظاہر و باطن اقوال و افعال میں ہمیشہ حفاظت کرنے سے ہیں۔

بیشک وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے جس چیز کا چاہے حکم فرماتا ہے۔ چھپی ہوئی چیزوں کو جانتا ہے۔ ہر کام اور حال لغزش و طاعت اور بندگی پر خبردار رہتا ہے۔ آوازوں کو سنتا ہے۔ اور بے نزاع و تردد جو چاہے جس کیلئے چاہے اور ارادہ کرے اور دعائیں قبول فرماتا ہے۔

بعد حمد و صلوٰۃ اور دعا کے بعد بیشک اللہ تعالیٰ پے در پے بیشمار نعمتیں رات دن کے ہر حال اور ہر گھڑی ہر لحظہ میں بندوں پر ہیں۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاِنْ تَعُدُّوْ نِعْمَتَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا

یعنی اگر ہماری نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو نہیں کر سکتے۔

اور فرمان خداوندی ہے۔

ومابکُم مَنْ نِّعْمَۃٍ فَمِنَ اللّٰہِ

یعنی جو نعمتیں ہمارے پاس ہیں وہ سب اللہ کی طرف سے ہیں۔

پس نہ مجھ میں طاقت ہے اور نہ دل اور زبان اللہ کی نعمتوں کا شمار و احاطہ کر سکے۔ اور نہ عقل'' اور تعداد ان نعمتوں کا ضبط و ادراک حساب سے کر سکے اور نہ زبان ان کو بیان و تعبیر کر سکتی ہے۔ پس ان تمام نعمتوں سے جن کو تعبیر کرنے پر زبان کو اور ظاہر کرنے پر کلام کو اور لکھنے پر انگلیوں اور تفسیر کرنے پر بیان کو اس ذات پاک نے قدرت دی تو یہ چند کلمات مجھ پر غیب کے فتوح سے مجھ پر ظاہر ہوئے اور دل میں اترے تو پورے دل کو پر کرلیا پھر ان کلمات کو آشکارا اور ظاہر کر دیا۔ حال کی سچائی نے پھر ان کلمات کو اللہ تعالیٰ کے لطف و رحمت نے حق کے چاہنے والوں اور طلب حق رکھنے والوں کیلئے بطور دلیل و حجت درست گفتار کے قالب میں ظاہر کرنے پر مدد فرمائی۔ (امین)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْمَقَالَۃُ الاولیٰ (۱)

مومن کی صفات

حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ہر مومن مسلمان کیلئے تمام حالات میں تین باتوں پر مضبوطی سے قائم رہنا ضروری ہے۔

اول: اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرنا ہے۔

دوم: تمام ناپسندیدہ کاموں سے پرہیز کرنا ہے۔

سوم: جو کچھ اللہ رب العزت سے مقدر ہے اس پر راضی رہنا۔ ایک مومن کی ادنیٰ حالت یہ ہے کہ وہ کسی بھی حال میں مذکورہ تینوں باتوں کو اپنے ہاتھ سے نہ چھوڑے اور اپنے دل کو پوری طرح اس طرف متوجہ رکھے۔ اپنے نفس کو انہی باتوں کی تلقین کرے۔ اور تمام حالات میں اپنے اعضاء جسم کو انہی باتوں کا پابند و مکلف بنائے۔

اَلْمَقَالَۃُ الثَّانِیَۃُ (۲)

نجات کی راہ

حضور غوث اعظم علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرو۔ بدعات سے دور رہو۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرو اور ان کے فرمان سے باہر قدم نہ رکھو۔ اللہ تعالیٰ کو واحد (یعنی ایک جانو) اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ اس کی پاکیزگی پر ایمان رکھو۔

اس پر بہتان نہ دھرو۔ اس کی تصدیق کرو اور شک کو راہ نہ دو۔ صبر اختیار کرو۔ دل برداشتہ نہ ہو۔ ثابت قدم رہو۔ پیچھے نہ ہٹو۔ اس سے التجا کرو اور رنجیدہ خاطر ہونے کی

بجائے انتظار کرو۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کاملہ کے امیدوار رہو۔ اور نا امید مت ہو۔ عبادت خداوندی میں اکٹھے رہو منتشر نہ ہو جاؤ۔ آپس میں محبت وخلوص روا رکھو۔ اور ایک دوسرے کیلئے اپنے دل میں غصہ پیدا نہ ہونے دو۔ اپنے دامن کو گناہوں سے بچاؤ۔ اور اپنے پرودگار کی اطاعت اتباع سے اپنے آپ کو آراستہ کرو۔ اپنے خالق اور مالک کے درفیض سے دوری اختیار نہ کرو۔ اور نہ اس کی طرف متوجہ ہونے سے منہ پھیرو۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرنے اور اپنے گناہوں کی معافی چاہنے میں رات ہو یا دن ہرگز دیر نہ کرو۔ اور نہ اس سلسلے میں شرم کرو شاید اللہ کریم کی رحمت کا سایہ تمہیں اپنی پناہ میں لے لے۔ اور دوزخ کے بھڑکتے شعلوں سے نجات پا کر خوش وخرم جنت کی مسرتوں سے شادکام ہو جاؤ۔

اور تمہیں اللہ کا قرب حاصل ہو جائے اور اس جائے امن وسکون میں تجھے طرح طرح نعمتوں میں نواز دیا جائے اور تمیں یہ انعامات ہمیشہ حاصل رہیں وہاں تمہیں بہترین سواریاں۔ خوبصورت حوریں۔ اور خوش آواز اور طرح طرح کی خوشبو جیسی نعمتیں میسر ہوں گی۔ اور تمہیں جنت میں انبیاء کرام۔ صدیقین۔ شہداء اور صالحین کے ساتھ مقام علین سے مشرف کیا جائے گا۔

اَلْمَقَالَۃُ الثَّالِثَۃُ (۳)

مومن کا آغاز اور انجام

جب بندہ مصائب میں مبتلا ہو جاتا ہے تو اس سے نجات حاصل کرنے کیلئے پہلے وہ کوشش کرتا ہے جب اس طرح نجات نہیں پاتا تو دوسروں مثلاً بادشاہوں۔ حکام اور دنیا داروں سے مدد طلب کرتا ہے اور اگر بیمار ہو تو دکھ درد سے بچنے کیلئے طبیبوں سے رجوع کرتا ہے۔ اگر یہ بھی اس کو نجات نہ دلا سکیں تو وہ اپنے خالق و مالک کے دربار میں گڑگڑا کر دعا کرتا ہے۔

الغرض جب وہ خود اپنی مشکل سے نجات پا سکتا ہے۔ اس وقت تک دوسرے لوگوں سے مدد طلب نہیں کرتا اور جب تک وہ مخلوق سے امداد واعانت اور حاجت روائی پاتا ہے تو

وہ اپنے خالق کی طرف رجوع نہیں کرتا۔ جب خالق و مالک بھی اس کی نجات نہ دے تب وہ اس کے در پر گر پڑتا ہے اور آہ و زاری کرتا ہے اور ہمیشہ اسی سے امید رحمت باندھے ہوئے خوف ورجا کی کیفیت سے دو چار رہتا ہے۔ جب اس پر بھی اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو قبولیت نہیں بخشتا تو وہ تمام ظاہری اسباب سے تعلق توڑ بیٹھتا ہے۔ ایسے میں اس پر قضا و قدر کا عمل جاری ہو جاتا ہے جو اسے تمام اسباب وعلائق سے بے نیاز کر دیتا ہے اس کے بعد وہ خود مٹ جاتا ہے اور روح باقی رہتی ہے وہ جو کچھ دیکھتا ہے اسے فاعل حقیقی ہی کا عمل جانتا ہے اس طرح وہ توحید کامل کے مقام فائز ہو جاتا ہے۔ الغرض وہ یہ یقین کر لیتا ہے کہ فاعل حقیقی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے۔

اور ہر حرکت وسکون اسی کی مرضی کے تابع ہے۔ خیر وشر۔ سودوزیاں جودوسخا اسی کے ہاتھ میں ہے اس طرح نفع یا نقصان۔ موت و حیات۔ عزت وذلت۔ اور دولت مندی یا محتاجی اسی کے قبضہ قدرت میں ہے ایسی حالت میں بندہ خود کو دست قضا وقدر میں اس طرح تمام اختیارات بشریٰ سے عاری پاتا ہے جیسے دایہ کے ہاتھوں میں ایک شیر خوار بچہ کی طرح غسال کے ہاتھوں میں میت یا جیسے سوار کے ہاتھ میں لگام کے جدھر چاہتا ہے پھیرتا ہے بالکل اسی طرح بندہ اپنے طور پر کوئی حرکت نہیں کرسکتا اور نہ ہی کسی دوسری چیز کو حرکت میں لا سکتا ہے۔ بلکہ اسے خود ایک حالت سے دوسری حالت۔ ایک صفت سے دوسری صفت اور ایک وضع سے دوسری وضع میں تبدیل کیا جاتا ہے تو وہ اپنے مالک حقیقی کے حکم کے تابع اور اپنے آپ سے بے خبر ہوتا ہے اور اس کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ اپنے پروردگار کے حکم اور ذات کے سوا نہ کچھ اور دیکھتا ہے نہ جانتا ہے وہ دیکھتا ہے تو اسی کی نگاہ قدرت سے اور جو کچھ سنتا یا جانتا ہے وہ اس کا کلام اور علم ہوتا ہے وہ اس کی نعمت سے سرفراز اور اس کے قرب سے سعادت منداس کے جمال سے آراستہ ومشرف۔ اس کے وعدہ پر خوش اس سے مطمئن۔ اس کی گفتگو سے مانوس اور غیر کی باتوں سے بیزار ہوتا ہے۔ وہ اس کے ذکر کا طالب ہے۔

اس کی پناہ کا چاہنے والا اس سے استحکام پانے والا۔ اس پر توکل کرنے والا۔ اس کے نور معرفت سے ہدایت یافتہ۔ اس کے جامع نور میں ملبوس اس کے عجیب وغریب علوم کا جاننے والا۔ اس کی قدرت کے اسرار ورموز سے باخبر ہوتا ہے۔ بندہ ذات حق سے بنتا اور یاد رکھتا ہے یہاں تک کہ اپنے خالق و مالک کی ان عطا کردہ تمام نعمتوں پر اس کی حمد وثنا کرتا ہے اور شکر بجالاتا ہے دعا میں مصروف رہتا ہے۔

اَلْمَقَالَۃُ الرَّابِعَۃُ (۴)

ترک خواہشات اور اللہ کی نعمتیں

سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔

جب تو مخلوق کے تمام حالات اس طرح علیحدہ ہو جائے تو گویا تو ان کے لئے مر گیا ہے تجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ القاء کیا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے اپنی رحمت کی آغوش میں لے لیا ہے۔ تجھے تمام خواہشات نفسانی سے بے نیاز کر دیا ہے۔ جب تو خواہشات نفس سے اپنا تعلق ختم کر لے تو تجھے پردہ غیب سے یہ الہام ہوگا کہ تیرے خالق و مالک نے اپنی رحمت سے نوازتے ہوئے تجھے تیرے ارادے اور آرزو سے میرا کر دیا ہے جب تو اپنے ارادے آرزو سے بھی تعلق توڑ بیٹھے تو تجھے اپنے خالق و مالک سے یہ پیغام سنایا جائے گا کہ اس نے تجھے اپنی رحمت سے مشرف کر کے حیات جاوداں بخش دی ہے۔

الغرض۔ جس وقت تو اپنے ارادے و آروز کو بالا کر دے تو تجھے ایک ایسی زندگی بخش دی جائے گی کہ جس کے بعد کوئی موت نہیں۔ تجھے ایسا غنی کر دیا جائیگا جس بعد کوئی محتاجی نہ ہوگی۔ تجھے بخشش و عطا کی ایسی دولت سے مالا مال کر دیا جائے گا جو ہمیشہ باقی رہے گی۔ تجھے ایسی خوشبو سے ہمکنار کیا جائے گا کہ ان کے بعد پریشانی کا نشان تک باقی نہیں رہے گا۔ تجھے اسی ناز ونعمت سے مالا مال کیا جائے گا کہ اس کے بعد کوئی محنت وسختی نہ ہوگی۔ تجھے علم کی وہ لازوال دولت عطا کی جائے گی کہ اس کے بعد تمام جہالتیں ختم ہو جائیں گی اور تجھے اس طرح مامون کر دیا جائے گا اس کے بعد خوف کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہے گی۔

تجھے نیک بخت بنایا جائے گا۔ بد بخت نہیں تجھے عزت بخشی جائے گی ذلت نہیں۔ تجھے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قرب حاصل ہوگا دوری نہیں ہوگی۔ تجھے ایسا عروج عطا کیا جائے گا جس کے بعد پستی نہیں ہوگی اور تجھے ایسی عظمت دی جائے گی پھر حقیر نہ کیا جائے گا۔ تجھے ایسا پاک کیا جائے گا پھر ناپاک نہیں ہوگا۔ اس کے بعد لوگوں کی وہ تمام مرادیں اور آرزوئیں جو وہ تجھ سے چاہیں گے پوری ہوں گی۔ اور لوگ جو کچھ بھی تیری مدح ثناء میں کہیں گے وہ درست ہوگا۔ پس تو ایسا اکسیر بن جائے گا۔ پھر تو اس مقام کو پالے گا کہ کوئی تیرے رتبے کو نہیں پا سکے گا اور تو ایسا بزرگ اور صاحب عظمت ہوگا کہ کوئی تیری مثل نہ ہوگا۔ اور ایسا نادر روزگار ہوگا کوئی رتبہ ہم رتبہ نہ ہوگا۔

اور تو ایسا بے نظیر اور بے مثال ہوگا کہ کوئی تجھ جیسا نہ ہوگا۔ تو یگانوں کو یگانہ۔ تن تنہا مستور سے مستور۔ اور رازوں کا راز ہو جائے گا۔ ایسی صورت میں تو ہر رسول۔ نبی اور صدیق کا وارث ہوگا۔ تجھے ولایت میں کمال حاصل ہوگا۔ اور ابدال تجھ سے کسب فیض حاصل کریں گے۔ تجھ سے لوگوں کی مشکلات حل ہوں گی۔ تیری دعا سے باران رحمت کا نزول ہوگا۔ تیری برکت سے کھیتیاں اگائی اور سرسبز وشاداب کی جائیں گی۔ تیری دعا سے ہر خاص وعام۔ اہل سرحد۔ رعایا وحکام۔ حاکم ومحکوم آئمہ امت۔ الغرض تمام مخلوقات آفات وبلیات دور کی جائیں گی۔ ایسے میں تو شہروں اور ان کے باشندوں کا حاکم ہوگا۔

پس لوگ تجھ سے فیض حاصل کرنے کیلئے تیری طرف جوق در جوق دوڑے چلے آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے تیرے آگے عطیے اور نذرانے خدمت میں پیش کرنے کیلئے دور دور سے آئیں گے۔ اور ان کی زبانیں ہر جگہ تیری مدح وثناء بطریق احسن کرتی پھریں گی۔ اور تیری عظمت اور نشان کے متعلق کہیں اہل ایمان کو کوئی اختلاف نہیں ہوگا۔

آبادیوں اور ویرانیوں کے مکینوں میں سے تیری ذات پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل وکرم ہے۔ اللہ کی ذات صاحب فضل وعظیم ہے۔

اَلْمَقَالَۃُ الْخَامِسَۃُ (۵)

دنیا کی حقیقت

حضور غوث صمدانی ارشاد فرماتے ہیں۔

جب تو دنیا کی محو ہو جانے والی تمام زیبائش و آرائش۔ دل لبھا دینے والے مکر و فریب گمراہ و ہلاک کرنے والے اسباب ستم قاتل لذات ظاہری گزاری و نرمی پوشیدہ مضرتوں۔ اپنے طلب گاروں کو فوری ہلاکت میں ڈالنے اور عہد شکنی کے معمول کے ساتھ دنیا داروں کے ہاتھوں میں دیکھے تو ان میں اپنے آپ کو اس شخص کی طرح جان جو قضائے حاجت کی جگہ گندگی و غلاظت کے ڈھیر پر اس حالت میں بیٹھا ہوا ہے کہ اس کی شرم گاہ برہنہ اور اس کے چاروں طرف بدبو اس کے ماحول میں پھیل رہی ہو۔ ایسے میں جب تو اسے دیکھتا ہے تو آنکھوں کو اس کی برہنہ شرم گاہ دیکھنے سے بند کر لیتا ہے۔

بدبو سے بچنے کیلئے ناک بند کر لیتا ہے۔ جب تو دنیا داروں کے پاس مال و متاع دنیا دیکھے تو اس طرح اس کی زینت و آرائش سے نگاہیں اٹھا لے اس کی شہوات و لذت کی بدبو سے اپنا ناک بند کر لے تاکہ تجھے اس سے اور اس کی آفات سے نجات حاصل ہو۔

دنیا جس قدر تیری قسمت میں ہے وہ تجھے ضرور ملے گی۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا۔

ارشاد خداوندی ہے۔

ولا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْکَ اِلٰی مَامَتَّعْنَا بِہٖ اَزْوَاجاً مِّنْھُمْ زَھْرَۃَ الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا لِنَفْتِنَھُمْ فِیْہِ ورِزْقُ رَبِّکَ خَیْرٌ" وَّاَبْقٰی (سورۃ طہ)

ترجمہ: اے سننے والے اپنی آنکھیں نہ پھیلا اس کی طرف جو ہم نے کافروں کے جوڑوں کو برتنے کیلئے دی ہیں جیتی دنیا کی تازگی کہ ہم نے انہیں اس کے سبب فتنہ میں ڈالیں اور تیرے رب کا رزق سب سے اچھا اور سب سے دیر پا ہے۔ (کنز الایمان)

اَلْمَقَالَہ السَّادِسَۃُ (٦)

مخلوقات سے لاتعلقی

حضرت قطب ربانی نے ارشاد فرمایا۔

تو مخلوق سے اس طرح علیحدہ ہو جا کہ دنیا میں جو کچھ ہو اسے تقدیر و مشیت ایزدی سمجھے۔ اپنی خواہشات کو اللہ تعالیٰ کے امر" وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (سورۃ مائدہ) ترجمہ: (اور اللہ پر بھروسہ کرو اگر تمہیں ایمان ہے) کے ذریعے چھوڑ دے اور اپنے ارادوں کو تدبیر خداوندی میں فنا کر دے تو تجھے صلاحیت ہوگی تو اللہ کے علم کا ظرف ہو جائے تعلق باللہ کو مضبوط بنانے کیلئے فاسق و غافل مخلوق سے قطع تعلق کرنا نہایت ضروری ہے اور اپنی خواہشات سے فنا ہو جانے کی علامت یہ ہے نفع کا حصول ضرر کا دفاع کرنے میں تو سبب اور کسب کے تعلق کو چھوڑ دے اس کے بعد تیری حالت ایسی ہونی چاہیے تو اپنی لئے کوئی حرکت اپنے اوپر کسی قسم کا بھروسہ خود سے تکلیف کو دور کرنے کی کوشش۔ اور اپنے نفس کی کوئی مدد نہ کر۔ بلکہ سب امور اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے۔ کیونکہ وہی پہلے اس کا ذمہ دار ہے اور آخر میں بھی وہی ان امور کا ذمہ دار رہے گا۔ جیسا کہ سب کچھ اسی کے ذمہ تھا جب تو اپنی ماں کے پیٹ میں چھپا ہوا تھا اور جب تو پنگوڑے شیر خوار کی حالت میں تھا۔

اپنے ارادے کو فعل کو خداوندی میں فنا کر دینے کا مفہوم یہ ہے کہ تو نہ کسی مراد کا ارادہ کرے اور نہ تیری کوئی غرض ہو اسی طرح نہ تیری کوئی حالت رہے نہ کوئی آرزو۔ کیونکہ تو ایسے میں اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے ساتھ متعلق رہتے ہوئے اس کی چاہت کے سوا کچھ بھی نہیں چاہے گا بلکہ اللہ تعالیٰ کا فعل تجھ میں اس طرح جاری ہو جائے گا کہ تو اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے سامنے ساکت۔

قلب مطمئن سینہ کشادہ۔ چہرہ منور۔ اپنے باطن میں شاد و آباد۔ تو تمام اشیاء سے اس کے خالق کے ساتھ بے نیاز ہو جائے۔ پھر تیرا یہ مقام ہوگا کہ دست قدرت تجھے جنبش میں لائے گا۔ زبان ازل تجھے بلائے گی اور اللہ تعالیٰ تجھ کو علم سکھائے گا اور تجھے نور معرفت کا

خلعت نورانی پہنا دے گا اور تجھے ایسے دلکش زیورات سے آراستہ کر کے سلف صالحین اور عارفین اولین کے مقامات میں پہنچائے گا۔ پھر تو ہمیشہ شکستہ دل رہے گا تیرے اندر شہوت اور ارادہ باقی نہیں رہے گا جیسے ٹوٹے ہوئے برتن میں پانی اور میل نہیں رہتا۔ اور جب تو علائق بشریٰ سے دور ہو جائے تو تیرا باطن خدا کے سوا کسی اور چیز کو نہیں چاہے گا اس وقت تجھے تکوین وکرامات کے مقام پر فائز کر دیا جائے گا جو ظاہری طور پر تجھ سے صادر ہوگی مگر درحقیقت اس کا تعلق فعل اللہ تعالیٰ کے ارادہ سے ہوگا۔ پھر تجھے ان شکستہ دلوں کے گروہ میں شامل کر دیا جائیگا کہ جن کی تمام تر خواہشات بشریہ شکستہ اور تمام طبعی میلانات ختم ہو چکے تھے۔ پھر ان میں نئے سرے سے ارادہ ربانیہ اور روزمرہ کی خواہشات پیدا کی گئی۔

حدیث:۔

جیسا کہ نبی اکرم رحمت العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

حُبِّبَ اِلَیَّ مِنْ دُنْیَاکُمْ ثَلٰثٌ " اَلطِّیْبُ وَالنِّسَاءُ وَجُعِلَتْ قُرَّۃَ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃ

تمہاری دنیا کی تین چیزیں میرے لئے محبوب بنا دی گئیں۔(۱) خوشبو۔ (۲) عورتیں۔ (۳) اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں بنائی گئی۔ (الحدیث)

حدیث بالا میں جو امور بیان کئے گئے ہیں ان کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس وقت منسوب کیا گیا جبکہ وہ ان سے اس حیثیت سے آگے نکل گئے تھے کہ یہ خواہشات ان کا بشری مطالبہ نہ تھیں اس امر کی طرف ہم نے پیچھے ارشارہ کیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

لوجُوْدک فِیْهَا فتکُوْنُ مُنکسرَ الْقلْبُ

ترجمہ: میں ان لوگوں کے پاس ہوتا ہوں جنکے دل میری وجہ سے ٹوٹے ہوتے ہیں۔

پس اللہ تعالیٰ اس وقت تک تیرے قریب نہیں ہوگا جب تک تو اپنا سارا وجود۔ ارادے اور خواہشات کو اس کی محبت میں فنا نہ کر دے جب تو تمام کا تمام اس کی راہ میں اپنے وجود سے ہاتھ دھو بیٹھے تو تیرے اندر کوئی چیز باقی نہیں رہے گی اور اپنے خدا کے سوا

تیرے اندر کسی چیز کی طرف متوجہ ہونے کی صلاحیت باقی نہیں رہے گی تو تجھے اللہ رب العزت نئی زندگی عطا کردے گا وہ تیرے اندر اپنے ارادے کو مضبوط کردے گا اور جو کچھ تو چاہے گا اس کے باعث یہی ارادہ رب العزت ہوگا پھر جب تو اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ اس نئے ارادہ میں تیرے نفس کی ادنیٰ آمیزش بھی ہوگئی تو وہ اس کو توڑ ڈالے گا اور پھر تو شکستہ قلب ہوکر رہ جائے گا تیرے دل کی شکستگی آخر تک جاری رہے گی۔

تو اللہ تعالیٰ تیرے ارادے کی تجدید کرتا رہے گا اسے زائل بھی کرتا رہے گا حتیٰ کہ تقدیر کے لمحات تکمیل پالیں گے۔اور پھر تجھے دیدار خداوندی کے فیض سے مشرف کیا جائے گا۔ جو کچھ بیان اوپر بیان ہوا یہی مفہوم ہے۔ اَنَا عَبْدَالْمُنْکَسِرَۃِ الْقُلُوْب ترجمہ: یعنی میں شکستہ دل لوگوں کے قریب ہوتا ہوں۔ اور ہمارے قول۔ عِنْدَوُجُوْدِکَ فِیْھَا سے مراد تیرا ارادہ نو سے مطمئن ہونا اور اس سے استحکام حاصل کرنا ہے۔

حدیث:۔

حدیث قدسی: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَایَزَالُ عَبْدِالْمُؤْمِنُ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّہ‘فَاِذَا اَحْبَبْتُہ‘کُنْتُ سَمْعہ‘ اَلَّذِیْ یَسْمَعُ بِہٖ وَبصَرَہُ الَّذِیْ یُبْصِرُبِہٖ وَیَدَہُ الَّتِیْ یَبْطُشُ بِھَا وَرِجْلَہُ الَّذِیْ یَمْشِیْ بِہٖ وَفِیْ لفظ آخر (دوسری روایت کے مطابق) فِیْ یَسْمَعُ وَبِیْ یَبْصِرُ وَبِیْ یَبْطِشُ وَبِیْ یَعْقِلُ

ترجمہ: میرا بندہ! مومن ہمیشہ نوافل سے میرا قرب حاصل کرتا ہے یہاں تک کہ میں اسے پسند کرتا ہوں تو جب میں اسے محبوب بنالیتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔اور میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے۔ میں اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔

اور دوسرے لفظوں میں یوں ہے کہ وہ میرے ساتھ سنتا مجھ سے دیکھتا مجھ سے پکڑتا

اور سمجھتا بھی ہے۔ تو یہ ہے فنائی حالت فنا کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

جب تو خود اپنی ذات اور مخلوق جو کہ نیک یا بد۔ جب تو ان کی خیر کی امید نہ کرے ان کے شر سے نہ ڈرے اور بے خوف ہو جائے تو اس وقت صرف اللہ ہی باقی رہ جائے گا جیسا کہ وہ مخلوق کے پیدا کرنے سے پہلے تھا۔ خیر وشر دونوں اللہ تعالیٰ کی دست قدرت میں ہے وہی تجھے شر سے محفوظ کر کے اور اپنی بے پایاں خیر سے تجھے ہمکنار فرمائے گا جس کے نتیجے میں تو اس کی طرف سے ہر خیر کا محل ہر نعمت وسرور۔ خوشی۔ نور۔ ضیاء امن اور سکون کا منبع ہوگا۔ پس فنا ہی وہ آرزو۔ مطلوب اور منزل ہے۔ سیر اولیا کی تان اسی پر آ کر ٹوٹتی ہے اور یہی وہ ثابت قدمی ہے اور استقامت کی دولت ہے جس کی طلب میں ماضی کے تمام اولیاء کرامؒ اور ابدال علیہم السلام محو رہے۔ انہوں نے اپنے ارادوں کو اللہ تعالیٰ کے ارادے میں بدل لیا یہاں تک کہ ساری زندگی ارادہ حق جل جلالہ ہی کے تابع رہے۔ اسی لئے انہیں ابدال کہا گیا۔

یہ وہ نفوس قدسیہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ارادے میں اپنے ارادے کی شرکت گناہ جانتے ہیں۔ اگر سہو ونسیان یا غلبہ حال کے باعث وہ کبھی ایسا کر بھی لیں تو اللہ کریم اپنی رحمت سے فوراً انہیں خبردار ومتنبہ کر دیتا ہے تو وہ اپنی لغزش پر توجہ واستغفار کرتے ہیں۔ کیونکہ فرشتوں کے علاوہ ارادہ سے کوئی معصوم نہیں ملائکہ ارادے سے پاک اور انبیاء کرام خواہشات نفس سے معصوم ہوتے ہیں۔ اور باقی تمام مکلف مخلوقات انسان اور جنات خواہش و ارادہ سے معصوم نہیں ہیں۔

نوع انسانی میں سے اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے مثلاً اولیا کرام اور ابدال ارادہ وخواہش نفس سے محفوظ ہوتے ہیں لیکن معصوم نہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ انہیں بیداری میں اپنی رحمت کاملہ کے ساتھ ان کا تدارک فرماتا ہے۔

اَلْمَقَالَۃُ السَّابِعَۃُ (۷)

احوال معرفت

حضرت محبوب سبحانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اپنے نفس کی پابندیوں سے نکل کر اس سے کنارہ کش ہو جا۔اپنی ہستی کے اسرار سے بیگانہ و ناآشنا ہو جا۔اپنے تمام معاملات اللہ تعالیٰ کے سپرد کردے۔ پھر اپنے دل کے دروازے پر اللہ تعالیٰ کا دربان بن جا۔وہ جس چیز کی اجازت دے اسے دل میں آنے دے جس سے منع کرے اسے اندر آنے سے روک دے۔

ارادہ حق کے علاوہ کسی ارادہ کی خواہش نہ کر اور ارادہ حق شریعت اسلامیہ کا مکمل اتباع ہے طول امل یعنی خواہشات نفسانی کی کثرت بندہ کیلئے پریشانی اور بربادی کا ایک ہلاکت خیز جنگل ہے اور یہ تیری موت وہلاکت۔ اس کی نظروں سے گرنے اور تیرے لئے اس سے حجاب کا باعث ہے۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے احکام کو بجالاتا رہ اور امور ممنوعہ سے بچتا رہ۔ اور جو کچھ اس نے تیرے مقدر کر رکھا ہے اسے اسی کے سپرد کردے۔ اور مخلوق میں سے کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہ ٹھہرا۔ تیرا ارادہ۔ تیری خواہش اور تیری امیدیں سب اسی کی پیدا کردہ ہیں۔ اس لئے تجھے چاہئے کہ کوئی ارادہ یا خواہش امید ظاہر نہ کرتا کہ اس سے تو شرک کا مرتکب نہ ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فمنْ کَان یرْجُوْا لقآء رَبِہٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلاً صَالِحًا وَّلا یُشْرِکْ بِعِبَادَۃِ رَبِہٖ احدا (سورۃ کہف)

تو جسے اپنے رب سے ملنے کی امید ہو اسے چاہئے کہ نیک کام کرے اور اپنے رب کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے۔ (کنزالایمان)

صرف بتوں کی پوجا ہی شرک نہیں بلکہ شرک یہ ہے کہ تو اپنی خواہش کی پیروی کرے اور اللہ تعالیٰ کے سوا دنیا اور آخرت کی کسی چیز کو بھی چاہنا شرک میں آجاتا ہے۔ کیونکہ اللہ

تعالیٰ کے علاوہ جو کچھ بھی ہے وہ اس کا غیر ہے۔ جب تو اس کے سوا غیر کی طرف مائل ہوگا تو بے شک تو نے غیر کو خدا کا شریک ٹھہرایا۔ اس لئے اس کے ماسوا سے پرہیز کر۔ اور آرام و آرائش میں نہ پڑ۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہ۔ بے خوف نہ ہو جا۔ طلب و جستجو میں رہ۔ غافل نہ بن۔ یہ چیز تجھے اطمینان بخشے گی۔ اپنے نفس کی طرف کسی حال اور مقام کی نسبت نہ کر اور نہ ہی کسی چیز کا دعوی کر۔ اگر تجھے مال کی دولت یا کوئی اور مقام عطا کر دیا جائے تو۔ تو اسے کسی دوسرے پر ظاہر نہ کر۔ کیونکہ حالات کے تغیر و تبدل کے سلسلہ میں ہر دن اللہ تعالیٰ کی نئی شان ہے اور بلا شبہ بندے اور اس کے دل کے درمیان حائل ہے تو کوئی پتہ نہیں کہ کب وہ تجھے اس مقام یا مال سے معزول کر دے۔ جس کے بارے میں تو نے دوسروں کو بتا رکھا ہو۔ اور جس چیز کے ثبات و بقائے دائمی کا تجھے خیال تھا اسے بدل دے تو تجھے شرمندہ ہونا پڑے۔ جنہیں تو نے اس بارے میں باخبر رکھا تھا۔ لہٰذا تو اس بارے میں کسی کو کچھ نہ کہہ اور اپنے تک ہی محدود و محفوظ رکھ۔ اگر اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ مقام یا حال ہمیشہ کیلئے تجھے حاصل ہو تو اسے اس کی عطا اور بخشش جان۔ اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ شکر کی توفیق اور اس میں مزید اضافے کی دعا کر۔ اگر یہ نعمت مستقل طور پر حاصل نہ ہو تو اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی جانب سے علم۔ معرفت۔ نور۔ بیداری۔ اور ادب کا اضافہ مطلوب ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

مَا نَنۡسَخۡ مِنۡ آيَةٍ اَوۡ نُنۡسِهَانَاتِ بِخَيۡرٍ مِنۡهَا اَوۡ مِثۡلِهَا اَلَمۡ تَعۡلَمۡ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيۡئٍ قَدِيۡرٌ (سورۃ البقرہ)

ترجمہ: اور جب کوئی آیت ہم منسوخ فرمائیں یا بھلا دیں تو اس سے بہتر یا اس جیسی لے آئیں گے کیا تجھے خبر نہیں کہ اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ (کنز الایمان)

تو اللہ تعالیٰ کو اس قدرت میں عاجز نہ جان۔ اور نہ اس کی تدبیر و تقدیر پر نکتہ چینی کر۔ اس کے وعدہ میں شک نہ کر۔ بس تیرے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہی بہترین نمونہ ہونا چاہئے۔ کئی آیات اور سورتیں جو آپ پر نازل ہوئیں ان پر عمل ہوا محرابوں

میں پڑھی گئیں اور مصاحف میں لکھی گئیں۔ منسوخ کردی گئیں بدلی گئیں اور ان کی جگہ دوسری آیات کو نازل کر کے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی طرف متوجہ کیا گیا۔

یہ تو ظاہری شریعت کی بات تھی اور جہاں تک اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان علم باطن حال کا تعلق ہے اور اس کے بارے میں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے دل پر ایک حجاب سا ڈال دیا جاتا ہے تو ایک دن میں ستر مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔

اور ایک روایت میں یوں بھی ہے سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔

اور آپ کو ایک حالت سے دوسری حالت میں منتقل کیا جاتا ہے اور پہلی حالت کو دوسری حالت سے بدل دیا جاتا ہے آپ کو غیب کی وادیوں میں اور قرب کی منزلوں کی طرف لے جایا جاتا اور بدل بدل کر آپ کو نورانی خلعتیں پہنائی جاتی تھیں۔ اس دوران آپ کو پہلی حالت دوسری سے فروتر اور تاریک نظر آتی اور پہلی حالت میں حدود ادب میں آپ کو کمی کا احساس ہوتا تھا۔ایسے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو توبہ و استغفار کی تلقین کی جاتی کیونکہ استغفار بندے کے حالات میں سے بہترین حالت اور اس کے معاملات کے لحاظ سے احسن ہے۔اس لئے توبہ میں بندے کی طرف سے اعتراف گناہ اور اعتراف قصور ہوتا ہے۔

توبہ واستغفار بندے کی وہ صفات ہیں جو اسے ابو البشر سیدنا آدم علیہ السلام سے وراثت میں ملی ہے۔ جب ان کے حال کی طہارت اور صفائی پر عہد ومیثاق بھول جانے کی تاریکی چھا گئی اور انہوں نے جنت میں ہمیشہ رہنے۔اللہ تعالیٰ کا قرب اور اپنے پاس ملائکہ کو مودبانہ حاضر ہونے کی خواہش کی تو اس وقت ان کی خواہش نفس اور ارادہ حق تعالیٰ کے ساتھ شریک ہوگیا۔ جس کے باعث ان کے اس ارادے کو زائل کر دیا گیا تو ان کی وہ پہلی حالت باقی نہ رہی اور منزل قرب سے معزول کر دیئے گئے اور ان کی وہ قدرومنزلت نہ رہی۔ ان کے انوار ظلمت سے بدل گئے اور صفائے باطن پر تکرار چھا گیا۔پھر سہو ونسیان کا اعتراف کرایا گیا کوتاہی ونقصان کا اقرار کرنے کی تلقین کی گئی۔ تو سیدنا آدم علیہ السلام نے کہا۔

رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْن

(سورۃ اعراف)

ترجمہ: دونوں نے عرض کی اے رب ہمارے ہم نے اپنا آپ برا کیا تو اگر ہمیں نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم ضرور نقصان میں سے ہوئے۔ (کنز الایمان)

پھر آپ میں انوار ہدایت علوم توبہ۔ معارف توجہ۔ اور ان چھپی ہوئی مصلحتیں۔ جو اس سے پہلے ظاہر نہ تھیں توبہ کے بعد ظاہر ہوگئیں۔ پھر انہیں توبہ کی توفیق بخشی گئی تاکہ وہ توبہ کر لیں۔ جس کی برکت سے ان کا ارادہ۔ ارادہ حق سے بدل گیا۔ پہلی حالت بدل کر اس کی جگہ انہیں اس سے بہتر حالت عطا کر دی گئی۔ ولایت کبریٰ کی نعمت سے نوازا گیا اور ان کی دینوی اور اخروی زندگی کو دولت سکون سے مالا مال کر دیا گیا۔ تو دنیا ان کیلئے اور ان کی اولاد کیلئے رہائش بنا دی گئی اور آخرت ان کیلئے رجوع۔ پناہ اور ہیشگی کی جگہ قرار بنا دیا گیا۔

اے بندہ مومن اور اے سالک راہ حق تیرے لئے ضروری ہے کہ تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تالیٰ کے برگزیدہ محبوب اور ان کے باپ سیدنا آدم صفی اللہ علیہ السلام اور تمام محبان ومخصوصان خدا کہ وہ انبیاء و اولیاء ہیں کا اسوۂ حسنہ اختیار کرے۔ تمام حالات میں استغفار سے۔ کوتاہی کے اعتراف میں احتیاج و بے مائگی میں جیسا کہ انہوں نے کیا ویسا ہی تو کر۔

اَلْمَقَالَةُ الثامِنَةُ (۸)

اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کے آداب

حضرت قطب الاقطاب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

تو جس حالت پر ہو اس کے علاوہ بلند یا پست حالت کی تمنا نہ کر۔ جب تو شاہی محل کے دروازے پر ہو تو اس میں داخل ہونے کی تمنا نہ کر۔ حتیٰ کہ تو جبرا بلا اختیار داخل کیا جائے۔ یہاں جبر سے میری مراد اصرار اور تاکیدی حکم ہے اور تو شاہی محل میں داخل ہونے کیلئے فقط اجازت پر اکتفا نہ کر کیونکہ یہ ہوسکتا ہے بادشاہ کی طرف سے کوئی فریب یا دھوکہ

ہو۔ بلکہ اس وقت تو صبر کر جب تک کہ تجھے داخل ہونے کیلئے مجبور نہ کیا جائے۔ اگر تجھے جبرا داخل کیا جائے یہ بادشاہ کے اختیار سے ہوگا نہ کہ تیری خواہش سے۔ ایسے میں بادشاہ تجھے اپنے فعل کی بنا پر ہرگز زیر عتاب نہیں لائے گا۔ یہ واضح رہے کہ تجھ پر کوئی بھی مصیبت یا سزا تیری اپنی شامت۔ تیری حرص۔ بے صبری۔ بے ادبی۔ اور جس مقام پر تو ہے اس پر خاموشی کے سبب ہی آتی ہے۔ جب تجھے مجبور کر کے شاہی محل میں لے آیا جائے تو سر نیچے کئے۔ آنکھیں جھکائے۔ مودبانہ کے فرائض اور خدمات کو اس طرح انجام دے کر اس سے بڑھ کر کسی مقام کی خواہش نہ کر۔

اللہ کریم اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے۔

ولا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ورِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ" وَّاَبْقٰى (سورۃ طہ)

ترجمہ: اے سننے والے اپنی آنکھیں نہ پھیلا اس کی طرف جو ہم نے کافروں کے جوڑوں کو برتنے کیلئے دی ہیں جیتی دنیا کی تازگی کہ ہم نے انہیں اس کے سبب فتنہ میں ڈالیں اور تیرے رب کا رزق سب سے اچھا اور سب سے دیرپا ہے۔ (کنزالایمان)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ" وَّاَبْقٰى سے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو حفاظت مال اور عطا کردہ نعمتوں پر راضی رہنے کا حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے۔ یعنی جو کچھ خیر۔ نبوت۔ علم۔ قناعت۔ صبر۔ ولایت دین اور دین میں جہاد کی دولت ہم نے تجھے عطا کی ہے۔ وہ اس سے کہیں بہتر ہے جو ہم نے غیروں کو عطا کی ہے۔ ساری بھلائی حال کی حفاظت اس پر رضا مندی۔ اور اس کے غیر کی طرف توجہ نہ کرنے میں پوشیدہ ہے۔ کیونکہ اس کے سوا جو کچھ ہے وہ یا تو تیری قسمت میں ہوگا یا کسی اور کی قسمت میں یا وہ کسی کا حصہ نہیں۔ بلکہ اسے اللہ وحدہ لاشریک نے صرف بندوں کی آزمائش کے لئے پیدا کیا ہے اگر وہ تیرا حصہ ہے تو تجھ تک پہنچ کر رہے گا تو چاہے یا انکار کرلے۔ لہٰذا تیرے لئے یہ اچھا نہیں کہ تجھ سے اس کی طلب میں لالچ اور بے

ادبی کا اظہار کرے۔ کیونکہ علم و عقل کے اعتبار سے یہ ناپسندیدہ عمل ہے۔ اگر وہ تیری قسمت میں نہ ہو تو اس کے حاصل کرنے کی کوشش نہ کر کیونکہ یہ بے سود ہے جبکہ وہ تجھے ہرگز حاصل نہیں ہوسکتی۔ اگر یہ کسی کی قسمت میں نہیں بلکہ ایک فتنہ ہے جس کے ذریعے امتحان مقصود ہے ایسے میں تو ایک ذی عقل کیسے راضی ہوگا کہ تو اپنے لئے فتنہ طلب کرے۔

تو یہ بات ثابت ہوگئی کہ بھلائی مکمل طور پر اور سلامتی حال کی حفاظت میں ہے پھر جب تجھے بالا خانے اور وہاں سے چھت پر چڑھایا جائے تو ایسا ہو جا جیسا کہ ہم نے ذکر کیا یعنی محافظ اور خاموش مودب رہ بلکہ تیری طرف ان امور میں زیادتی ہو اس لئے کہ تو بادشاہ کے قریب تر ہو اور خطرہ کے نزدیک تر ایسے مقام سے اعلیٰ یا ادنیٰ مقام کی طرف منتقل ہونے اس کے اثبات و بقا اور تغیر حال کی ہرگز تمنا نہ کر۔ اس مقام میں اس طرح رہ کہ تجھے اپنا اختیار حاصل نہ ہو۔ کہ بیشک یہ حال کی نعمت کا کفران ہے اور کفران نعمت کافر (ناشکرے) کو دنیا اور آخرت میں ذلیل کرتا ہے تو تو ہمارے بیان کے مطابق ہمیشہ عمل کر حتیٰ کہ تجھے ترقی نصیب ہو۔ اس کے بعد تجھے اس میں مستقل قیام حاصل ہو جس سے تجھے کبھی علیحدہ نہیں کیا جائے گا۔ اس وقت تجھ پر یہ ظاہر ہو جائے گا کہ یہ مقام جو علامات و آیات کے ساتھ ظاہر ہوا ہے درحقیقت اللہ تعالیٰ کی عطا ہے تو اسے مضبوطی سے ہر حال میں تھامے رکھ اور اس کی حفاظت کر کیونکہ احوال اولیاء کیلئے اور مقامات ابدال کیلئے ہیں۔

اَلْمَقَالَةُ التَّاسِعَةُ (۹)

اللہ تعالیٰ کی صفات جلالی و جمالی

محبوب سبحانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

افعال کے اندر مشاہدہ اور کشف میں اولیاء کرام اور ابدال کیلئے اللہ تعالیٰ کے افعال سے وہ چیز کھول دی جاتی ہے جو عقلوں پر غالب ہوتی ہے۔ اور عادات و رسوم کو توڑ ڈالتی ہے۔ یہ امور دو طرح کے ہوتے ہیں۔ جلالی اور جمالی۔ پھر ان میں جلال اور عظمت بے سکون کر دینے والے خوف۔ اکھاڑ ڈالنے والے ڈر۔ اور دل پر انتہائی غلبہ پیدا کر دینے والے خوف کے آثار ہیں۔

حدیث:-

جیسا کہ نبی اکرم نورمجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں حدیث میں آیا ہے۔

کان یسْمعُ مِنْ صَدْرِہٖ اَزِیْزٌ" کَاَزِیْزِ الْمِرْجَلِ فِی الصَّلٰوۃِ مِنْ شدَّۃِ الْخوْف لما یری منْ جلالِ اللّٰہِ تعالیٰ وَیُکْشِفُ لَہٗ مِنْ عَظْمَتِہٖ

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا فرماتے تھےتو آپ کے سینہ مبارک سے ہنڈیاں کے جوش جیسی آواز سنائی دیتی تھی خوف کی شدت اس کا سبب تھا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے جلال کو دیکھتے تھے۔عظمت الٰہی پر منکشف ہوتی تھی۔

اور اسی طرح حضرت سید نا ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں بھی ایسی روایات بیان کی گئی ہیں۔

اور مشاہدہ جمال سے مراد وحدہ لاشریک کا وہ جلوہ پر بہار ہے جو اپنے دامن میں قلوب کے لئے انوار وسرور۔لطف وکرم۔محبت بھری باتیں۔عظیم عنایات۔بلند مرتبوں اور اللہ تعالیٰ کے قرب کی بشارت ہے آخر کار اس کی طرف لوٹنا ہے۔اورقلم اس کے ساتھ خشک ہوگیا ہے اور اس کی عطائیں گزشتہ زمانہ میں مقدر ہوچکی ہیں۔اور یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت وفضل اور ان کو دنیا میں ایک خاص وقت تک باقی رکھنا ہے۔تاکہ شدت شوق کے باعث ان کی محبت حد سے تجاوز نہ کرے۔اوران کے جگر شق نہ ہو جائیں۔اور اس سے وہ موت سے پہلے اللہ تعالیٰ کی بندگی اور اطاعت اورعبادت کی ادائیگی کے سلسلہ میں کمزور یا ہلاک نہ ہو جائیں۔

اللہ تعالیٰ یہ معاملہ ان کیساتھ بوجہ لطف وکرم۔ان کے دلوں کی نرمی علاج اور تربیت کیلئے کرتا ہے۔کیونکہ وہ حکیم وعلیم ہے۔ان پر مہربان شفیق اور رحم کرنے والا ہے۔

حدیث:-

اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے موذن حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کرتے تھے کہ اے بلالؓ ہمیں تکبیر اقامت کے

ذریعہ راحت پہنچا۔ تاکہ ہم نماز میں داخل ہوں۔ یعنی اوپر بیان کئے گئے احوال کا مشاہدہ کریں اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

وَجُعِلَتْ قُرَّةَ عَیْنِیْ فِی الصَّلوٰۃ کہ نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

اَلْمَقَالَۃُ الْعَاشِرَۃُ (۱۰)

اتباع قرآن وسنت اور نفس کی کیفیات

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ نے فرمایا:

اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ ایک تو اللہ وحدہ لاشریک کی ذات ہے۔ اور ایک تیرا نفس۔ نفس اللہ تعالیٰ کا مخالف اور دشمن ہے اور باقی تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کے تابع اور فرمانبردار ہیں۔ اور نفس بھی حقیقتاً اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور ملکیت ہے تاہم اس کو لذت وشہوت کی وجہ سے کئی دعوے ہیں جب تو اللہ تعالیٰ کی اتباع کرتے ہوئے اپنے نفس کی مخالفت کرے گا۔ تو۔ تو اللہ تعالیٰ کا ہو کر نفس کا دشمن بن جائے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا داؤد علیہ السلام سے فرمایا۔ اے داؤد! تیرا منتہائے مقصود میں ہی ہوں اس لئے تو منتہائے مقصود کو مضبوطی سے تھام لے۔ عبودیت کا تقاضا یہ ہے کہ اپنے نفس کی خواہشات کا دشمن ہو جا۔ اس وقت تیری دوستی اور بندگی اللہ تعالیٰ کیلئے ثابت ہوگی۔ اور تیرے پاس آسان صافی۔ خوشگوار۔ اور پاکیزہ رزق آئیں گے اور تو عزیز مکرم ہوگا۔ ہر چیز تیری خدمت کرے گی۔ تیری تعظیم کرے گی تیری ہیبت ان پر طاری ہوگی۔ کیونکہ وہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ کی فرمانبردار اور تابع ہیں۔ اس لئے کہ وہ ان کا خالق ہے اور ان کو پیدا کرنیوالا ہے۔ اور یہ تمام چیزیں اس کے حضور بندگی کا اقرار کرتی ہیں۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ

(سورۃ بنی اسرائیل)

ترجمہ۔ اور کوئی چیز نہیں جو اسے سراہتی ہوتی اس کی پاکی نہ بولے ہاں تم ان کی تسبیح

ذریعہ راحت پہنچا۔ تاکہ ہم نماز میں داخل ہوں۔ یعنی اوپر بیان کئے گئے احوال کا مشاہدہ کریں اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلٰوةِ کہ نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

اَلْمَقَالَةُ الْعَاشِرَةُ (١٠)

اتباع قرآن وسنت اور نفس کی کیفیات

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ نے فرمایا:

اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ ایک تو اللہ وحدہ لاشریک کی ذات ہے۔ اور ایک تیرا نفس۔ نفس اللہ تعالیٰ کا مخالف اور دشمن ہے اور باقی تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کے تابع اور فرمانبردار ہیں۔ اور نفس بھی حقیقتاً اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور ملکیت ہے تاہم اس کو لذت وشہوت کی وجہ سے کئی دعوے ہیں جب تو اللہ تعالیٰ کی اتباع کرتے ہوئے اپنے نفس کی مخالفت کرے گا۔ تو۔ تو اللہ تعالیٰ کا ہو کر نفس کا دشمن بن جائے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا داؤد علیہ السلام سے فرمایا۔ اے داؤد! تیرا منتہائے مقصود میں ہی ہوں اس لئے تو منتہائے مقصود کو مضبوطی سے تھام لے۔ عبودیت کا تقاضا یہ ہے کہ اپنے نفس کی خواہشات کا دشمن ہو جا۔ اس وقت تیری دوستی اور بندگی اللہ تعالیٰ کیلئے ثابت ہوگی۔ اور تیرے پاس آسان صافی۔ خوشگوار۔ اور پاکیزہ رزق آئیں گے اور تو عزیز مکرم ہوگا۔ ہر چیز تیری خدمت کرے گی۔ تیری تعظیم کرے گی تیری ہیبت ان پر طاری ہوگی۔ کیونکہ وہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ کی فرمانبردار اور تابع ہیں۔ اس لئے کہ وہ ان کا خالق ہے اور ان کو پیدا کرنیوالا ہے۔ اور یہ تمام چیزیں اس کے حضور بندگی کا اقرار کرتی ہیں۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ

(سورۃ بنی اسرائیل)

ترجمہ۔ اور کوئی چیز نہیں جو اسے سراہتی ہوتی اس کی پاکی نہ بولے ہاں تم ان کی تسبیح

نہیں سمجھتے۔ (کنزالایمان)

اسی طرح دوسری جگہ ارشاد خداوندی ہے۔

فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعاً اَوْ كَرْهًا قَالَتَا اَتَيْنَا طَائِعِيْنَ (سورۃ حم سجدہ)

ترجمہ: تو اس سے اور زمین سے فرمایا کہ دونوں حاضر ہو خوشی سے چاہے یا نا خوشی سے دونوں نے عرض کی ہم رغبت کے ساتھ حاضر ہوئے (کنزالایمان)

عبادت کاملہ نفس کی مخالفت کا نام ہے۔

ارشاد خداوندی ہے۔

فلا تتّبع الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (سورۃ ص)

اور خواہش کے پیچھے نہ جانا کہ تجھے اللہ کی راہ سے بہکا دے گی۔ (کنزالایمان)

اور سیدنا داؤد علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

واهْجُرْ هُوَاكَ فَاِنَّهَا لَا مُنَازِعَ يُنَازِعُنِيْ فِيْ مُلْكِيْ غَيْرُ الْهَوٰى

ترجمہ: یعنی خواہش کو چھوڑ دے کیونکہ یہ خواہش فساد کا باعث ہے۔

حکایت:۔

حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کے بارے مین ایک مشہور حکایت ہے کہ جب بایزید خواب میں اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہوئے تو انہوں نے عرض کیا مولا کریم تیری بارگاہ تک رسائی کا کیا طریقہ ہے۔ ارشاد ہوا اپنی خواہشات نفس کو چھوڑ اور میری طرف آجا۔ بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ اس کے بعد میں اپنے نفس کی خواہشات سے اس طرح باہر نکل آیا جیسے سانپ اپنی کینچلی اتار کر اس سے نکل آتا ہے۔

الغرض بھلائی اسی میں ہے کہ تمام حالات میں نفس سے دشمنی رکھی جائے۔ اور اگر تو پرہیز گار ہے تو نفس کا اس طرح مخالف ہو جا کہ لوگوں کے حرام اور مشبہ مال۔ احسان۔ بھروسہ۔ اعتماد۔ ان سے خوف۔ امیدوار مزید متاع دنیا میں سے جو کچھ ان کے پاس ہے اس سے پوری طرح بے نیاز ہو جا۔

تو ان کی عطا بطور ہدیہ۔ زکوٰۃ کفارہ۔ یا نذر جو بھی ہو اس کی امید نہ رکھ۔ اپنے ارادہ کو ان کے ہر اعتبار اور سبب سے منقطع کر حتی کہ اگر تیرا قریبی رشتہ دار مالدار ہو تو اس کی موت کی تمنا نہ کر۔ تا کہ اس کے بعد اس کے مال کا وارث ہو۔ کوشش کر کے مخلوق سے کنارہ کش ہو جا۔ اور انہیں ان دروازہ کی طرح سمجھ جو کبھی کھلتا ہے اور کبھی بند ہوتا ہے۔ یا انہیں ایسے درخت کی مانند سمجھ جو کبھی پھل دیتا ہے۔ اور کبھی نہیں۔ یہ سب کچھ فاعل کے فعل اور تدبر کی تدبیر سے ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ ہے۔ تا کہ تو رب کو واحد جاننے والا ہو۔ اور اس کے ساتھ ساتھ بندوں کے کسب کو فراموش نہ کرنا تا کہ عقائد جبریہ میں پڑنے سے بچ جائے۔

اور اس بات کا اعتقاد رکھ کہ مخلوق کے تمام افعال اللہ تعالیٰ کے بغیر پورے نہیں ہوتے تا کہ تو اپنے خدا کو بھول کر بندوں کی پرستش میں نہ لگ جائے اور تو ان کے فعل کو انہیں کا فعل نہ سمجھ ورنہ تو کافر ہو کر فرقہ قدریہ میں شامل ہو جائے گا۔ لیکن تو کہہ کہ افعال اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں اور بندوں کا کسب ہیں جیسا کہ اس بارے احادیث آئی ہیں۔ اور بندوں کے معاملہ میں خدا تعالیٰ کی اطاعت کر۔ اور اس کے حکم کے مطابق اپنا حصہ ان سے جدا کر لے۔ اور پھر اس سے تجاوز نہ کر۔ اللہ تعالیٰ کا حکم قائم اور مخلوق اور تجھ پر حاکم ہے لہٰذا خود حاکم مت بن۔ مخلوق کے ساتھ تیرا اپنا مقدر ہے اور مقدر تاریکی ہے اس لئے ظلمت میں چراغ لیکر داخل ہو اور وہ چراغ کتاب اللہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سنت مبارکہ ہے۔ کتاب وسنت کے احکام سے ہرگز باہر نہ نکل۔ اگر تیرے دل میں کوئی خطرہ لاحق ہو یا الہام پیدا ہو تو اسے کتاب وسنت کی روشنی میں دیکھ۔ اگر تو کتاب وسنت میں اس کی حرمت پائے۔ جیسے تجھے۔ زنا، سود، اہل فسق وفجور کے ساتھ میل جول اور اس کے علاوہ گناہ کا وسوسہ پیدا ہو تو اسے اپنے سے دور کر اور اس سے الگ ہو جا۔ اسے قبول نہ کر۔ اور نہ اس عمل کر۔ اور یہ یقین کر لے کہ وہ شیطان مردود کی طرف سے ہے۔ اور اگر وہ خدشے یا الہام ایسے امور کے متعلق ہیں جو کتاب وسنت میں مباح ہیں۔ مثلاً کھانے پینے۔ لباس اور نکاح کی خواہشات تو انہیں بھی ترک کر دے قبول نہ کر کیونکہ یہ بھی تیرے نفس اور اس کی

خواہشات کا الہام ہے اور تجھے تو نفس و خواہشات سے دشمنی و مخالفت کا حکم دیا گیا ہے اگر اس خدشے اور الہام کی کتاب و سنت میں حلت پائے اور نہ حرمت بلکہ وہ ایک ایسی بات ہو جسے تو نہیں سمجھ سکتا جیسے تجھے کہا جائے کہ فلاں جگہ جاؤ اور وہاں فلاں نیک شخص سے ملاقات کرو۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے علم و معرفت کی نعمت سے مالا مال کر کے تجھے بے نیازی کی جو دولت عطا فرمائی ہے اس کے پیش نظر وہاں جائے اور کسی سے ملنے کی تمہیں کوئی حاجت نہیں۔تو ایسے میں ٹھہر جا اور وہاں جانے میں جلدی نہ کر اور دل میں سوچ کہ آیا یہ الہام اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔ اس پر عمل کروں۔ بلکہ اس کے اختیار کرنے میں تھوڑا انتظار کر۔اور یہ الہام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوگا۔ جبکہ یہ الہام بار بار دہرایا جائے اور تجھے جلدی جانے کا حکم دیا جائے یا کوئی ایسی علامت ظاہر ہو جو اہل معرفت پر ظاہر ہوا کرتی ہے جسے صاحب فہم فراست اولیاء اور صفت ادراک سے متصف ابدال ہی سمجھ پاتے ہیں۔ لہٰذا تجھے اس امر میں جلدی نہیں کرنی چاہئے کیونکہ تجھے معلوم نہیں اس کا انجام کیا ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا کیا ہے۔اور نہ تجھے اس بات کا علم ہے کہ آزمائش کے طور پر اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے فتنہ۔ ہلاکت اور مکروفریب موجود ہے۔پس اس وقت تک صبر کر جب تک کہ خوداللہ تعالیٰ تیرے اندر اس کام میں متصرف نہ ہو جائے جب تیرا عمل مٹ کر خالص فعل حق باقی رہ گیا اور اس صورت میں تجھے وہاں لے جایا بھی گیا تو اس صورت میں اگر وہاں کوئی فتنہ درپیش آ گیا تو تجھے اس طرح محفوظ رکھا جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے فعل پر تجھے کبھی عذاب میں مبتلا نہیں کرے گا۔کیونکہ عذاب دراصل کسی کام میں ارادہ و رضا اللہ تعالیٰ کے بغیر تیری دخل اندازی ہی کی وجہ سے آتا ہے اور تو حقیقی حالت یعنی مقام ولایت پر فیضیاب ہوا تو اپنی خواہشات کی مخالفت کر اور تمام حالات میں اللہ تعالیٰ کے حکم کی پابندی کر۔ امر الٰہی کی اتباع کی دوصورتیں ہیں پہلی یہ کہ تو دنیا سے اس قدر غذا حاصل کر جس سے نفس کا حق ادا ہو جائے اور لذات کو ترک کر کے فرائض کی ادائیگی میں مشغول ہو جائے اور تمام ظاہر و باطن گناہ ترک کر دے۔

اور دوسری صورت باطنی امر سے مامور ہونا ہے اور وہ یہ ہے کہ جس کے ذریعہ سے وہ اپنے بندے کو امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی تلقین کرتا ہے۔ اور یہ باطنی امر اس مباح میں پایا جاتا ہے جس کا شریعت میں کوئی حکم نہیں ہے کیونکہ یہ قبیل نہی سے تعلق رکھتا ہے اور نہ اس کا رابطہ امر واجب سے ہے اور اس پر بندے کو اختیار دیا گیا ہے خواہ وہ اسے تصرف واستعمال میں لائے یا نہ لائے اسی کا نام مباح ہے۔

تو بندہ اس میں اپنی طرف سے کچھ بھی ظاہر نہیں کرتا۔ بلکہ اس کے بارے میں امر کا منتظر رہتا ہے اس چیز کو اختیار کرنے کی وجہ سے اور جب تو درمیان سے الگ ہو اور اللہ تعالیٰ اپنے فعل سے تیرے لئے کوئی کام اختیار کرے تو پھر بھی عذاب عتاب کس بات پر ہوگا۔ تو جب حکم پائے اس پر عمل کرے۔ پھر بندے کی تمام حرکات وسکنات اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوں گی جس کا شریعت میں حکم ہے وہ شریعت کے ساتھ ہوں گی۔ جس کا شریعت میں حکم نہیں ہے وہ امر باطن کے ساتھ ہوں گی اس وقت بندہ اہل حقیقت کے زمرے میں ہو جائے گا۔ اور جن حرکات وسکنات کے بارے میں کوئی حکم باطن نہیں ہے وہ صرف فعل الٰہی (محض تقدیر) ہوگا جسے حالت تسلیم کہتے ہیں۔ اگر تو حق الحق کی حالت میں ہو تو یہ مٹنے اور فنا ہونے کی حالت ہے۔ اور یہ حالت اللہ تعالیٰ کیلئے شکستہ دلوں۔ موحدوں۔ عارفوں۔ ارباب علم و دانش۔ سرداروں کے سردار خلق کے محافظ اور نگہبانوں دوستان حق اور خاصان بارگاہ کو حاصل ہوتی ہے۔ تو ان حالات میں امر الٰہی کی پیروی یہی ہے کہ تو خود اپنا مخالف ہو جا۔ زور وطاقت سے بیزار ہو کر اور یہ کہ دنیا اور آخرت کی کسی چیز میں بھی تیرا ارادہ وقصد نہ ہو تو اس صورت میں تو بادشاہ حقیقی کا بندہ ہوگا۔ امر حق کا بندہ ہوگا نہ کہ خواہش کا بندہ۔ جیسے بچہ دودھ پلانے والی دایہ کے ہاتھوں میں اور مردہ نہلانے والے کے سامنے میت۔ اور طبیب (ڈاکٹر) کے سامنے بے ہوش بیمار کی طرح۔ پس اللہ تعالیٰ کے امر ونہی کی شناخت وپیروی کے علاوہ تو دیگر تمام امور سے بے ہوش وبے خبر ہوگا۔

اَلْمَقَالَۃُ الْحَادِیَۃُ عَشَرَ (۱۱)

نکاح کی خواہش سے صبر

حضور غوث الثقلین رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

جب غربت و ناداری کی حالت میں تجھے نکاح کی خواہش پیدا ہو اور تو اس کا بوجھ و ذمہ داری سے عاجز ہو تو پھر اس معاملہ کے حل کی اللہ تعالیٰ سے امید کرتے ہوئے انتظار کر۔ اور جس کی قدرت سے تیرے اندر یہ خواہش پیدا ہوئی ہے۔ شاید وہ تیرے دل سے اس خواہش کو مٹا دے۔ یا وہ اس خواہش کی تکمیل کا سامان اس طرح اپنی عطا و بخشش۔ نرمی و سہولت اور برکت سے کافی و شافی طور پر مہیا فرما دے گا۔ کہ نہ تو اس دنیا کے بوجھ تلے آئے اور نہ یہ آخرت میں تیرے لئے مصیبت کا سبب بنے۔ پھر اللہ تعالیٰ تیرا نام صابر شاکر رکھ دے گا اس تیرے صبر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی ہونے کی وجہ سے تجھے عصمت وقوت میں زیادتی عطا فرمائے گا۔ صبر کے بعد جو نعمت کفایت او سعادت کے طور پر اللہ کریم نے تجھے عطا کی ہے۔ اس وقت صبر سے بدل جائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے شکر کرنے والوں پر اپنی نعمت کی زیادتی کا وعدہ کر رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْد (سورۃ ابراہیم)

ترجمہ: کہ اگر احسان مانو گے تو تمہیں اور دوں گا اور ناشکری کروں گے تو میرا عذاب سخت ہے۔ (کنزالایمان)

اور اگر وہ خواہش تیری قسمت میں نہیں پھر تو اسے دل سے مٹا کر بے نیاز ہو جا۔ نفس چاہے یا نہ چاہے۔ صبر اختیار کر اور خواہشات کی مخالفت کر اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی کر۔ اور اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر اس کے فضل اور عطا کی امید کرتے ہوئے راضی ہو جا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَاب (سورۃ زمر)

ترجمہ: صابروں ہی کو ان کا ثواب بھر پور دیا جائے گا بے گنتی (کنزالایمان)

اَلْمَقَالَۃُ الثَّانِیَۃُ عَشَرَ (۱۲)

مال و دولت

حضرت محبوب سبحانی رحمتہ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔

جب اللہ تعالیٰ تجھے مال و جائیداد عطا فرمائے۔ تو اس مال و دولت کی وجہ سے اس کی عبادت سے منہ پھیر لے گا۔ تو اللہ تعالیٰ تیرے لئے دنیا و آخرت میں حجاب قائم کر دے گا۔ اور ایسا بھی ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ تیرا مال و دولت چھین لے اور تیرا حال بدل دے۔ اور منعم حقیقی سے منہ موڑ کر اس کی دی ہوئی نعمت کی طرف مشغول ہونے کی سزا کے طور پر وہ تجھے محتاج کر دے۔

اگر تو نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی بجا آوری میں مال و دولت کو حائل نہ ہونے دیا۔ تو وہ مال و دولت ہمیشہ کیلئے تجھے بخش دیا جائے گا اور اس میں ذرہ بھر بھی کمی نہ ہوگی۔ تو اپنے مولیٰ کریم کا خادم اور مال و دولت تیری خادم ہوگی پھر تو دنیا میں ناز و نعمت کی زندگی بسر کرے گا اور آخرت میں عزت و اکرام اور خوشحالی سے جنت الماویٰ میں صدیقین۔ شہداء اور صالحین کے ساتھ ہوگا۔

اَلْمَقَالَۃُ الثَّالِثَۃُ عَشَرَ (۱۳)

تسلیم و رضا

حضرت غوث جیلانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

نعمتوں کو حاصل کرنے اور مصیبت و تکلیف سے بچنے کی کوشش نہ کر۔ اس لئے کہ اگر نعمت تیری قسمت میں ہے تو تجھ کو ضرور مل کر رہے گی۔ تو اس کو طلب کر یا نہ پسند کرے اور اگر مصیبت و تکلیف تیری قسمت میں ہے اور تیرے لئے اس کا فیصلہ ہو چکا ہے تو خواہ اسے ناپسند کرے یا دعاؤں کے ذریعہ اسے دور کرے۔ یا صبر کر اور جلدی جلدی اللہ تعالیٰ کو راضی

کرنے کی کوشش کرے تو وہ بھی مصیبت تجھ پر آ کر رہے گی۔ بلکہ اپنے تمام امور اللہ تعالیٰ کے سپرد کردے تاکہ وہ خود تیرے اندر جلوہ گر ہو۔ پھر اگر تجھے نعمتیں عطا ہوں تو شکر بجالا۔ اور اگر مصیبت ہو تو صبر میں بے تکلیف مشغول ہو یا بلا تکلف صبر کر۔ اللہ تعالیٰ کی رضا اور قرب کی خاطر اس کو آزمائش نعمت یا خود اس میں معدوم اور فنا ہو جا۔

اور یہ معدومیت ان حالات کے اندازے کے موافق ہو جن سے تو دوچار ہے۔ اور جن سے تو اس خدا کے قرب منازل کی طرف منتقل کیا جارہا ہے جس کی عبادت اور جس سے تعلق کا تجھے حکم دیا گیا ہے۔ تاکہ رفیق اعلیٰ تک تیری رسائی ہو جائے اور اس وقت تجھے سلف صالحین صدیقین اور شہداء کے مقام پر فائز کر دیا جائے۔

اور تو اپنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کی طرف گزر جانے والے ان بزرگوں کے منازل اور مقامات کا مشاہدہ کرے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے قرب کی سعادت حاصل کی۔ اس کی بارگاہ سے نعمتیں مسرتیں اور امن و اعزاز کے انعامات حاصل کیے۔ مصائب کو اپنی طرف آنے دے ان کا راستہ چھوڑ دے اور دعاؤں کے ذریعے ان کا راستہ بند نہ کر اور مصائب کے آنے پر کسی قسم کی جزع فزع نہ کر کیونکہ ان مصائب و آلام کی تکلیفیں جہنم کی آگ سے زیادہ تکلیف دہ نہیں ہیں۔

حدیث:۔

زمین و آسمان کے رہنے والوں میں سب سے عظیم المرتبت ہستی اور مخلوق کے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

اَنَّهٗ قال انَّ نارَ جهنّم تَقُولُ لِلْمُؤْمِنِ جُزْيَا مُؤمِنِ فَقَدْ اَطْفَا نُوْرُکَ لهبی

ترجمہ: کہ بے شک جہنم کی آگ مومن کو کہے گی اے مومن جلد گزر جا تیرے نور نے میرے شعلوں کو بجھا دیا ہے۔

تو کیا اس مومن کا نور جس نے جہنم کے شعلوں کو بجھایا وہ اس نور کے علاوہ ہے جو نور اس کے پاس دنیا میں تھا۔ اور یہی نور مطیع اور گنہگار کے درمیان باعث امتیاز تھا۔ بس یہی

نور تیرے مصائب و آفات کے شعلوں کو بجھائے گا۔ لہٰذا تجھے چاہئے ایسا مقام پیدا کر کہ رضا الٰہی کے حصول اور صبر کی ٹھنڈک سے اپنے مصائب کی حدت اور گرمی کو بجھا دے یہ آزمائش تجھے ہلاک کرنے کیلئے نہیں بلکہ تجھے آزمانے کیلئے تیرے ایمان کی استقامت کا جائزہ لینے کیلئے تیرے یقین کی بنیاد کو مضبوط کرنے اور تجھ پر اللہ تعالیٰ کے اظہار فخر کی خوشخبری دینے آئی ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَلَنَبۡلُوَنَّكُمۡ حَتّٰى نَعۡلَمَ الۡمُجَاهِدِيۡنَ مِنۡكُمۡ وَالصّٰبِرِيۡنَ وَنَبۡلُوَا اَخۡبَارَكُمۡ (سورۃ محمد)

ترجمہ: اور ضرور ہم تمہیں جانچیں گے یہاں تک کہ دیکھ لیں تمہارے جہاد کرنے والوں اور صابروں کو۔ اور تمہاری خبریں آزمالیں۔ (کنزالایمان)

پھر جب تیرا ایمان اللہ تعالیٰ کے ساتھ پختہ ہو جائے اور اس کے فعل میں تو اپنے یقین کیساتھ راضی ہو گیا اور یہ اس کی طرف سے توفیق اور احسان ہوگا۔ پس تو اس وقت ہمیشہ کیلئے صابر اور اس کے احکام کے آگے گردن جھکا دے۔ اپنے لئے اور کسی دوسرے کیلئے کوئی ایسی بات پیدا نہ کر جو امر و نہی کے دائرے سے باہر نکلی ہوئی ہو۔ جب اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کا معاملہ آ جائے تو اسے غور سے سن اور بجالانے میں جلدی کر حکم سن کر آرام سے نہ بیٹھ بلکہ اس کی ادائیگی کیلئے فوراً کوشش کر اس موقعہ پر اللہ تعالیٰ کے فعل اور تقدیر کا بہانہ نہ بنا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی ادائیگی کے سلسلے میں اپنی پوری کوشش اور طاقت خرچ کر۔ اپنی پوری کوشش کے باوجود بھی اگر اللہ تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری میں کمی یا کوتاہی ہو جائے تو عاجزی و زاری کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے التجاء کر اور معافی مانگ۔ اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں کوتاہی اور عبادت خداوندی کے شرف سے محرومی کے اسباب پر غور کر شاید کہ اللہ تعالیٰ کے احکام میں یہ کوتاہی تیرے بلند دعوؤں کی نحوست دوران عبادت بے ادبی۔ تکبر۔ اپنی قوت بڑائی کے فخر۔ اعمال پر خود بینی اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے نفس اور مخلوق کو شریک کرنے کے سبب ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تجھے اپنے دروازے سے روک دیا۔ اور تجھے اپنی عبادت و خدمت سے معزول کر دیا

اور اپنی توفیق کی مدد کو تجھ سے روک دیا۔ اور تجھ سے اپنی عنایات والطاف اٹھالی ہو۔ اور تجھ پر ناراضگی کے سبب تجھے تیری دنیا کی آزمائش۔ خواہشات۔ اور آرزوؤں امیدوں میں مشغول کر دیا ہو۔ تمہیں علم نہیں ہے کہ یہ ساری چیزیں تجھے اپنے خالق و مالک سے غافل کر دینے والی اور جس نے تجھے پیدا کیا اور پرورش کی۔ تجھے دنیاوی مال و متاع کا مالک بنایا تجھے نعمتیں عطا کیں اور تجھ پر نوازش کی اس نظر عنایت سے محروم کر دینے والی ہیں۔ پرہیز کر۔ ڈرتا کہ یہ چیزیں (غیر اللہ) تجھے اپنے خالق و مالک سے غافل نہ کر دیں۔

اللہ تعالیٰ کے سوا ہر شے غیر اللہ ہے تو اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں غیر اللہ کو قبول نہ کر۔ اس لئے اس نے تجھے اپنے لئے پیدا کیا۔ غیر اللہ میں مشغولیت ومحویت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے اعتراض کر کے اپنے اوپر ظلم نہ کر ورنہ اللہ تعالیٰ تجھے ایسی آگ میں ڈال دے گا جس کا ایندھن پتھر اور انسان ہیں۔ پھر تو اس وقت شرمندہ ہوگا یہ ندامت تجھے کوئی فائدہ نہ دے گی۔ اس وقت تو معذرت کرے گا لیکن تیرا کوئی عذر قبول نہ ہوگا۔ مدد مانگے گا مدد نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی رضا طلب کرے گا مگر اللہ تعالیٰ راضی نہ ہوگا۔ تو اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں کی اصلاح کیلئے دنیا میں واپس آنا چاہے گا لیکن ایسا نہیں ہوگا۔ اپنے آپ پر رحم کھا اور شفقت کر۔ اور عقل وعلم ایمان و معرفت کی صورت میں جو تجھے آلات عطا کئے گئے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے کام میں استعمال کر۔ او انہیں ہتھیاروں کی مدد سے تقدیر الٰہی کے اندھیروں میں اپنے مصائب کے بارے میں نور ہدایت طلب کر۔

امر ونہی کی پابندی کر۔ اور ان کے ذریعے اپنے خالق و مالک کا قرب حاصل کر۔ امر ونہی کے علاوہ تمام امور اس ذات کے سپرد کر دے جس نے تجھے پیدا کیا اور تیری نشوونما کی تو اس کی ذات کی نافرمانی نہ کر جس نے تجھے مٹی سے پیدا کیا تیری پرورش کی پانی کے قطرے سے تجھے ایک کامل انسان بنایا اس کے حکم کے خلاف کوئی ارادہ نہ کر اس نہی کے بغیر کسی چیز کو برا نہ سمجھ۔ دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کے احکام پر اکتفا کر۔ اور دونوں مقامات اس کی منع کی ہوئی چیزوں کو برا جان۔ تیری ہر مراد اسی مراد کے تابع او ہر مکروہ اس کے مکروہ کے ساتھ

وابستہ ہو۔ جب تو اللہ تعالیٰ کے حکم کا پابند ہو جائیگا تو تمام کائنات تیرے حکم کے تابع ہوگی۔ جب تو اس کی منع کردہ چیزوں کو برا سمجھے گا۔تو جہاں بھی ہوگا تمام ناپسندیدہ اشیاء تجھ سے دور ہو جائیں گی۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی نازل کردہ کتابوں میں فرمایا ہے۔

یَا اِبْنِ آدَمَ اَنَا اللّٰہَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا اَقُوْلُ لِشَیْءٍ کُنْ فَیَکُوْنَ اَطِعْنِیْ اَجْعلک تقُوْلُ لِشَیْءٍ کُنْ فَیَکُوْن

ترجمہ: اے ابن آدم میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے کسی چیز کو کہتا ہوں ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے تو میری اطاعت کر میں تجھے ایسا کردوں گا تو کہے گا کسی چیز کو ہو جا تو وہ ہو جائے گی۔ اور فرمایا:

یَا دُنیا مَنْ خدمنیْ فاخْدمیْہِ وَمَنْ خدمک فَاتَّعِبیْہ

ترجمہ۔ اے دنیا جو خدمت واطاعت کرے تو اس کی خدمت کر اور جو تیری خدمت واطاعت کرے اس کو رنج وتکلیف میں رکھ۔

جس وقت اللہ تعالیٰ کی نہی کی بات آجائے تو اس کے آگے سر تسلیم خم۔ بے بس، زخمی دل اس کے علاوہ تنگ سینہ مردہ جسم خواہشات اورروایات سے پاک بشری عوارض سے مبرا۔ شہوات سے آزاد۔ گرے ہوئے تاریک خالی مکان کا ساکن۔ اور معدوم و بے نشان ہو جا۔ اس وقت گویا تیرے کان اس امر الٰہی سننے کے علاوہ بہرے تیری آنکھیں پٹی بندھی ہوئی دکھیاری یا مادر زاد اندھی ہو جائیں اور تیرے ہونٹ زخمی یا سوجے ہوئے ہوں۔ اور تیری زبان یوں ہو جیسے گونگی اور کند ہو۔ اور تیرے دانت یوں ہوں کہ وہ زخموں والے اور پیپ و ریشہ سے بھرے پراگندہ ہوں۔ اور تیرے ہاتھ ایسے شل ہوں کسی چیز کو پکڑنے یا اٹھانے سے عاجز ہوں۔ تیرے دونوں پاؤں زخمی (امر الٰہی کی مخالفت میں چلنے سے) اور سرزیدہ وشل ہوں۔ تیری نفسانی خواہشات ختم ہو کر رہ جائیں اور یوں معلوم ہو کہ یہ قوت اس کے علاوہ کسی اور بات کی طرف لگی ہوئی ہے اور تیرے پیٹ کا یہ حال ہو گویا کہ سیر ہے اور اسے کھانے کی کوئی

ضرورت نہیں۔ اور تیری عقل یوں ہو جیسے تو پاگل و دیوانہ فاسد العقل ہو۔ تیرا جسم ایسا ہو جیسا کہ مردہ ہے اور قبر کی طرف اٹھا کر جایا رہا ہے۔

پس تو اللہ تعالیٰ کے احکام غور سے سن کر اس کی ادائیگی کیلئے جلدی کوشش کرنی چاہئے اس طرح قضا و قدر کے سامنے فانی اور معدوم سمجھ کر منہیات سے اپنے آپ کو روکنا چاہے اپنے مرض میں دوا کے طور پر یہی شربت استعمال کر۔ پس یہی غذائے الٰہی اور نسخہ ربانی ہے جو تجھے گناہوں کے امراض اور خواہشات نفسانی کے فتنوں سے محفوظ وصحت یاب رکھ کر قرب خدا وندی عطا کرے گا۔

اَلْمَقَالَۃُ الرَّابِعَۃُ عَشَرَ (۱۴)

بندگان خدا

حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اے صاحب ہوش خواہشات کے پجاری مقبولان بارگاہ کی ہمسری کا دعویٰ نہ کر۔ اس لئے تو خواہش اور ہوش کی بندگی کرتا ہے۔ اور وہ اپنے خالق و مالک کی اتباع کرنے والے ہیں۔ جبکہ تجھے دنیا کی رغبت ہے اور ان بندگان خدا کی رغبت آخرت میں ہے۔

تیری نگاہ دنیا پر اٹکی ہوئی ہے جبکہ وہ آسمان وزمین کے پروردگار کے دیدار کی تجلیات سے مشرف ہیں۔ تیرا دلی لگاؤ مخلوق کے ساتھ ہے جبکہ ان کا روحانی رشتہ مالک عرش کے ساتھ وابستہ ہے۔ تو دنیا (کے ساز و سامان) میں دیکھتا ہے اس کا گرفتار ہو جاتا ہے لیکن ان کی نگاہ متاع دنیا پر نہیں بلکہ ان کے خالق و مالک پر ہوتی ہے۔ جس کا ظاہری آنکھوں سے نہیں (بلکہ دیدہ باطن سے) دیکھا جاسکتا ہے۔ وہ (گروہ اصفیاء متاع دنیا سے) نجات حاصل کر کے فائز المرام ہوگئے۔ لیکن تو ابھی تک اپنی خواہشات میں گرفتار اور اسباب دنیا کا اسیر ہے۔ وہ مخلوق۔ خواہشات ارادے اور آرزوؤں سے نکل کر اللہ تعالیٰ کے قرب کی سعادت حاصل کر گئے اللہ تعالیٰ نے انہیں منتہائے عبادت یعنی اتباع۔ حمد و ثناء کے بلند مقامات پر فائز کر دیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے جسے وہ چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔

پس انہوں نے عبادت۔ حمد و ثنا کو لازم جانا اور اس کام میں ہمیشگی کو اللہ تعالیٰ کی توفیق اور بے مشقت آسان کرنے سے اپنایا اس طرح عبادت ان کے روح کی غذا ہوگئی ان کیلئے نعمت و سرور ہوگئی گویا دنیا ان کیلئے جنت الماویٰ ہے۔ اس لئے کہ وہ متاع دنیا میں سے کسی بھی چیز کو دیکھتے وقت اس کے خالق و مالک اور پیدا کرنے والے پر نظر رکھتے ہیں۔ (پس یہی وہ مبارک لوگ ہیں) کہ ان سے زمین آسمان کا ثبات اور انہی کے ذریعے زندوں اور مردوں کا آرام وسکون قائم ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی زمین کیلئے ایک ایک مرکز بنایا ہے اور یہ ایسے پہاڑ کی طرح ہیں جو اپنی جگہ قائم ہیں۔

لہٰذا جنہیں ماں باپ اور آل اولاد بھی اپنے ارادے سے نہ روک سکی تو بھی ان کے راستے میں آکر مزاحمت نہ کر اور الگ ہوجا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی بہترین مخلوق ہیں جنہیں اس نے پیدا کر کے (فیضان کیلئے) زمین میں پھیلا دیا ہے تو ان پر اللہ تعالیٰ کا سلام ہدیہ اور برکتیں ہوں جب تک زمین و آسمان قائم ہیں۔

اَلْمَقَالَةُ الْخَامِسَةُ عَشَر (۱۵)

خوف ورجاء

حضرت قطب ربانی رحمتہ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔

میں نے ایک دفعہ خواب دیکھا کہ میں مسجد کی مانند ایک جگہ میں ہوں اور اس میں کچھ لوگ عام مخلوق سے الگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے کہا کہ اگر یہاں فلاں بزرگ (مرد صالح) ان کے پاس ہوتا تو ان کو ادب سکھاتا اور ہدایت کی تعلیم دیا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اتنے میں وہ لوگ میرے گرد جمع ہوگئے۔ اور ان میں سے ایک کہنے لگا آپ کو کیا ہے آپ ہمیں کیوں نہیں سمجھاتے میں نے کہا اگر تمہارا خیال ہے تو بسم اللہ۔ پھر میں نے اپنی گفتگو اس طرح شروع کی۔ اگر تم مخلوق سے اپنے تمام تعلقات منقطع کر کے حق کی طرف آنے تو پھر اپنی زبان سے بھی سوال نہ کرو۔ اس لئے دل کا سوال زبان کے سوال کی طرح ہوتا ہے اور اچھی طرح جان تو کہ تغیر وتبدل اور عزت اور ذلت کے بارے میں ہر روز

اللہ تعالیٰ کی نئی شان ہوتی ہے۔ ایک جماعت کو مقام علیین کی طرف بلندی عطا فرماتا ہے۔ تو دوسری کا ٹھکانہ اسفل السافلین بناتا ہے۔ پھر جن کو مقام علیین کی طرف بلند کرتا ہے انہیں اسفل السافلین کی طرف گرا دینے سے ڈراتا ہے اور انہیں اس مقام پر باقی رکھنے اور رفعت اور بلندی کے جس مقام پر وہ ہیں اس پر ان کی حفاظت کرنے کی امید دلاتا ہے۔ اور دوسری طرف اسفل السافلین والوں کو ہمیشہ اسی حالت میں رکھنے سے ڈرا کر اعلیٰ علیین کا امیدوار بناتا ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس کے بعد میں بیدار ہو گیا۔

اَلْمَقَالَۃُ السَّادِسَۃُ عَشَرَ (١٦)

توکل علی اللہ کے درجات

الشیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

تو اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی نعمتوں سے بے بہرہ ہے کہ تو نے محض مخلوقات اور دیگر اسباب وذرائع پر بھروسہ کیا اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل توکل نہ کیا۔ پس رزق حلال اور اکل مسنون کے حصول میں مخلوقات تیرا حجاب ہے۔ اس لئے جب تک مخلوق سے تیرا رشتہ قائم ہے یعنی تو ان کے دست بخشش وعطا پر اپنی نگاہیں لگائے ہوئے ہے اپنی ضرورتوں کیلئے ان کے دروازوں کے طواف کر رہا ہے تو۔ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخلوق کو شریک ٹھہرنے کے جرم کا ارتکاب کر رہا ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ تجھے رزق حلال یعنی اپنے کسب سے روزی نہ کمانے کی وجہ سے سزا دے گا۔ اگر تو نے اپنے وسائل رزق حلال کی مخلوق کے ساتھ وابستگی منقطع کر لی اور اس طرح مخلوق کو اس کا شریک بنانے سے توبہ کر کے حلال روزی کے کسب میں مشغول ہو گیا اور حلال روزی کو ہی اپنی غذا بنایا اور اس پر مطمئن ہو گیا لیکن ان ساری باتوں کے باوجود تو اللہ تعالیٰ کے فضل وعنایت کو بھول گیا تب بھی تو مشرک ہے۔ مگر یہ شرک پہلے کے مقابلے میں بہت معمولی ہے۔ چنانچہ اس وقت اللہ تعالیٰ تجھے اپنے خاص فضل اور عنایت سے حجاب میں رکھے گا اور سزا دے گا۔ پھر جب تو نے اس سے توبہ کر لی اور شرک کا درمیان سے ازالہ کر دیا اور اپنی قوت اسباب اور ہنر پر اعتماد کیا اور تو نے جان لیا کہ اللہ تعالیٰ رزاق

ہے وہی اسباب پیدا کرنے والا ہے۔ان کو آسان کرنے والا۔کسب پر قوت دینے والا اور ہر بھلائی کی توفیق دینے والا ہے اور رزق کے تمام خزانے اس کے دست قدرت میں ہیں۔کبھی تجھے مخلوق کے ذریعہ پہنچاتا ہے جب کہ حالات آزمائش یا ریاضت میں تو ان سے مانگتا ہے یا جب تو اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہے اور کبھی کسب کے ذریعہ سے معاوضہ کے طور پر عطا فرماتا ہے اور کبھی محض اپنے خصوصی فضل سے۔پس اگر تو سب کچھ چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹا اور اپنے آپ کو اس کے سپرد کر دیا تو اس وقت اللہ تعالیٰ تیرے اور اپنے فضل کے درمیان حجابات اٹھا لے گا۔تیرے حسب حال نعمت میں زیادتی فرمائے گا اور اپنی عنایت سے اس طرح ہر مشکل آسان کر دے گا جیسے ایک مہربان اور دوست طبیب مریض کیلئے تدبیر کرتا ہے۔یہ اللہ تعالیٰ کی خاص امداد ہے جس کے ذریعے وہ تجھے غیر اللہ کی طرف مائل ہونے سے بچاتا ہے۔اور تجھے اپنے فضل وکرم سے مسرور کرتا ہے۔جب تیرے دل سے تمام ارادے اور خواہشات اور مطالب ختم ہو جائیں تے تو اللہ تعالیٰ کے ارادے کے سوا تیرے دل میں کچھ باقی نہیں رہے گا اور جب وہ چاہئے گا تیرا حصہ جو تیرے مقدر میں لکھا جا چکا ہے جس میں تیرے کسی دوسرے کا کوئی حصہ نہیں ہے تجھے عطا فرمائے گا اور وہ تیرے دل میں اس کی طلب اور خواہش پیدا کرے گا اور حاجت کے وقت تیرا حصہ تجھے عطا کر دے گا اس کے بعد شکر ادا کرنے کی توفیق بخشے گا اور جتلا دے گا یہ نعمت اس کی طرف سے ہے اور وہ اس کا بھیجنے والا اور عطا کرنے والا ہے۔پھر تو اس وقت اس کا شکر بجا لائے گا اور اچھی طرح جان لے گا۔پھر یہ مخلوق سے بے تعلق اور لوگوں سے دور رہنے اور تیرے دل کے ماسوا اللہ سے خالی رہنے کا موجب ہوگا۔اس کے بعد جب تیرا علم اور یقین پختہ ہو جائے۔تیرا سینہ کھل جائے دل روشن ہو جائے گا تیرا مقام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بلند اور قرب زیادہ ہو جائے گا۔اور تیری لیاقت و امانت اسرار الٰہی کی وجہ سے بڑھ جائے گی تو اس کے فضل وکرم عنایت سے تیری شرافت اور بزرگی کے باعث تیرا حصہ ملنے سے پہلے تجھے بتا دیا جائے گا کہ تیرا حصہ تجھے اب ملنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وجعلنا منھم ائمۃ یھدون بامرنا لما صبروا و کانوا باٰیٰتنا یوقنون (السجدہ)

ترجمہ: اور ہم نے ان میں سے کچھ امام بنائے کہ ہمارے حکم سے بتاتے جبکہ انہوں نے صبر کیا اور وہ ہماری آیتوں پر یقین لاتے تھے۔ (کنز الایمان)

اسی طرح دوسری جگہ ارشاد خداوندی ہے۔

والذین جاھدو فینا لنھدینھم سبلنا (سورۃ عنکبوت)

ترجمہ: اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انہیں اپنے راستے دکھادیں گے۔ (کنز الایمان)

ایک اور جگہ ارشاد ربانی ہے۔

واتقو اللہ ویعلمکم اللہ (سورۃ البقرہ)

ترجمہ: اور اللہ سے ڈرو اور اللہ تمہیں سکھاتا ہے۔ (کنز الایمان)

پھر تجھے ظاہری اجازت کے ساتھ جس میں شک وشبہ کا غبار نہ ہوگا ایسی دلیل کے ساتھ جو سورج کی طرح چمکنے والی ہے لذیذ کلام کے ساتھ جو ہر لذیز چیز سے زیادہ مزہ دار ہے۔ اور ایسے الہام کے ساتھ جو بلا شبہ سچا ہے اور نفس کی خاطر اور شیطان لعین کے وسوسوں سے پاک وصاف ہے عالم میں تصرفات کی قوت بخشی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض کتابوں میں فرمایا ہے۔

یا ابن آدم انا اللّٰہُ لا الہ الّا انا اقُولُ لِلشَیئِ کُنْ فیکُوْنُ واطِعنی اجعلک تقُولُ للشیء کُنْ فیکُوْن

ترجمہ: اے ابن آدم میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں میں کسی شے کو کہوں ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے اور جب تو میری اطاعت کرے گا میں تجھے ایسا بنا دوں گا تو جب کسی چیز کو کہے گا کہ ہو جا تو وہ ہو جائے گی۔ اور بلا شبہ اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کرام صدیقین اولیاء کرام اور بنی آدم میں خاص بندوں کو ایسی روحانی قوتوں کا حامل بنایا ہے۔

اَلْمَقَالَۃُ السَّابِعَۃُ عَشَرَ (۱۷)

وصول الی اللہ

حضور غوث صمدانی رحمۃ اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

جب تجھے اللہ تعالیٰ تک رسائی حاصل ہو جائے تو سمجھ کہ اس وقت تجھے توفیق الٰہی سے قرب خداوندی نصیب ہوا۔ وصول الی اللہ یعنی اس کی بارگاہ تک پہنچنے کے معنی یہ ہیں کہ تمام مخلوق اور اپنے ارادہ وخواہشات سے باہر نکل آئے اور اس کے ارادہ اور قدرت میں اس طرح فنا ہو جائے نہ تجھے اپنے اندر کسی عمل وحرکت کا اختیار باقی رہے اور نہ تیرے ذریعے مخلوق میں ارادہ فعل ایزدی کے بغیر کوئی حرکت ہو۔ بلکہ ہر حکم اور فعل اللہ تعالیٰ ہی ارادہ ومنشاء سے عمل میں آئے یہی وہ فنا کی حالت ہے جسے وصول الی اللہ کہتے ہیں۔

البتہ وصول الی اللہ عزوجل اسکی مخلوق میں کسی کی طرف مصروف طریقوں کے وصول کی طرح نہیں ہے۔

ارشاد ربانی ہے۔

لَیس کمثلِہٖ شیٔ وھو السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ (سورۃ شوریٰ)

ترجمہ: اس جیسا کوئی نہیں اور وہی سنتا دیکھتا ہے۔ (کنزالایمان)

خالق کی شان اس سے بلند وبالا ہے کہ اسے مخلوق کیساتھ تشبیہ دی جائے یا مصنوعات پر قیاس کیا جائے تو وصول اس کی طرف اہل وصول کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی معرفت عطا کرنے کے ساتھ مصروف ہے۔ اس بارگاہ قدس میں رسائی حاصل کرنے والا ہر واصل دوسرے سے الگ الگ ہے اس میں کوئی کسی کا شریک نہیں اس سلسلے میں تمام رسولوں۔ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء کرام کے مقامات علیحدہ علیحدہ ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی دوسرے کے راز سے مطلع نہیں ہوتا حتیٰ کہ اس راہ میں بسا اوقات شیخ اپنے مرید کے مقام سے آگاہ نہیں ہوتا اور ایسا مرید جس کی روحانی سیر اپنے شیخ کی بلندیوں کی چوٹی تک پہنچ چکی ہو وہ بھی شیخ کے مرتبہ اور مقام کا تعین نہیں کر سکتا۔ پھر جب مرید شیخ کے مقام کو

پہنچ جاتا ہے تو اسے شیخ سے الگ اور جدا کر دیا جاتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس وقت سے تمام مخلوق سے جدا کر کے اپنی دوستی کے قرب میں لے لیتا ہے۔ اس وقت شیخ کی مثال اس دودھ پلانے والی دایہ کی ہوتی ہے جس کا بچہ دو سال کے بعد دودھ پینا چھوڑ چکا ہوتا ہے۔ خواہش و ارادہ کے زوال کے بعد مخلوق سے کوئی تعلق باقی نہیں ہوتا۔

شیخ محتاج الیہ ہوتا ہے جب تک مرید کے اندر ارادہ و خواہش باقی ہو اس کے توڑنے کیلئے اور ان دونوں کے زوال کے بعد شیخ کی احتیاج باقی نہیں رہتی۔ کیونکہ اس وقت مرید میں کسی قسم کی کمی اور کوتاہی باقی نہیں ہوتی۔ جب تجھے وصال حق نصیب ہو گیا جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے کہ تو ہمیشہ کیلئے اللہ تعالیٰ کے سوا امن والا ہو اس کے بغیر کسی چیز کا وجود حقیقی نہ جان اور اپنے نفع و نقصان۔ منع و عطا۔ خوف اور امید میں اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ کر۔ پھر تو ہمیشہ دست قدرت پر نگاہ رکھ۔ اس کے حکم کا انتظار اور اس کی اتباع میں مشغول ہو جا۔

دنیا و آخرت میں تمام مخلوقات سے الگ ہو جا۔ کسی چیز سے دل نہ لگا۔ اور تمام مخلوق کو اس شخص کی طرح عاجز سمجھ جسے عظیم سلطنت والے سخت حکم والے۔ ہیبت ناک۔ غلبہ اور حملہ والے بادشاہ نے گرفتار کر لیا ہو۔ لوہے کی بیڑی اور طوق اس کی گردن اور پاؤں میں ڈال دیئے گئے ہوں۔ پھر اسے ایک وسیع و عریض اور تیز بہاؤ والی نہر کے کنارے صنوبر کے درخت پر سولی لٹکا دیا گیا ہو۔ پھر بادشاہ اپنی بلند کرسی پر بیٹھے جو عام لوگوں کی رسائی سے بالا ہو۔ اس کے گرد۔ تیروں۔ کمانوں۔ نیزوں اور دیگر قسم کے ایسے ہتھیاروں کے ڈھیر لگے ہوں کہ جن کی صحیح مقدار کا علم بھی بادشاہ کے علاوہ کسی کو نہ ہو۔ ایسے میں یہ بادشاہ سولی پر لٹکائے جانے والے معتوب شخص پر اپنی مرضی سے ان ہتھیاروں میں سے اٹھا اٹھا کر پھینک رہا ہو۔ اس صورت حال میں کون اس شخص کو اچھا سمجھے گا جو بادشاہ سے نظر نہ کرے نہ اس سے ڈرے نہ اس سے امید رکھے۔ جو شخص اس طرز عمل کا مظاہرہ کرے آخر وہ خرد کی دنیا میں اسے بے عقل دیوانہ جانور اور بیوقوف نہیں سمجھا جائے گا تو اور کیا سمجھا جائے گا بصیرت کے بعد محجوبیت وصال کے بعد جدائی قرب کے بعد دوری۔ ہدایت کے بعد گمراہی اور ایمان

کے بعد کفر سے ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے پناہ مانگتے ہیں۔ جیسا کہ ہم نے بیان کیا۔

دنیا اس نہر کی مانند ہے جو بڑی اور جاری ہے ہر روز اس کے پانی میں اضافہ ہو رہا ہے اور انسانوں کی شہوتیں اور لذتیں ہیں جو دنیا میں انہیں حاصل ہوتی ہیں۔ تیر اور مختلف قسم کے ہتھیار یہ وہ بلائیں اور مصیبتیں ہیں جس کے ساتھ تقدیر الٰہی ان کی طرف جاری ہوتی ہے۔ دنیا میں انسان پر مصائب۔ آزمائش اور سختیاں مقدر ہیں۔ آرام و راحت اور نعمت و لذت میں سے جو کچھ اسے ملتا ہے وہ بھی آفات سے خالی نہیں اگر کوئی عقل مند آدمی ان پر سوچ بچار کرے اس پر حقیقت کھل کر سامنے آجائے گی کہ آخرت کے سوا کوئی حیات نہیں ہے۔

احادیث:-

جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لا عَیْشَ اِلَّا عَیْشُ الْاٰخِرَۃ

یعنی آخرت کا عیش ہی حقیقتاً عیش ہے۔

اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

الدُّنیا سِجنُ الْمُؤمِن وجَنَّةُ الْکَافِرْ

ترجمہ: دنیا مومن کیلئے قید خانہ اور کافر کیلئے جنتؑ

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **التقی ملجم** یعنی پرہیزگار کے منہ میں لگام ڈال دی گئی ہوتی ہے۔

ان احادیث کی روشنی میں دنیا کی اچھی زندگی کی تمنا کیونکر کی جائے پس خوشی و راحت ہر طرح مخلوق سے آزاد ہو کر بارگاہ ربوبیت سے استواری اور اطاعت اس کے سامنے عاجزی میں پڑے رہنے سے ہے پھر تو اس حالت میں دنیا سے بے نیاز ہوگا پھر اس وقت تیرے اندر محبت ناز و وقار لطف و راحت اور اللہ کریم کے فضل کا ظہور ہوگا۔

اَلْمَقَالَةُ الثَّامِنَةُ عَشَرَ (۱۸)

شکوہ کی ممانعت

سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

میری وصیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ تجھے تکلیف پہنچے اس کی شکایت کسی سے نہ کر چاہے دوست ہو یا دشمن اور اللہ تعالیٰ نے جو کچھ تیرے ساتھ کیا ہے یا تجھے امتحان میں ڈالا ہے اس کی وجہ سے اس پر تہمت نہ لگا۔ بلکہ اس کی طرف سے احسان اور اس کے حضور شکر کا مظاہرہ کر۔ نعمت کے بغیر شکر کرنا جو تیرے نزدیک بظاہر جھوٹ ہے تیری ظاہری حال کی شکایت کی خبر کے سچ سے بہتر ہے۔ اللہ کریم کی نعمتوں سے کون خالی ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وانْ تعُدُوْ نِعْمَتَ اللّٰہِ لا تُحْصُوْھَا (سورۃ ابراھیم)

ترجمہ: اور اگر اللہ کی نعمتیں گنو تو شمار نہ کرسکو گے۔ (کنز الایمان)

اللہ تعالیٰ کی تیرے پاس کتنی نعمتیں ہیں جنہیں تو نہیں جانتا۔ مخلوق میں سے کسی کے ساتھ اپنا سکون وابستہ نہ رکھ۔ نہ ان سے محبت رکھ۔ اور نہ اپنی حالت پر کسی کو اطلاع دے بلکہ تیری محبت تیرا آرام اسی سے اور شکوہ و شکایت بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہو خالق و مالک کے بغیر کسی کو خاطر میں نہ لا۔ کیونکہ نفع و نقصان، عزت و ذلت، بلندی و پستی، محتاجی و امیری، حرکت اور سکون دینا کسی اور سے نہیں بلکہ یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور اس کے قبضہ قدرت میں ہیں۔ اس کے امر اور اذن سے متحرک ہیں ہر چیز اللہ تعالیٰ کے مقررہ کردہ وقت تک رہتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں ہر شے ایک اندازہ واصول کے مطابق ہے جس چیز کو اس نے موخر کیا اس مقدم اور جسے اس نے مقدم کیا اسے موخر کرنیوالا کوئی نہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

وانْ یَمْسَسْکَ اللّٰہُ بِضُرٍّ فلا کَاشِفَ لَہٗ اِلّا ھُو وانْ یُرِدْکَ بِخَیْرٍ فلا رَآدَّ لفضلہٖ (سورۃ یونس)

ترجمہ: اور اگر تجھے اللہ تکلیف پہنچائے تو اس کا کوئی ٹالنے والا نہیں اس کے سوا اور اگر تیرا چاہے تو اس کے فضل کا رد کرنے والا کوئی نہیں (کنز الایمان)

اگر عافیت ونعمت کے ہوتے ہوئے اس پر اکتفا کر نہ کرے اور اندھا ہوکر زیادتی کی شکایت کرے تو اللہ تعالیٰ ناراض ہوگا اپنی عطا کردہ عافیت ونعمت بھی چھین لے گا۔ اور تیری شکایت سچ کر دکھائے گا۔ تیرے مصائب کو زیادہ کردے گا تیری سزا کو سخت کردے گا۔ تجھ پر بہت غضبناک ہوگا اور اپنی نظر عنایت سے تجھے محروم کردے گا۔

اس لئے اگر تیرے بدن کا گوشت قینچیوں سے ٹکڑے ٹکڑے کر کے کاٹا جائے تب بھی تیری زبان پر حرف شکایت نہ آئے اپنے آپ کو شکوہ و شکایت سے بچا اور محفوظ رکھ۔ اللہ تعالیٰ سے ڈر۔ اللہ تعالیٰ سے ڈر۔ پھر اللہ تعالیٰ سے ڈر۔ اپنے آپ کو بچا۔ بچا۔ شکایت سے بچ۔ طرح طرح کے لوگوں پر مصائب نازل ہوتے ہیں وہ اپنے خالق و مالک سے شکوہ کی وجہ سے نازل ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ کا کسی طرح بھی شکوہ کیا جاسکتا ہے حالانکہ وہ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے۔ بہترین حاکم حلیم وخبیر۔ حبیب وشفیق اپنے بندوں کے ساتھ مہربان اور شفیق طبیب کی طرح ہے۔ وہ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا کیا مہربان شفیق ماں پر کوئی تہمت لگائی جاسکتی ہے۔

حدیث:-

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

اللّٰهُ و ارحم بعبدہٖ من الْوَالِدَةِ علٰی وَلَدِهَا

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ماں سے بھی زیادہ مہربان ہے۔

اے مسکین خوب ادب والا ہوجا آزمائش کے وقت صبر اختیار کر اگر صبر میں کمی یا کوتاہی کا احساس ہو تو بھی صبر کر اسی طرح اگر رضا اور موافقت میں ضعف محسوس کرے تو بھی خوشنودی اور موافقت طلب کرے اگر اب بھی رہتی ہستی کا خیال ہے تو اے نیست و نبود لا اے لیپانے وجود الرتم کو گم کر دیا جائے تو کہاں ملے۔

کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا۔

کُتب علیکُم القِتالُ وھُوَ کُرہ" لَّکُم وَعَسیٰ اَنْ تَکرَ ھُوا شیاءَ وَھُوَ خیر" لَکُم وعسیٰ ان تُحِبُّوا شیاءَ وَھُوَ شرُّ لَّکُمْ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لاتعْلَمُوْن (سورۃ البقرہ)

ترجمہ: تم پر فرض ہوا خدا کی راہ میں لڑنا اور وہ تمہیں ناگوار ہے اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں بری لگے اور وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور قریب ہے کوئی بات تمہیں پسند آئے اور وہ تمہارے حق میں بری ہو اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے (کنزالایمان)

اللہ تعالیٰ نے تجھ سے حقائق اشیاء کا علم اٹھا لیا اور تیرے لئے محجوب بنا دیا۔ اس لئے چیزوں کے بارے میں اپنی پسند ناپسند کو میعار بنا کر بے ادبی نہ کر۔ اگر تو حالت تقویٰ میں ہے تو نازل شدہ تمام چیزوں میں شریعت کی اتباع کر۔ کیونکہ یہ پہلا قدم ہے۔ اور تو ولایت یا خواہشات کے وجود کو ختم کرنے کی حالت میں امر الٰہی کی متابعت کر اور اس امر سے تجاوز نہ کر یہ اس راہ کا دوسرا قدم ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے خوش ہو اور موافقت کر پھر، ابدالیت، غوثیت اور صدیقیت کے ایسے بلند ترین مقامات میں فنا ہو جا یہ اختتامی مرتبہ ہے۔ راہ قدر سے ایک طرف ہو جا اس کا راستہ چھوڑ دے اپنے نفس و خواہش کو پھیر لے۔ اور اپنی زبان شکوہ شکایت سے روک لے تو جب تو یہ طریقہ اختیار کرے گا۔ تو اگر وہ قدر خیر ہے تو اللہ تعالیٰ تیری پاکیزہ زندگی اور خوشی و مسرت کو زیادہ کر دے گا۔ اگر وہ تقدیر شر ہو گی تو اللہ تعالیٰ اپنی اطاعت میں تیری حفاظت فرمائے گا۔ اور تجھ سے ہر قسم کی ملامت کو دور کر دے گا اور اپنی قضا و قدر میں محو کر دے گا حتی کہ وہ قضا تجھ سے گزر جائے گی۔ اور جس طرح رات کا اندھیرا گزرنے پر دن روشن ہوتا جاتا ہے اور سردیوں کے موسم کے اختتام پر گرمیوں کا موسم آ جاتا ہے اسی طرح مدت پوری ہونے کا وقت گزر جائے یہ تیرے لئے ایک نمونہ ہے اس سے عبرت حاصل کر۔ انسان میں کئی قسم کی خطائیں اور معصیتیں ہیں اور جب تک بظاہر ان گناہوں اور نجاستوں سے پاک نہ ہو جائے وہ شخص اللہ تعالیٰ کی ہم نشینی کی صلاحیت نہیں رکھتا اور وہ آستانہ قدس کو بوسہ بھی نہیں دے سکتا۔ جس طرح مختلف نجاستوں اور کئی قسم کی

آلائشوں سے پاک و صاف ہوئے بغیر بادشاہوں کی ہم نشینی نصیب نہیں ہوسکتی اس لئے گناہوں کا کفارہ اور ان سے پاک و صاف ہونے کا ذریعہ مصائب ہیں۔

حدیث:۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

حُمّٰی یَوْمٍ کَفَّارَۃُ سَنَۃٍ: یعنی ایک دن کا بخار سال کا کفارہ ہے۔

اَلْمَقَالَۃُ التَّاسِعَۃُ عَشَرَ (۱۹)

ایمان کے درجات

سرکار غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

جب تیرا ایمان اور یقین کمزور ہو جائے تو جو وعدہ تو نے کیا اس کو پورا کر۔ قسم نہ اٹھا۔ تا کہ تیرا یقین اور ایمان ختم نہ ہوں۔ جب ایمان و یقین تیرے دل میں قوی ہو جائے اور تجھے اللہ تعالیٰ کے ارشاد

اِنَّکَ الْیَوْمَ لَدَیْنَا مَکِیْنٌ اَمِیْنٌ (سورۃ یوسف)

ترجمہ: بے شک آج تو ہمارے پاس صاحب مرتبہ اور امانت دار ہے۔

یہ خطاب بار بار تیرے لئے اس وقت ہوگا جب تو خاص بلکہ خاص الخاص بندوں میں سے ہوگا اس وقت تیرا کوئی ارادہ اور مطلب باقی نہ رہے گا اور نہ کوئی ایسا عمل اسی طرح باقی رہے گا جس پر تو فخر کر سکے اور نہ کوئی ایسا مرتبہ جسے دیکھ کر تو خوش ہو۔ یا تیرا دل اس طرف متوجہ ہو اس وقت تو ٹوٹے ہوئے برتن کی طرح ہوگا جس میں کوئی چیز بہنے والی ٹھہرتی نہ ہو۔ اس وقت تیرے اندر کوئی ارادہ کوئی خصلت اور نہ ہی دنیا و آخرت کی اشیا کی طرف توجہ رہے گی۔ اور تو بارگاہ رب العزت کے سوا تمام ملائق سے پاک ہو جائے گا۔ اور تجھے تیری رضا اللہ تعالیٰ سے عطا ہوگی تیرے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا کا تجھ سے وعدہ کیا جائے گا۔ اور تو اللہ تعالیٰ کے تمام افعال سے لذت و نعمت حاصل کرتا رہے گا پھر تجھ سے وعدہ کیا جائے گا

جب تو اس وعدہ سے مطمئن ہو جائے گا اور تیرے اندر کسی ارادہ کی علامت پائی جائے گی تو تجھے اس وعدہ سے اعلیٰ وعدہ کی طرف منتقل کر دیا جائے گا۔ اور اس سے بے نیاز ہونے کی وجہ سے اس سے بھی بلند وعدے کا بدلہ دیا جائے گا۔اور تیرے علوم و معارف کے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔ پھر تجھے وعدہ اول سے دوسرے وعدہ کی طرف لوٹائے جانے کے پوشیدہ امور دانائی کی حکمتوں اور حقائق اسرار سے آگاہ کیا جائے گا پھر تیرے اس مرتبہ ومقام کی حفاظت کی جائے گی۔ پھر اس مقام و اسرار کی وامانت کی حفاظت۔ شرح صدر۔ دل کی نورانیت' فصاحت زبان۔ حکمت کاملہ اور محبت میں اضافہ کیا جائے گا۔ اس وقت تجھے دنیا و آخرت میں تمام مخلوقات اس کے ماسوا کا محبوب بنا دیا جائے گا اس لئے کہ تو اللہ تعالیٰ کا محبوب بن گیا ہے۔اور تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کے تابع ہے۔ اور ان کی محبت اللہ کی محبت میں داخل ہے جیسے ان کا بغض اللہ کے بغض میں داخل ہے اسی طرح جب تو اس مقام میں پہنچے گا جہاں تجھے کسی چیز کا مطلقاً ارادہ نہیں ہوگا تو اس وقت کسی چیز کا ارادہ تیرے اندر پیدا کر دیا جائے گا۔ جب تیرا ارادہ اس کے ساتھ مضبوط ہو جائے گا تو وہ چیز زائل کر دی جائے گی۔ اور تیرا ارادہ اس سے پھیر دیا جائے گا پھر دنیا میں تجھے وہ چیز عطا نہ ہوگی لیکن آخرت میں اس کا بدلہ تجھے ایسی چیز سے دیا جائے گا جو بارگاہ رب العزت میں تیرا قرب زیادہ کرے گی اور فردوس اعلیٰ جنت الماویٰ میں اس کے ذریعے تیری آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی اور اگر دنیا میں جو فنا اور تکلیف کا گھر اور ٹھکانہ ہے تو نے وہ چیز طلب کی اور نہ اس کی تو نے امید رکھتی اور نہ ہی اس کی طرف مائل ہوا بلکہ دنیا میں تیری امید کا مرکز وہی ذات مقدس رہی جس نے تمام اشیاء کو تخلیق کیا اور ظاہر کیا کسی کو دیا اور کسی کو نہ دیا جس نے زمین کا فرش بچھایا اور آسمان کو بلند کیا کیونکہ یہی ذات مقدس ہی درحقیقت تیری مراد اور تمنا ہے بسا اوقات وہ امر جسے تو نے نہیں چاہا تیری شکستہ دلی اور مطلوب ومراد اور تمنا سے باز رہنے اور آخرت میں اس کا بدلہ عطا کرنے کے بعد دنیا میں ایسی چیز سے بدلہ دیا جائے گا جو اس سے ادنیٰ یا اس کی مثل ہوگی جیسا کہ ہم نے پہلے ذکر کیا ہے۔

اَلْمَقَالَةُ الْعِشْرُونَ (۲۰)

شکوک وشبہات

سید ناعبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے۔

دعْ مایُرِیبکَ الیٰ ما لا یُرِیبُکَ

ترجمہ: یعنی جو چیز تجھے شک میں ڈالے اسے چھوڑ دے اور جوشک میں نہ ڈالے اسے اپنا لے۔

جب کوئی شک وشبہ والی چیز ایسی چیز کے ساتھ جمع ہو جائے جس میں شک وشبہ نہ ہوتو اس عزیمت کو جس میں شک وشبہ کا شائبہ نہ ہواختیار کر۔ اس چیز کو چھوڑ دے جو شک وشبہ میں ڈالتی ہے لیکن صرف مشکوک چیز ہو۔ جس سے دل کی خلش اور وسوسے صاف نہ ہو جیسا کہ حدیث پاک میں آیا ہے۔ اَلْاِثمُ حَزَّازُ الْقُلُوْبِ یعنی گناہ دلوں کے لئے چپ کر تکلیف دینے والی چیز ہے۔

تو ایسی صورت میں توقف کر۔اوراس بارے امرالٰہی کا انتظار کر۔ پھر اگر تجھے اس کے لئے لینے کا حکم ہوتو اسے لے لے۔ اور اگر منع کردیا جائے تو رک جا۔ پھر وہ چیز تیرے نزدیک ایسی ہونی چاہی جیسا کہ موجود ہی نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ کے دروازہ کی طرف رجوع کر۔اور اپنے ہی خالق و مالک سے زرق طلب کر اگر تو صبر۔ موافقت۔ رضا اور فنا میں تجھ سے کوتاہی ہو جائے تو اللہ تعالیٰ یاد دلائے جانے کا محتاج نہیں ہے۔ وہ تجھ سے غافل ہے اور نہ کسی دوسرے سے وہ تو اپنی رحمت کاملہ سے کفار۔منافقین اور اس کی اتباع سے منحرف لوگوں کو بھی رزق عطا کرتا ہے۔ اے ایمان دار توحید کے قائل رات دن اس کے احکام پر عمل کرنے والے مطیع وہ تجھے کیسے بھول جائے گا۔

اس حدیث پاک کی دوسری تشریح

اس حدیث کے ایک دوسرے معنی یہ ہیں۔ دع مایریبک الخ یعنی جو چیز مخلوق کے

پاس ہے اسے چھوڑ دے اسے طلب نہ کر اور نہ اس سے دل لگا۔ اور نہ مخلوق سے امید رکھ اور نہ ان سے خوف کھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہرہ حاصل کر۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کو اختیار کر۔ جو تجھے شک میں نہیں ڈالے گا۔ تیرے لئے ایک مسئول ایک عطا کرنے والا اور تیرا ارادہ بھی ایک ذات سے وابستہ ہو اور وہ ذات رب العزت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی وہ ذات ہے جس کے قبضہ میں بادشاہوں کی پیشانیاں ہیں اور مخلوق کے وہ دل اس کے دست قدرت میں ہیں جو جسم کے بادشاہ اور امیر ہیں۔ مخلوق کے اموال اسی کی ملک میں ہیں۔ مخلوق اس کی طرف سے وکیل اور امین ہے تجھے مال و دولت عطا کرنے کے سلسلہ ان کے ہاتھوں کی حرکت اللہ تعالیٰ کے حکم اس کی اجازت اور تحریک سے ہیں اور ان کا یہی حال تجھے کچھ نہ دینے کے بارے میں ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

واسئلو اللّٰہَ مِنْ فَضْلِہٖ (سورہ نساء)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا ہے۔

انَّ الَّذِیْنَ تَعْبُدُوْنَ منْ دُوْنِ اللّٰہِ لَا یَمْلِکُوْنَ لَکُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَاللّٰہِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوہ‘ واشْکُرُوْلَہ‘ (سورۃ عنکبوت)

ترجمہ: بے شک وہ جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو تمہاری روزی کے کچھ مالک نہیں تو اللہ کے پاس رزق ڈھونڈو اور اس کی بندگی کرو اور اس کا احسان مانو

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

واذا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِیّ فَاِنِّیْ قَرِیْب’‘ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (البقرہ)

ترجمہ: اے محبوب جب تم سے میرے بندے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے۔ (کنزالایمان)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ

ترجمہ: مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔

ارشاد ربانی ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الرَّزَّاقُ ذُوالْقُوَّۃِ الْمَتِیْن (سورۃ الذریت)

ترجمہ: بے شک اللہ ہی بڑا رزق دینے والا قوت والا قدرت والا ہے۔ (کنز الایمان)

پھر فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَاب (سورۃ آل عمران)

ترجمہ: بے شک اللہ جسے چاہے بے حساب رزق عطا کرے۔

اَلْمَقَالَۃُ الْحَادِیَۃُ وَالْعِشْرُوْنَ (۲۱)

خواب میں شیطان

سرکار غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

میں نے خواب میں شیطان ملعون کو دیکھا کہ میں ایک بہت بڑی جماعت میں ہوں اور میں نے اس کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو اس ملعون نے کہا آپ مجھے کیوں قتل کرنا چاہتے ہیں میرا گناہ کیا ہے۔ اگر مشیت الٰہی کے تحت میری تقدیر میں شر تھا تو میں اسے خیر کی صورت میں بدلنے اور منقلب کرنے کی طاقت وتوفیق نہیں رکھتا اگر میری تقدیر میں خیر تھا تو یہ میرے اختیار سے باہر ہے کہ میں اسے شر میں تبدیل کرسکوں۔

اب بتایئے کہ میرے ہاتھ میں کیا ہے۔ سرکار غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا شیطان ملعون کی شکل ہیجڑوں کی طرح ملتی جلتی تھی۔ اس کی باتوں میں نرمی تھی۔ اس کا منہ لمبا۔ ناک لمبا۔ ٹھوڑی کے نیچے معمولی بال تھے۔ مجموعی طور پر وہ حقیر صورت اور بدشکل تھا۔ اور وہ ملعون میرے سامنے ڈرے ہوئے شرمندہ شخص کے تبسم کی طرح ہنس رہا تھا۔ یہ خواب میں نے ۱۲ ذی الحجہ بروز اتوار ۴۹۱ ہجری کو دیکھا تھا۔

اَلْمَقَالَۃُالثَّانِیَۃُ وَالْعِشْرُوْنَ (۲۲)

مومن کی آزمائش

سیدنا غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے مومن بندہ کو اس کی قوت ایمان کے مطابق آزمائش میں ڈالتا ہے۔تو جس شخص کا ایمان زیادہ قوی ہے اس کی آزمائش بھی اتنی بڑی ہوتی ہے۔رسول کی آزمائش نبی کی آزمائش سے بڑھ کر ہوتی ہے۔ کیونکہ رسول کا ایمان نبی کے ایمان سے زیادہ قوی ہوتا ہے۔ پھر نبی کی آزمائش ابدال سے زیادہ بڑی ہے۔اس طرح ابدال کی آزمائش ولی کی آزمائش سے زیادہ ہے کیونکہ ہر ایک کی آزمائش اس کے ایمان ویقین کی پختگی کے مطابق ہے۔اس کی بنیاد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے۔

اِنَّا مَعَاشِرُالْاَنْبِیَآءِ اَشَدُّ النَّاسِ بَلَاءً

ترجمہ: بے شک ہم گروہ انبیاء کی مصیبت وآزمائش عام لوگوں سے سخت تر ہوتی ہے۔ پھر ہر ایک کی اس کے مرتبہ کے مطابق (آزمائش ہوتی ہے)۔ پھر اللہ تعالیٰ سادات کرام میں ہمیشہ آزمائش رکھتا ہے۔ تا کہ وہ ہر وقت حضوری میں رہیں اور ہوشیاری سے غافل نہ ہوں۔اس لئے اللہ تعالیٰ انہیں سے محبت رکھتا ہے۔اور اہل محبت اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں۔ اور محب ہمیشہ اپنے محبوب کی جدائی کونہیں پسندنہیں کرتا۔پس آزمائش ان کے قلوب کوحق کی طرف متوجہ کرنے والی اور ان کے نفوس کیلئے قید ہے۔ان کو ماسوائے اللہ کی طرف مائل ہونے اس سے سکون حاصل کرنے اس کے سامنے جھکنے سے روکتی ہے۔ ہمیشہ آزمائشوں کے نزول کے باعث ان کی خواہشات ختم ہو جاتی ہیں۔ان کے نفس مردہ ہو جاتے ہیں۔اور ان کے سامنے حق و باطل ممتا ہو جاتا ہے۔تمام خواہشات اور ارادے اور لذائذ دنیا وآخرت کی تمنائیں گوشہ نفس میں سکڑ کر رہ جاتی ہیں۔ پھر اسے اللہ تعالیٰ کے وعدہ پر اطمینان اس کی تقدیر پر رضامندی اس کی عطا پر قناعت۔اس کی بلا پر صبر اور مخلوق سے امن حاصل ہو جاتا ہے۔ اور دل کی شوکت کو قوت حاصل ہوتی ہے۔ اور دل کو تمام اعضا پر ولایت حاصل ہو

جاتی ہے۔ اس لئے کہ آزمائش دل اور یقین کو قوی و مستحکم کر دیتی ہے۔ ایمان اور صبر اور رضاء تسلیم اللہ تعالیٰ کے فضل پر شکر پایا جائے تو اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جاتا ہے اور مومن کو مدد اور عمل کی توفیق زیادہ حاصل ہوتی ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ

ترجمہ: اگر تم شکر کرو گے تو تمہیں اور زیادہ دوں گا۔

جب دل خواہشات میں سے کسی خواہش اور نفس کی لذتوں میں کسی لذت کے طلب کرنے میں حرکت کرتا ہے اور نفس مطلب پورا کرنے میں مدد کرتا ہے۔ اور نفس کے ساتھ دل کی یہ مدد اللہ تعالیٰ کے اذن و حکم کے بغیر ہوتی ہے۔ جس سے اللہ تعالیٰ کی یاد سے غفلت شرک اور معصیت حاصل ہوتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس وقت آزمائش اور رسوائی اور مخلوق کو مسلط کر دیتے اور تکلیف و تشویش اور درد اور بیماریوں کے ساتھ دل اور نفس کی مطلب بر آری میں اس کی موافقت نہ کی یہاں تک کہ اولیاء کو الہام کے ساتھ اور انبیاء و مرسلین کو وحی ظاہر کے ساتھ حکم نہ آ جائے۔ اور وحی و الہام کے منع و عطا پر عمل کیا جائے تو اللہ تعالیٰ دل اور نفس کو رحمت۔ برکت۔ عافیت۔ رضا۔ نور۔ معرفت اور قرب و غنا سے نوازے گا۔ اور تمام آفات سے سلامتی عطا فرمائے گا۔ لہٰذا یہی بات جان لے اور یاد رکھ۔ اور نفس و خواہش کی موافقت میں جلدی کرنے سے بچ بلکہ اس میں توقف کر اور اللہ تعالیٰ کے اذن کا انتظار کر تاکہ دنیا و عقبیٰ میں سلامت رہے۔

اَلْمَقَالَةُ الثَّالِثَةُ وَالْعِشْرُوْنَ (۲۳)

قناعت

حضرت غوث جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ جو کچھ تجھے عطا فرمائے اس پر صبر و شکر اور قناعت کر یہاں تک کہ نوشتہ تقدیر پورا ہو جائے۔ اور تو اعلیٰ اور نفیس مدارج پر پہنچا دیا جائے اور ان مقامات پر فائز ہونے کی تجھے

مبارک باد دی جائے پھر تجھے دنیا و آخرت کی سختی برے انجام اور حد سے تجاوز کئے بغیر اس حال میں باقی اور محفوظ رکھا جائے۔اس کے بعد اس مقام سے ایسے مقام کی طرف تجھے ترقی دی جائے جو آنکھوں کے لئے ٹھنڈک اور زیادہ خوشگواری کا باعث ہے اور یہ تو بات اچھی طرح جان لے کہ طلب نہ کرنے کی وجہ سے تیری قسمت کے حصے سے تجھے ہرگز محروم نہیں کیا جائے گا اسی طرح جو چیز تیرے مقدر میں نہیں ہے اسے کوشش اور طلب سے بھی نہیں حاصل کر سکے گا اس لئے تو صبر کر اور اس حالت پر راضی رہ۔ اور جب تک تجھے کسی چیز کے لینے کا حکم نہ دیا جائے نہ لے اور نہ کچھ دے اور اسی طرح بغیر حکم کے حرکت نہ کر اور نہ خاموش رہ۔ ورنہ تجھے بدتر مخلوق کی برائی میں اپنی شامت سے مبتلا کر دیا جائے گا۔ کیونکہ تو اس حرکت سے اپنے آپ پر ظلم کر رہا ہے اور ظالم کو کبھی معاف نہیں کیا جاتا جیسا کہ

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وكذالك نُوَلِّى بعْضَ الظَّالِمِيْنَ بَعْضاً (سورۃ انعام)

ترجمہ: اور یونہی ہم ظالموں میں ایک کو دوسرے پر مسلط کرتے ہیں۔

کیونکہ تو ایک ایسے بادشاہ کے محل میں ہے جس کا حکم عظیم اور دبدبہ بڑا ہے اس کا لشکر کثیر اس کا فرمان جاری و نافذ ہے۔اس کا حکم غالب اور سلطنت باقی اور ہمیشہ رہنے والی ہے۔اس کا علم دقیق اور اس کی حکمت نادر ہے اس کا حکم عدل ہے زمین و آسمان کی ذرا بھر کی کوئی چیز اس سے چھپی ہوئی نہیں ہے کسی ظالم کا ظلم اس سے چھپا نہیں رہتا اور تو۔تو اپنے ظلم کے اعتبار سے تمام ظالموں سے بڑا ہے۔ کیونکہ تو نے اپنے اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں اپنی خواہش سے تصرف کرنے کے باعث شرک ارتکاب کیا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

انَ اللّه لا يغفرُ ان يُشْرِک بہٖ وَيَغْفِرُ ما دُوْنَ ذالِک لِمَنْ يَّشاءُ (النساء)

ترجمہ: اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اس کا کوئی شریک ٹھہرایا جائے اور اس سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرما دیتا ہے۔ (کنزالایمان)

شرک سے دور رہ اور اس کے قریب بھی نہ جا۔ اپنی حرکات وسکنات۔ رات دن تنہائی اور مجلس میں بھی شرک سے پرہیز کر۔ اپنے دل اور تمام اعضا سے بھی الغرض ہر حال میں گناہوں سے بچ۔ اور ظاہری باطنی گناہ چھوڑ دے۔ اللہ تعالیٰ سے دور نہ بھاگ ورنہ وہ تجھے پکڑ لے گا۔ اس کی قضاء میں اس سے تنازع نہ کرورنہ وہ تجھے پارہ پارہ کر دے گا۔ اور اس کے احکام میں تہمت نہ لگا وہ تجھے رسوا کر دے گا۔ اس سے غافل نہ رہ وہ تجھے نظر رحمت سے گرا دے گا اور آزمائش میں مبتلا کر دے گا اس کے ملک میں کوئی نئی چیز پیدا نہ کر وہ تجھے ہلاک کر دے گا۔ اس کے دین میں اپنی خواہش سے کوئی بات نہ کہہ وہ تجھے ہلاکت میں ڈال دے گا اور تیرا دل سیاہ کر دے گا۔ تجھ سے ایمان ومعرفت چھین لے گا۔ اور تجھ پر شیطان۔ نفس۔ خواہشات۔ تیرے اہل وعیال۔ پڑوسی۔ دوست۔ ساتھی اوراپنی تمام مخلوق یہاں تک کہ تیرے گھر کے بچھو۔ سانپ۔ جنات اور دوسرے موذی جانوروں کو تیرے اوپر مسلط کر دے گا۔ تیری زندگی کے عیش تباہ کر دے گا اور آخرت میں تیرے عذاب کو لمبا کر دے گا۔

اَلْمَقَالَةُ الرَّابِعَةُ وَالْعِشْرُوْنَ (۲۴)

اللہ سے دوستی

سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے پرہیز کر۔ اور صدق سے اس کے در رحمت سے چمٹ جا۔ اور اس کی دربار میں عاجزی سے معذرت کرتے ہوئے اپنی حاجت دکھاتے ہوئے عاجزی کا اظہار کر۔ آنکھوں کو جھکائے ہوئے اللہ کی مخلوق کی طرف متوجہ نہ ہوتے ہوئے اپنی خواہشات پر قابو پاتے ہوئے دنیا و آخرت میں اپنی عبادت کا بدلہ نہ چاہتے ہوئے اور مراتب عالیہ۔ بلند مقام کی خواہش نہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی عبادت وریاضت میں کوشش کر۔ اس بات کو اچھی طرح سمجھ لے کہ تو اس کا بندہ ہے۔ بندہ اور اس کا تمام مال مولیٰ کا ہی ہوتا ہے۔ اس پر کسی قسم کا استحقاق نہ جتا خوب ادب کر۔ اور اس پر تہمت نہ لگا۔ ہر چیز اس کے ہاں ایک اندازہ کے مطابق ہے کوئی اس کے مقدم کو موخر اور اس کے موخر کو مقدم

نہیں کرسکتا جو کچھ اس نے تیرے لئے مقرر کیا ہے وہ تجھے اپنے وقت پر مل جائے گا اور جو چیز تجھے عنقریب ملنے والی ہے اس کی طلب اور لالچ نہ کر۔ اور جو چیز ہی غیر کیلئے ہے اس کی طلب پر افسوس نہ کر۔ جو چیز تیرے پاس نہیں ہے اس کی دو صورتیں ہیں یا وہ چیز تیری ہے اگر تیری ہے تو تیرے پاس آجائے گی اور تو بھی اس تک کھینچ کر پہنچا دیا جائے گا۔ بہر حال وہ تجھے جلدی مل جائے گی۔ اور جو چیز تیری نہیں ہے اس سے پھیر دیا جائے گا اور وہ تجھ سے پھیری ہوئی ہے۔ تو وہ تجھے کیسے مل سکتی ہے۔ لہٰذا تو اسے چھوڑ دے اور جس ادب کے ساتھ اپنے عزیز اوقات اللہ تعالیٰ کی عبادت میں بسر کر۔ تکبر اور فخر کو چھوڑ دے غیر کی طرف توجہ نہ کر۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ولا تمدَنّ عَیْنَک الٰی مَا مَتَّعْنَابہٖ اَزْوَاجًا مِنْھُمْ زَھْرَۃَ الْحَیوٰۃِ الدُّنْیَا لِنَفْتِنَھُمْ فیه ورزقُ ربک خَیُر'' وابقٰی (سورۃ طٰہٰ)

ترجمہ: اے سننے والے اپنی آنکھیں نہ پھیلا اس کی طرف جو ہم نے کافروں کے جوڑوں کو برتنے کیلئے دی ہے جیتی دنیا کی تازگی کہ ہم انہیں اس کے سبب فتنہ میں ڈالیں اور تیرے رب کا رزق سب سے اچھا اور سب سے دیرپا ہے (کنزالایمان)

اللہ تعالیٰ نے جو کچھ تجھے عطا فرمایا ہے اس کے غیر کی طرف توجہ کرنے سے اس نے منع فرمایا ہے اس نے تجھے اپنی زندگی کی سعادت کو مشرف کیا ہے۔ اپنا رزق اور فضل عطا کر کے تجھے خبردار کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ فتنہ ہے۔ تیرا اپنی قسمت پر راضی رہنا ہی بہتر اور مناسب ہے۔ مناسب ہے کہ تیرا طریقہ پلٹنے کی جگہ ٹھکانہ تیرے ظاہر و باطن کی علامت۔ تیری مراد۔ تیرا مقصد۔ تیری خواہش وتمنا بن جائے۔ اس سے تو ہر مقصود کو حاصل کر لے گا۔ اور اس سے تو ہر نیکی ونعمت نور وسرور اور مقامات اعلیٰ پر ترقی کرے گا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فلا تعلَمُ نفس'' مَا اُخفی لهُم مِنْ قُرَّۃ اَعْیُنَ جزاءً بما کانُوْ یعْلَمُوْن (سجدہ)

ترجمہ: کسی بھی کو نہیں معلوم جو آنکھ کی ٹھنڈک ان کیلئے چھپا رکھی ہے صلہ ان کے کاموں کا۔ (کنزالایمان)

پانچ وقت کی عبادت کی ادائیگی اور ترک گناہ کے بعد کوئی عمل اس عمل سے جسے تیرے لئے ذکر کیا گیا ہے زیادہ عظمت و بزرگی والا اللہ تعالیٰ کے نزدیک پیارا نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو ان امور کی توفیق عطا فرمائے جو اسے محبوب و پسند ہے۔

اَلْمَقَالَةُ الْخَامِسَةُ وَالْعِشْرُوْنَ (۲۵)

ایمان کے منازل

حضرت قطب ربانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اے محتاج! اگر دنیا اور اہل دنیا نے تجھ سے منہ موڑ لیا ہے۔ اگر تو گم نام اور بھوکا پیاسا ہے۔ اگر برہنہ جسم۔ پیاسا جگر ہر گوشہ زمین مسجد ویرانے سے بھی دھتکارا ہوا ہے۔ اگر تو اسی طرح ہر دروازے سے لوٹایا ہوا۔ ہر مراد سے محروم۔ اے شکستہ ارمانوں اور آرزوؤں سے بھرے دل والے ہرگز تو یہ بات نہ کہہ کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے تنگدست اور محتاج بنایا ہے اور دنیا مجھ سے اٹھالی ہے۔ اور مجھے اکیلا چھوڑ دیا ہے اس نے مجھے پریشان کیا سکون قلب نہیں دیا۔ اس نے مجھے رسوا کیا ہے۔ دنیا میں سے کفایت بھر نہ دیا۔ اس نے مجھے گم نام بنایا۔ میرے بھائیوں اور مخلوق میں مجھے رفعت اور منزلت نہیں بخشی۔ دوسروں کو اس نے اپنی عظیم نعمتیں عطا فرمائیں وہ رات دن اس کی نعمتوں میں محو ہیں انہیں اس نے مجھ پر اور میرے ہمسائیوں پر فضیلت دی ہے۔ حالانکہ ہم دونوں ایمان دار اور مسلمان ہیں اور ہماری والدہ حضرت حوا علیہ السلام اور ہمارے باپ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں تو نے کبھی اس بات پر غور کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ یہ سب کیوں کیا ہے۔ اصل یہ ہے کہ تیری مٹی ریت سے پاک اور عمدہ ہے اور صبر و رضا۔ علم و یقین اور موافقت کی صورت میں رحمت الٰہی کی بارش تجھ پر مسلسل برسنے والی ہے۔ اور تیرے ایمان و توحید کی روشنیاں جمع ہونے والی ہیں۔ تیرے ایمان کا درخت اپنی بنیاد اور جڑ کے اعتبار سے مضبوط۔ قائم۔ ثمر دار بڑھنے

والا گھنا اور بلند شاخوں والا ہے اس میں ہر روز زیادگی اور نمو ہے لہٰذا اسے پرورش کیلئے کسی کھاد وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تیرے معاملہ کو اس پر پورا کر دیا اور تجھے آخرت میں جنت عطا فرمائی اور تجھے اس کا مالک بنایا۔ اسی طرح وہ آخرت میں تجھے ایسی نعمتیں عطا کرے گا نہ ان کو کسی آنکھ نے دیکھا ہوگا نہ کسی کان نے سنا ہے۔ اور نہ کسی کے دل پر ان کا وہم وگمان گزرا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فلا تعلمُ نفسٌ مَا اُخفی لهُمْ مِنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوْ يَعْلَمُوْن (سجدہ)

ترجمہ: کسی بھی کو نہیں معلوم جو آنکھ کی ٹھنڈک ان کیلئے چھپا رکھی ہے صلہ ان کے کاموں کا۔ (کنزالایمان)

یعنی دنیا میں اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی کرنے گناہوں کے ترک اور اس پر صبر کرنے اپنے امور کو تقدیر کے حوالے کر دینے اور ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ موافقت کرنے کے سلسلہ میں ان لوگوں نے جو عمل کیا ہے۔ ان کے علاوہ دوسرے لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ نے وافر حصہ عطا فرمایا ہے۔ انہیں دنیا میں مالک بنایا اور انہیں صاحب نعمت بنایا۔ یہ سب کچھ ان کے ساتھ اس لئے کیا گیا کہ ان کے ایمان کی زمین بنجر اور ایسی شور والی ہے کہ نہ تو اس میں پانی ٹھہر سکتا ہے اور نہ ہی درخت پیدا ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس میں اللہ تعالیٰ نے کئی اقسام کی کھاد اور دیگر ضروری اجزا ڈالے تاکہ اس زمین میں سبزے کی پرورش ہو سکے اور واضح رہے کہ یہ کھاد اور اجزا دنیا میں اس کا مال اسباب ہیں تاکہ اس کے ذریعے شجرۃ الایمان جسے اللہ تعالیٰ نے قلب مومن کی زرخیز زمین میں اگایا ہے کی حفاظت ہو سکے۔ اگر اللہ تعالیٰ ایسی زمین سے کھاد ختم کر دے تو درخت اور سبزہ خشک ہو جائیں۔ میوے سوکھ جائیں اور ملک ویران ہو جائیں حالانکہ اللہ تعالیٰ اسے آباد کرنا چاہتا ہے۔ پس غنی کے ایمان کا درخت کمزور جز والا اس چیز سے خالی ہے جس سے اے محتاج! تیرے ایمان کا درخت بھرا ہوا ہے۔ غنی کے ایمان کے درخت کی قوت وبقا اس دنیا اور قسم قسم کی نعمتوں سے ہے جو اس

کے پاس تجھے نظر آتی ہے۔ اگر اس درخت کی کمزوری کے باوجود تمام نعمتیں واپس لے لی جائیں تو درخت خشک ہو جائیں گے۔ اور وہ شخص کافر و منکر ہو کر منافقین و کافروں کے ساتھ مل جائے گا۔ اگر اللہ تعالیٰ غنی کی طرف صبر، رضا، یقین، علم اور قسم قسم کی معرفتوں کا لشکر بھیج دے پھر ان سے ان کا ایمان قوی و مضبوط ہوگا۔ پھر اس وقت غنی نعمتوں کے سلب ہو جانے کی پرواہ نہیں کرے گا۔

اَلْمَقَالَةُ السَّادِسَةُ وَالْعِشْرُوْنَ (۲۶)

صبر و رضا ذریعہ قرب الٰہی

شہنشاہ بغداد رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

جب تک مخلوق سے قطع تعلق نہ کرے۔ اپنے دل کو تمام حالات میں ان سے نہ پھیر لے۔ تیری خواہش و ارادہ باقی نہ رہے۔ اور دنیا و آخرت میں ہستی کو نیستی میں فنا نہ کر دے۔ اور تیرا دل ایسا پاکیزہ شیشہ بن جائے جس میں تیرے رب کے ارادہ کے سوا کوئی ارادہ باقی نہ رہے اس وقت تک تو اپنے چہرے سے پردہ نہ اٹھا۔ اس وقت تو اپنے رب کے نور سے بھر جائے گا۔ اور تیرے دل میں غیر اللہ کیلئے کوئی جگہ نہ رہے گی۔ تجھے دل کا نگہبان بنا دیا جائے گا اور تجھے توحید عظمت اور جبروت کی تلوار دی جائے گی جس کے ذریعے تو سمائے سینہ ت ، رو دل کے نزدیک آنی والی ہر غیر چیز کا سر اڑا کر رکھ دے گا۔ چنانچہ نفس کی خواہشات اور دین و دنیا کی تمام آرزوئیں ختم ہو جائیں گی۔ نہ کوئی ایسی بات سنی جائے گی اور نہ ہی ان کی پیروی ہوگی۔ سوائے رب کریم کے احکام کی پابندی۔ اس کی قضا و قدر پر رضا مندی بلکہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے سامنے سر تسلیم خم کر دینے کی کیفیت کی پیروی کی جائے گی۔ پھر تو اس وقت مخلوق کی پیروی کا بندہ نہیں بلکہ اپنے رب اور اس کے احکام کا غلام ہو جائے گا۔ جب یہ کیفیت تیرے اندر مضبوطی حاصل کر لے گی تو تیرے دل کے ارد گرد غیرت کے پردے ڈال دیئے جائیں گے اور عظمت کے چشمے جاری کر دیئے جائیں گے اور ہیبت کا غلبہ ہوگا۔ اور تیرا دل توحید و حقیقت کے انوار سے گھیر لیا جائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کی

طرف سے اس کے قریب کئی محافظ مقرر کیے جائیں گے۔ تاکہ شیطان۔ خواہشات۔ عزائم بد اورطبیعت میں پیدا ہونے والے جھوٹے وسوسے اور برائی وگمراہی پیدا کرنے والی خواہشات سے نفوس اور مخلوق تیری طرف راہ نہ پاسکیں۔

اور اگر مقدر میں تو تیرے پاس مخلوق گروہ در گروہ آئے گی۔ اور تیرے کمالات پر ان کا اتفاق ہوگا۔ روشن نور اور واضح علامات کا مشاہدہ کرے اور ظاہری کرامات اور خوارق عادات دیکھ کر اعمال تقرب مجاہدات اور دیگر عبادت خداوندی میں کوشش کرے۔ ان باتوں کے باوجود تو ہر طرح ان تمام سے محفوظ رہے گا۔ تجھ پر خواہشات نفسانی کا غلبہ نہ ہو سکے گا۔ اس کثرت کو دیکھ کر خود پسندی یا فخر وبڑائی کے طور پر تیرے مزاج میں کوئی غرور وتکبر پیدا نہ ہوگا۔ اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کی توفیق تیرے حال میں شامل ہوئی تو تجھے نیک بخت حسین و جمیل بیوی ملے گی۔ اور ساتھ ہی گزر اوقات کیلئے بقدر کفایت مال ورزق عطا ہوگا۔ تو تجھے اس کے شر۔ بوجھ اور اس کے رشتہ داروں کے بوجھ سے ہر طرح محفوظ رکھا جائے گا۔ بلکہ یہ بیوی تیرے لئے اللہ تعالیٰ کا عطیہ۔ نعمت۔ مبارک۔ موافق طبع۔ پاکیزہ اور کدورت خبث باطن دغا۔ کینہ۔ غصہ اور تیری خیانت سے پاک وصاف ہوگی۔ تو اس کے گھر والے اعزہ اقربا سمیت وہ تیری مطیع وفرمانبردار ہوگی اور تجھ سے معاشی تنگی اور تمام پریشانیوں کے دفع کا سبب بنے گی اور مقدر میں اس سے تیرے لئے اولاد ہوگی تو وہ نیک وصالح اور آنکھوں کیلئے باعث ٹھنڈک ہوگی (اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا زکریا علیہ السلام کے بارے میں فرمایا)

فرمان الٰہی:-

واصلحنا لہٗ زَوجہٗ (سورۃ انبیاء)

ترجمہ: اور ہم نے ان کی زوجہ کو ان کیلئے نیک کردیا۔

اور کلام الٰہی میں صالحین کی دعا یوں بیان فرمائی۔

ارشاد ربانی ہے۔

ربنا ھبْ لنا منْ ازواجنا وذرّیّاتنا قُرّۃ اَعْیُنٍ وّ جعلْنا للْمُتّقین اماما (فرقان)

ترجمہ: اے ہمارے رب ہمیں دے ہماری بیبیوں اور اولاد میں سے آنکھوں کی ٹھنڈک اور ہمیں پرہیزگاری کا پیشوا بنا۔ (کنزالایمان)

ایک اور مقام پر ارشاد خداوندی ہے۔

واجعلهُ رَبّ رَضِیًّا (سورۃ مریم)

ترجمہ: اے میرے رب اسے اپنا پسندیدہ بنا۔

یہ دعائیں چاہے تو نے مانگی ہیں یا نہیں مانگیں تیرے حق میں معمول اور مقبول ہیں۔ اس لئے یہ دعائیں اصل میں اپنے اہل کیلئے مقبول ہیں اس لئے جوان کا اہل ہے اور ان کا ہم مرتبہ ہوگا یہ نعمتیں بھی اسے عطا ہوں گی۔ پس وہی ان کا اہل ہے جو اس مقام کا مالک ہے اور اللہ تعالیٰ کا فضل اس میں شامل ہے۔ اسی طرح دنیا کی کوئی چیز اگر تیرے مقدر میں ہے تو اس وقت وہ نقصان دہ نہیں ہوگی۔ دنیا کی جس چیز میں تیرا حصہ ہے وہ تجھے ضرور مل کر رہے گی۔ چونکہ یہ چیز تو اللہ تعالیٰ کے فضل وارادہ اور اس کے حکم سے حاصل کرے گا۔ اس لئے تو اس کے حکم ماننے کی وجہ سے اس پر بھی اس طرح کا ثواب عطا ہوگا جیسا کہ تجھے فرض نماز پڑھنے اور فرض روزہ رکھنے کا ثواب عطا ہوتا ہے۔

اور جو اس دنیا میں تیرے مقدر میں نہیں ہے۔ وہ حاجت مندوں اور دوستوں۔ پڑوسیوں۔ اور بھائیوں میں مستحق افراد پر حسب حال خرچ کر۔ اور تجھ پر حالات منکشف ہو جائیں گے اور تو ان میں فرق محسوس کرلے گا۔ تو اس وقت اپنے کام میں ایسا صاف روشن اور پاکیزہ حالت پر ہوگا کہ اس میں کسی قسم کا کوئی غبار ومیل اور شک وشبہ نہیں ہوگا۔ پس صبر ورضا۔ حفظ حال۔ گم نامی اور خاموشی اختیار کر۔ پرہیز کر۔ اللہ تعالیٰ سے ڈر۔

اللہ کے حضور سرنگوں رہ۔ نظریں نیچی رکھ۔ حیا کر یہاں تک کہ کوئی نوشتہ تقدیر پورا ہو۔ اس وقت تیرا ہاتھ پکڑ کر تجھے پیشوا بنا دیا جائے گا۔ اور سختی ومشقت تجھ سے ہٹالی جائے تجھے انعامات اور رحمت خداوندی کے سمندر میں غوطہ دیا جائے گا۔ وہاں سے نکال کر تجھے نور۔ اسرار الٰہی اور علوم معرفت کی خلعتوں سے نوازا جائے گا۔ پھر تجھے اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب

ہوگا۔ تجھ سے جو بھی بات ہوگی الہام کے ذریعے ہوگی۔ تجھے نعمتیں عطا ہوں گی۔ غنی کر دیا جائے گا۔ شجاع بنے گا۔ تو تیرا مقام بلند کیا جائے گا اور تجھے یوں خطاب ہوگا۔

انک الیوم لدینا مکین" امین" (سورة یوسف)

ترجمہ: آج تو ہمارے نزدیک صاحب مرتبہ وہر چیز کا امین ہے۔

اس وقت تو سیدنا یوسف علیہ السلام قصہ سامنے رکھ کہ انہیں اس وقت بادشاہ مصر فرعون کی طرف سے یہ خطاب کیا گیا تھا۔ اگرچہ بظاہر یہ کلمات بادشاہ کی زبان سے نکلے لیکن اہل معرفت کے نزدیک تو یہ الفاظ زبان حقیقت ہی سے ادا کیے گئے تھے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کو اس خطاب کے ذریعے جہاں ظاہری سلطنت عطا کی گئی تھی۔ تو وہاں ملک نفس۔ ملک علوم معرفت۔ قربت۔ خصوصیت اور مراتب کا بلند پروانہ حکومت بھی ودیعت فرمایا گیا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وکذلک مکّنا لِیوسُفَ فِی الاَرضِ (یوسف)

ترجمہ: اس طرح ہم نے یوسف علیہ السلام کو زمین میں ٹھکانہ عطا کیا۔

یعنی مصر کی زمین میں اور آپ جہاں چاہتے ٹھکانہ بناتے۔ اسی طرح سلطنت نفس کے بارے میں فرمایا:

فرمان خداوندی ہے۔

وکَذلِکَ لِنُصرِفَ عنہُ السُّوءَ وَالْفَحشَاءَ اِنَّہ' مِنْ عِبادِنَا الْمُخلَصِیْنَ (یوسف)

ترجمہ: اور ہم نے یونہی کیا کہ اس سے برائی بے حیائی کو پھیر دیں بے شک وہ ہمارے چنے ہوئے بندوں میں سے ہیں۔ (کنزالایمان)

اللہ تعالیٰ علوم معرفت کی شاہی کے بارے میں فرمایا

ذلکُما مِمَّا عَلَّمنِیْ رَبِّی اِنِّی تَرَکْتُ مِلَّۃَ قَوْمٍ لَّا یُؤمِنُون باﷲ (سورة یوسف)

ترجمہ: یہ ان علموں میں سے ہے جو مجھے میرے رب نے سکھایا ہے بے شک میں

نے لوگوں کا دین نہ مانا جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے۔ (کنزالایمان)

اے مردِ صدیق اکبر۔ جب تجھے اس طرح خطاب کیا جائے تو تجھے علم اعظم سے حظ و افر عطا کیا جائے گا۔ اور تجھے توفیق۔ احسان۔ قدرت۔ ولایت عامہ۔ اور حکم نفس اور غیر نفس سب پر حاوی ہونے والا ہے۔ دنیا اور آخرت سے پہلے اللہ تعالیٰ کے حکم سے چیزیں پیدا کرنے کی مبارک باد اور خوشخبری دی جائے گی اور آخرت کی نعمت دارالسلام اور جنت ہے۔ دیدار رب کریم اس کی نعمتوں میں اضافہ اوراحسان حق ہے۔ اور دیدار الٰہی ایسی نعمت ہے اس سے بڑھ کر کوئی اور نعمت ہے ہی نہیں۔

اَلْمَقَالَةُ السَّابِعَةُ وَالْعِشْرُوْنَ (۲۷)

خیر وشر کی حقیقت

شہنشاہ ولایت سرکار غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

خیر و شر ایک درخت کی دو ٹہنیاں ہیں۔ ایک ٹہنی میں میٹھا پھل لگتا ہے اور دوسری ٹہنی میں کڑوا۔

پس تو ان شہروں۔ ملکوں اور کناروں کو ترک کردے جس میں اس درخت کے پھل بھیجے جاتے ہیں۔ ان سے اور وہاں کے لوگوں سے دور رہ۔ اور درخت کے قریب ہو کر اس کی حفاظت اور نگہبانی کی خدمت سرانجام دے دونوں شاخوں میووں اور آس پاس کو اچھی طرح پہچان کر میٹھی شاخ کی طرف ہو جا اسی میں سے تجھے اپنی غذا مل جائے گی اور تو دوسری ٹہنی کی طرف بڑھنے اور اس کا پھل کھانے سے پرہیز کر کیونکہ اس کی تلخی تیری ہلاکت کا باعث بن جائے گی۔

اگر تو اس حال پر ہمیشگی اختیار کرے گا تو راحت۔ امن اور تمام آفتوں سے سلامت رہے گا۔ اس لئے کہ آفات اور قسم قسم کی بلائیں اس کڑوے پھل سے پیدا ہوتی ہیں۔

اگر تو اس درخت سے دور رہے اور ملکوں میں پریشان پھرے ایسی صورت میں تیرے سامنے وہ پھل ملے جلے پیش لئے جائیں گے اور دونوں میں امتیاز نہ کیا جا سکے گا۔ ممکن ہے

تیرا ہاتھ کڑوے پر پڑ جائے اس میں سے کچھ کھا لے اور اسے چبائے تو اس کی کڑواہٹ اور تلخی تیرے تالو۔ حلق۔ دماغ اور ناک کی گہرائیوں میں سرایت کر جائے پھر خون کی صورت میں تیرے جسم کی رگوں میں تحلیل ہو کر تجھے ہلاک کر دے اس وقت منہ سے اس کا پھینک دینا اور اس کے اثر کو دھولینا جسم سے اس کی تاثیر کو رفع کرنے کے سلسلے میں کچھ بھی فائدہ نہیں دے گا۔ اور اگر تو نے پہلے سے میٹھا پھل کھا لیا اور اس کی شیرینی سارے بدن میں سرایت کر گئی اور تو نے اس سے فائدہ حاصل کر لیا اور خوش ہو گیا تو یہ بھی تیرے لئے کافی نہیں۔ بلکہ تجھے دوسرے پھل کھانے کی ضرورت پیش آئے گی۔ اور وہی اندیشہ پیدا ہو جائے گا کہ ممکن ہے تیرا ہاتھ کڑوے پھل پر پڑ جائے اور تیرے اندر وہ تلخی سرایت کر جائے۔ خلاصہ کلام یہ کہ درخت سے دور رہنے اور اس کے پھل قائم ہونے میں ہے پس خیر و شر دونوں افعال الٰہی ہیں۔ اور اللہ ہی ان دونوں کا خالق اور جاری کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

والله خلقكُمْ وَمَا تعْملُوْن (سورۃ الصفت)

ترجمہ: اللہ نے تمہیں اور تمہارے اعمال پیدا کئے۔

حدیث :-

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

والله خلق الْجازر و جُزْوُره وَاَعْمَالُ الْعِبَادِ خَلْقُ اللهِ وَكَسبَهُمْ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ذبح کرنے والے اور ذبح ہونے والے کو پیدا کیا اور بندوں کے اعمال اور بندوں کے کسب اللہ کی مخلوق ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اُدخلوا الْجنّةَ بِما كُنْتُمْ تعْملُوْنَ

ترجمہ: کہ وہ جنت میں دخول کے مستحق اپنے عمل کی وجہ سے ہوئے۔

سبحان اللہ کس قدر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ عمل کی نسبت بندوں کی طرف کی۔ اگرچہ

بندے اپنے جن اعمال کی وجہ سے جنت کے مستحق ہوئے ہیں وہ عمل بھی اللہ تعالیٰ کی توفیق اور رحمت کا نتیجہ ہیں۔

رحمتِ خداوندی سے جنت میں داخلہ ہوگا:۔

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

لَایدْخُلُ الْجَنَّةَ اَحد'' بعَمَلِه فَقِیْلَ لَه' وَلَا اَنتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَال وَلَا انا اِلَّا اَنْ یتعمدنی اللّٰهُ بِرَحْمتِهٖ فوضع یدَه' علیٰ رَأْسِهٖ

ترجمہ: کوئی شخص بھی اپنے عمل کی وجہ سے جنت میں داخل نہ ہوگا۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ بھی۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں میں بھی اپنے اعمال کی وجہ سے جنت میں نہیں جاؤں گا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت سے ڈھانپ لے۔ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ سر مبارک پر رکھا۔

اس حدیث کو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے روایت کیا ہے۔ پھر جب تو اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار۔ اس کے احکام پر عمل کرنے والا۔ نہی سے بچنے والا۔ اس کی تقدیر کو تسلیم کرنے والا تو وہ تجھے تمام برائیوں سے محفوظ کریگا۔ اور اپنی رحمت کے دروازے تیرے لئے کھول دے گا۔ دنیا کی برائی کے بارے میں اس کا ارشاد ہے۔

کذالک لنصْرِف عنه' السُّوْءَ وَالْفَحْشَاءَ اِنَّه' مِنْ عِبادِنَا الْمُخْلَصِیْن (یوسف)

ترجمہ: اور ہم نے یونہی کیا اس سے برائی اور بے حیائی کو پھیر دیں بیشک وہ ہمارے چنے ہوئے بندوں میں سے ہے۔ (کنزالایمان)

البتہ دینی برائیوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

ما یفعلُ اللّٰهُ بعذابکُم ان شکرْتُمْ وَاٰمنْتُمْ وَکَانَ اللّٰهُ وشاکرًا علیْما (نساء)

ترجمہ: اور اللہ تمہیں عذاب دے کر کیا کرے گا تم حق مانو اور ایمان لاؤ اور اللہ ہے صلہ دینے والا جاننے والا۔ (کنزالایمان)

شکر گزار مومن کے پاس بلا کیا کرے گی وہ بلا سے زیادہ عافیت کے قریب ہے۔ اس لئے کہ وہ شاکر ہونے کے سبب زیادتی نعمت کے مقام میں ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

لئنْ شکرْتُمْ لا زِیْدَنکُمْ (سورۃ ابراہیم)

ترجمہ: یقیناً اگر تم شکر کرو گے تو ضرور تمہیں زیادہ دوں گا۔

اگر تیرا ایمان آخرت میں آگ کے ان شعلوں کو بجھا دے گا جو ہر گنہگار کی سزا ہے تو دنیا میں مصیبت کی آگ کو کیسے نہ بجھائے گا۔ **اللھم** اے میرے اللہ اگر بندہ مجاذیب میں سے ہو جو بزرگی اور ولایت کیلئے پسندیدہ ہے تو اس کیلئے آزمائش ضروری ہے تا کہ وہ اس آزمائش کے ذریعے خواہشات میلان طبع اور نفس اس کی لذتوں سے آرام لینے۔ مخلوق پر تکیہ کرنے۔ ان کے قرب میں راضی رہنے۔ ان سے آرام چاہنے۔ ان کے ساتھ رہنے۔ اور ان سے خوش رہنے ایسے نقائص سے پاک وصاف کیا جائے لہٰذا وہ آزمائش میں ڈالا جاتا ہے تا کہ یہ ساری خرابیاں دور ہو جائیں اور ان کے کھل جانے سے دل پاک ہو جائے اور توحید الٰہی حق تعالیٰ کی پہچان قربت کی تجلیات۔ اسرار اور علوم کا محل بن کر رہ جائے۔ کیونکہ دل ایک ایسا گھر ہے جس میں دو کی گنجائش نہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

ماجعل اللّٰهُ لِرَجُلٍ مّنْ قَلْبَیْنِ فِیْ جَوْفِهٖ (سورۃ احزاب)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے کسی کے اندر دو دل نہیں بنائے۔

ایک اور جگہ فرمان خداوندی ہے۔

انّ الْملُوْکَ اِذَ دخلوْا قریَةً اَفْسَدُوْھا وَجَعلُوْا اعِزّةَ اَھلِھَا اَذلّةَ (سورۃ نمل)

ترجمہ: بے شک بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں اسے تباہ کر دیتے ہیں اور اس کے عزت والوں ذلیل کرتے ہیں۔ (کنز الایمان)

اور دل پر شیطان اور خواہشات نفس کی حکومت تھی۔ اعضاء نے ان کے حکم سے ہر

طرح کے گناہ اور برائی میں مبتلا تھے اب وہ حکومت زائل ہو گئی اور اعضاء نے آرام پایا۔ بادشاہ کا گھر جو دل ہے خالی اور صحن جو سینہ ہے پاکیزہ اور منور ہو گیا۔ دل توحید اور علوم معرفت کی جلوہ گاہ بن گیا اور سینہ واردات اور عجائبات غیبی کے نزول کی جگہ ہوا۔

اور یہ سب کچھ آزمائشوں کا نتیجہ اور ثمر ہے۔

حدیث :-

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ بیشک ہم انبیا کا گروہ لوگوں سے سخت ترین آزمائش میں ہوتے ہیں پھر درجہ بدرجہ اسی طرح

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

انا اعرفکُمْ باللّٰہ و اشدّکُمْ لہٗ خَوْفًا

ترجمہ: میں تم سے زیادہ اللہ کو پہچاننے والا اور تم سے زیادہ اس سے ڈرنے والا ہوں۔

جو کوئی بادشاہ کے قریب ہوتا ہے اس کا خطرہ اور ڈر شدید ہوتا ہے کیونکہ وہ بادشاہ کے سامنے ہوتا ہے اس کی تمام حرکات وسکنات پر بادشاہ کی کڑی نگاہ ہوتی ہے ممکن ہے اس مقام پر تیرے دل میں کھٹکا پیدا ہو کہ مخلوق تو ساری اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک شخص کی طرح ہے۔ جس کی حرکت وسکون اس سے پوشیدہ نہیں ہے تو یہ بات جو تجھے کہی گئی اس کے کہنے کا کیا فائدہ ہے۔ اس کے متعلق ہم کہتے ہیں کہ جب اس کا رتبہ بلند ہو جاتا ہے تو خطرہ بھی بڑھ جاتا ہے کیونکہ اس پر اللہ تعالیٰ کی بے پایاں نعمت اور اس کے فضل کا شکر ادا کرنا واجب ہو جاتا ہے۔

اس مقام پر ذات باری تعالیٰ کے غیر کی طرف سے معمولی سی توجہ بھی اس کے شکر میں نقصان اور بندگی میں کوتاہی کا سبب بن جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

یانساء النبیّ من یّات منکنّ بفاحشۃٍ مُبیّنۃ یُضاعف لھا العذابُ ضعفین (احزاب)

ترجمہ۔ اے نبی بیبیوں جو تم میں صریح حیا کے خلاف کوئی جرات کرے اس پر اوروں

سے دونا عذاب ہوگا۔ (کنزالایمان)

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے لئے یہ حکم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے کمال تقرب کی عظیم نعمت کے حصول کے بعد آیا۔لہٰذا جو شخص ذات باری تعالیٰ سے واصل ہے تو اس کا کیا کہنا۔

اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے ساتھ تشبیہ دیئے جانے سے بہت بلند و بالا ہے۔

جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔

لَیس کمثلہٖ شَیئٌ وَّھُو السَّمِیعُ الْبَصِیرُ (سورۃ شوریٰ)

ترجمہ: اس کی مثل کوئی چیز نہیں اور وہ سننے اور دیکھنے والا ہے۔

اَلْمَقَالَۃُ الثَّامِنَۃُ وَالْعِشْرُوْنَ (۲۸)

احوال سالک

سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کیا تو آرام و آسائش آسودگی، امن وسکون ناز ونعمت اور خوشی چاہتا ہے۔ جبکہ تو اب تک لوہار کی بھٹی میں ڈھالنے۔ پگھلانے۔ نفس کو مارنے۔ خواہش کو ختم کرنے۔ مرادوں کو مٹانے دنیا و آخرت میں عوض نہ چاہنے کے عمل میں ہے اور یقیناً تیرے اندر ان چیزوں کا ظاہر اثر باقی ہے اے جلد باز۔ ٹھہر ٹھہر کر آہستہ آہستہ چل۔ اے منتظر۔ اس عمل کے پورا ہونے تک دروازہ بند ہے۔ اور جب تک ان میں سے کوئی ذرہ برابر بھی باقی ہے تیری حیثیت غلام مکاتب کی ہے۔ چاہے صرف اس پر ایک درہم بھی باقی ہو۔ جب تک دنیا کی خواہشات۔ عزائم۔ اسباب۔ دنیا و آخرت کے بدلے کے سلسلے میں تیرے اندر ایک کھجور کی گٹھلی چوسنے کے برابر بھی لالچ موجود ہے تو۔ تو ابھی تک فنا کے دروازہ پر ہے۔ انتظار کر۔ ٹھہر حتی کہ فنا پورے کمال سے حاصل ہو جائے اور تجھے اس بھٹی سے نکالا جائے پھر تجھے آراستہ وپیراستہ کرکے خوشبو میں بسا کر بادشاہ حقیقی کے حضور پیش کیا جائے اور وہاں تجھے اس طرح سے خطاب کیا جائے۔

ارشاد ربانی ہے۔

انک الیوم لدینا مکین'' امین (سورۃ یوسف)

ترجمہ: بیشک تو آج ہمارے پاس قدرت والا اور امین ہے۔

پھر تجھ پر لطف و عنایت کی برسات ہوگی اور اسی کے فضل سے تجھے طعام عطا کئے جائیں گے۔ تجھے قرب خداوندی اور فضل الٰہی سے نوازا جائے گا۔ پوشیدہ اسرار و رموز روشن ہو جائیں گے ان مراتب کی بدولت تو تمام دنیا کی اشیاء سے غنی کر دیا جائے گا۔

کیا تو ان سونے کے ٹکڑوں کی طرف غور نہیں کرتا کہ وہ صبح و شام عطاروں۔ کنجروں۔ چمڑا صاف کرنے والے قصابوں۔ تیل بیچنے والوں خاک روبوں۔ اور اچھے برے اعلیٰ حقیر کام کرنے والوں کے ہاتھوں میں گھومتے رہتے ہیں۔ پھر ہر متفرق اجزاء جمع کر کے کاری گر کی بھٹی میں ڈالے جاتے ہیں۔ تو وہاں بھڑکتی آگ کے شعلوں میں انہیں پگھلایا جاتا ہے۔

اس کے بعد وہاں سے نکال کر انہیں نرم کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد کاری گر اپنے فن کے ذریعے انہیں خوبصورت زیورات کی شکل میں ڈھال لیتا ہے۔ اس کے بعد انہیں پالش کے ذریعے چمک دار بنایا جاتا ہے۔ خوشبو لگائی جاتی ہے پھر انہیں بہترین جگہوں میں تالوں کے اندر الماریوں اور خزانوں اور پوشیدہ مقامات میں رکھے جاتے ہیں یا ان زیوروں سے دلہن کو سجایا جاتا ہے یا ان زیورات سے بادشاہ کی بیگمات کو آراستہ کیا جاتا ہے۔

الغرض وہ ٹکڑے کاریگروں کے ہاتھوں گلنے کٹنے کے بعد بادشاہ کے پاس پہنچ جاتے ہیں۔

اے مرد مومن! اسی طرح تیری حالت ہو کہ جب تو قضائے الٰہی پر صابر اور ہر حال میں راضی رہے گا۔ تو دنیا میں تجھے بادشاہ حقیقی یعنی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوگا۔ اور اسرار علم و معرفت کی دولت عطا کی جائے گی۔

اور آخرت میں انبیاء۔ صدیقین۔ شہدا اور صالحین کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ کے جوار رحمت اور خاص مقام قرب و انس پر فائز ہوگا۔ پس تو صبر کر۔ اور جلدی نہ کر۔ تقدیر الٰہی پر

راضی رہ۔ حق پر الزام نہ لگا۔ تاکہ تجھے اس کی معرفت کی ٹھنڈک اور اس کے لطف و کرم اور احسانات کی حلاوت نصیب ہو۔

اَلْمَقَالَۃُ التاسِعَۃُ وَالْعِشْرُوْنَ (۲۹)

فقر و فاقہ باعث کفر ہو سکتا ہے

آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

حدیث:۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے۔

کاذا لفقر اَنْ یَّکُوْنَ کُفْرًا

ترجمہ: فقر انسان کیلئے کفر کا باعث بن سکتا ہے

بندہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے اور اپنے تمام امور اس کے سپرد کر دیتا ہے۔ اسے یہ اعتقاد۔ یقین ہوتا ہے وسعت رزق اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ اور جو کچھ اس کے مقدر میں ہے اسے ضرور مل کر رہے گا۔ اور جو اس کے مقدر میں نہیں ہے وہ اسے ہرگز نہیں مل سکتا۔ انسان کو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر ایمان ہونا چاہئے۔

فرمان خداوندی ہے۔

ومَنْ یَتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَل لَہٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لا یَحْتَسِبُ ومَنْ یَتوکَّلْ علی اللّٰہِ فَھُوا حَسْبُہٗ (سورۃ الطلاق)

ترجمہ: اور جو اللہ سے ڈرے اور اللہ اس کیلئے نجات راہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان نہ ہو اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اسے کافی ہے۔
(کنزالایمان)

اور بندہ عافیت کی حالت میں یہ باتیں کہتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اچانک فقر و فاقہ کے ساتھ آزمائش میں ڈال دیتا ہے۔ تو وہ عاجزی وزاری کرنا شروع کرتا ہے۔ لیکن اللہ پاک

اس سے فقر و فاقہ دور نہیں کرتا۔ اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان۔ کادالفقر ان یکون کفرا یعنی فقر انسان کیلئے کفر کا باعث بن سکتا ہے۔درست ہوتا ہے اس کے بعد جس پر اللہ تعالیٰ اپنا کرم فرماتا ہے اسے فقر فاقہ کی آزمائش سے نکال کر عافیت و دولت کی نعمت سے نواز دیتا ہے اور اسے شکر حمد و ثنا کی توفیق بخشتا ہے۔ یہ کیفیت بندے کے آخری دم تک رہتی ہے۔ جس کیلئے اللہ پاک آزمائش کا ارادہ فرمائے اسے ہمیشہ کیلئے تنگ دستی اور مصائب میں مبتلا کر دیتا ہے۔ پھر اس سے اس کے ایمان کی مدد منقطع ہو جاتی ہے۔

چنانچہ وہ زبان اعتراض کھولنے اور اللہ تعالیٰ پر الزام لگانے اس کے وعدہ میں شک کرنے کے باعث کفر کا مرتکب ہو جاتا ہے۔ بالآخر تقدیر الٰہی کے خلاف ناراضگی اور اس کی واضح نشانیوں کے انکار کی وجہ سے کفر کی حالت میں مر جاتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس ارشاد میں اسی طرف ارشاد فرمایا ہے۔

فرمان نبوی ﷺ :-

انَّ اشدَ النَّاسِ عَذَابًا یوم القیَامَۃِ رَجُل" جَمَعَ اللّٰہُ لہ' بَیْنَ فَقْرِ الدُّنیا وعذابِ الاٰخرۃ

ترجمہ: بے شک سخت ترین عذاب میں قیامت کے دن وہ شخص ہوگا جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت میں عذاب جمع کر دیا۔

اس سے ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ یہ وہی فقر ہے جو اللہ تعالیٰ سے غافل کر دینے والا ہے۔ جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی ہے اور اس کے علاوہ ایک دوسرا شخص وہ ہے جس کی بزرگی اور مقبولیت کا اللہ پاک نے ارادہ فرمالیا اور اسے اپنے خاص بندوں اپنے محبوب۔ اولیاء اور احباء میں سے بنایا۔ اسے انبیاء کرام کا وارث۔ اولیاء کے سردار کا بلند مقام عطا فرمایا پھر اسے اپنے عظیم بندوں۔ علماء۔ حکماء۔ شفیع۔ نگہبان اور قائدین میں سے بنایا اور اسے اپنے مولیٰ کی طرف رہنمائی کرنے والا ہدایت کا راستہ دکھانے والا۔ خراب راستوں سے بچانے والا بنایا۔

اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے پہاڑوں جیسا صبر۔ تقدیر الٰہی پر رضا مندی اور موافقت کے سمندر اور افعال الٰہی میں فنا ہو جانے کے بلند مقامات عطا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ ناز ونعمت سے پالتا ہے۔ چنانچہ دن ہو یا رات۔ جلوت ہو یا خلوت تاوقت موت رحمت الٰہی اس کی ناز برداریاں کرتی رہتی ہے۔

اَلْمَقَالَةُ الثَّلٰثُوْنَ (۳۰)

صبر کے فوائد

سرکار غوث پارک رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:

تعجب کی بات ہے کہ تو پوچھتا ہے کہ کون سے عمل کس حیلہ کے ذریعے مجھے اپنے مقصد میں کامیابی حاصل ہوگی۔ اس بارے میں تجھے یہ نصیحت کی جاتی ہے کہ جس کے حکم سے تیری یہ حالت قائم ہوئی ہے جت تک اللہ تعالیٰ کشادگی پیدا نہ فرمائے اپنی جگہ پر ٹھہرا رہ۔ اور حد سے آگے نہ بڑھ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اصْبِرُوْا وصابِرُوْا ورابطُوْا وَاتَّقُو اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (سورۃ آل عمران)

ترجمہ: اور صبر کرو اور صبر میں دشمنوں سے آگے رہو اور سرحد پر اسلامی ملک کی نگہبانی کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو اس امید پر کہ کامیاب ہو۔ (کنز الایمان)

اے مرد مومن! اللہ تعالیٰ نے تجھے صبر کا حکم دیا۔ حفاظت حال اور اس پر مداومت کا حکم دیا ہے ہے اور پھر تجھے اس کے چھوڑنے سے ڈرایا ہے فرمایا کہ واتقو اللہ: یعنی انہیں ترک کرنے میں اللہ تعالیٰ سے ڈر۔ صبر اختیار کر کہ بہتری اور سلامتی صبر ہی میں ہے۔

حدیث:-

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الصَّبْرُ من الْاِیْمان کالرّاس مِنَ الْجَسَد

یعنی صبر ایمان سے ہے جس طرح جسم سے سر۔

اور مشہور ہے کہ ہر چیز کا ثواب اس کے اندازے کے مطابق ہوتا ہے لیکن صبر کا ثواب بے حد وشمار ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

فرمان خداوندی ہے۔

اِنَّمَا یُوفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجرَھُمْ بِغَیْرِ حِسَاب (سورۃ زمر)

ترجمہ: پھر جب تو صبر اور حدود اللہ کی حفاظت میں اللہ تعالیٰ سے ڈرے گا تو تجھے وہ چیز عطا کرے گا جس کا تیرے لئے اپنی کتاب میں وعدہ فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ (سورۃ الطلاق)

ترجمہ: جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کیلئے نجات کی راہ نکال دے گا اور اسے روزی دے گا جہاں اس کا گمان نہ ہو۔ (کنزالایمان)

صبر کے سلسلہ میں متوکلین کا طریقہ اختیار کر تا کہ تجھے وسعت اور کشادگی نصیب ہو۔ ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے وعدہ کفایت فرمایا ہے۔

فرمان خداوندی ہے

وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ (سورۃ الطلاق)

ترجمہ: جو اللہ پر بھروسہ کرتے ہیں وہ اسے کافی ہے۔ (کنزالایمان)

اور تو صبر وتوکل کے ذریعے محسنین کے گروہ میں شامل ہو جا۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے تجھ سے جزا کا وعدہ فرمایا ہے۔

فرمان خداوندی ہے۔

وَکَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ (سورۃ یوسف)

ترجمہ: اور ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو۔ (کنزالایمان)

ان پاکیزہ خصائل کو اپنانے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تجھے اپنا محبوب بنالے گا۔ کیونکہ اس

نے فرمایا۔

ارشاد ربانی ہے۔

انّ اللہ یُحبُّ المُحسنِین (سورۃ آلِ عمران)

ترجمہ: اللہ دوست رکھتا ہے نیکوں کو۔ (کنزالایمان)

پس معلوم ہوا کہ صبر دنیا و آخرت ہر نیکی و سلامتی کی اصل و بنیاد ہے اور صبر ہی کی بدولت مومن رضا اور موافقت کے مقام کی طرف عروج حاصل کرتا ہے۔

پھر تقدیر الٰہی میں اپنے آپ کو فنا کر دیتا ہے حالت بدیعت اور غیبت ہے۔ لہٰذا صبر کو چھوڑنے سے بچ کیونکہ بے صبری سے دنیا و آخرت میں تو ذلیل و رسوا نہ ہو جائے۔ اور ندامت کے سوا تیرے ہاتھ میں کچھ نہ آئے گا۔

اَلْمَقَالَۃُ الْحَادِیَۃُ وَالثَّلاثُوْنَ (۳۱)

محبت و عداوت

سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

جب تو اپنے دل میں کسی شخص کا بغض یا محبت پائے تو اس شخص کے اعمال کو قرآن و سنت پر پیش کر۔ اگر وہ اعمال کے لحاظ سے قرآن و سنت کا مخالف ہو تو۔ تو اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و دوستی پر خوش رہ۔ اگر اس کے اعمال قرآن و سنت کے مطابق ہیں۔ لیکن تو اسے دشمن سمجھتا ہے تو تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ تو خواہشات نفسانی کی قید میں ہے۔ اگر تو اپنی خواہش کی بنا پر اس سے عداوت رکھتا ہے۔ اس عداوت و بغض کی وجہ سے تو اس پر ظلم کر رہا ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی مخالفت کا ارتکاب کر رہا ہے۔ لہٰذا اس بغض سے اللہ تعالیٰ کے حضور سچی توبہ کر۔ اور تو اللہ تعالیٰ سے اس کی اور اس کے نیک بندوں۔ دوستوں اور صالحین کی محبت کا سوال کر۔ اور محبت کے سلسلے میں تو سنت الٰہیہ کی پیروی کر۔ اسی طرح جس شخص سے تو محبت رکھتا ہے اس کے افعال کو قرآن و سنت کی روشنی میں پہچان۔ اگر

قرآن و سنت کے مطابق اس کے اعمال درست ہیں تو بیشک اس سے تو محبت کر۔ اگر اس کے اعمال ناپسندیدہ ہیں تو اسے دشمن جان۔ تاکہ تیری محبت وعداوت محض خواہشات نفسانی کے تابع ہوکر نہ رہ جائے۔ جبکہ تجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خواہشات نفسانی کی مخالفت کا حکم دیا گیا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے۔

ولاتتبع الھویٰ فیضلک عن سبیل اللہ (سورۃ ص)

ترجمہ: اور تو خواہش کی پیروی نہ کر کہ تجھے اللہ تعالیٰ کی راہ سے گمراہ کردے گی۔

اَلْمَقَالَۃُ الثَانِیَۃُ والثَّلٰثُوْنَ (۳۲)

محبت خدا

حضرت قطب ربانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کتنی زیادہ تعجب کی بات ہے کہ جو تو اکثر کہتا رہتا ہے کہ میں جس سے محبت کرتا ہوں میری محبت اس سے ہمیشہ نہیں رہتی۔ کیونکہ جلد ہی درمیان میں جدائی۔ موت یا دشمنی کی دیوار حائل کردی جاتی ہے۔ اگر مال سے محبت ہو تو وہ بھی جلدی ضائع ہو جاتا ہے۔

اے اللہ کے محبوب اور منظور نظر کیا تو نہیں جانتا انعام یافتہ اور غیرت کردہ۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے اپنے لئے پیدا کیا اور تو غیر کی طرف جارہا ہے۔ کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا۔

یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ یعنی اللہ ان کو اور وہ اللہ کو دوست رکھتے ہیں۔ اور دوسری جگہ اس کا ارشاد۔

فرمان خداوندی ہے۔

وما خلقتُ الجنَّ والانس الّا لیعْبُدُوْن (سورۃ)

ترجمہ: اور میں نے جن اور انسان کو صرف اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا۔

اور کیا تو نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نہیں سنا۔

حدیث نبوی:

اذا احبّ اللّٰہ عبدا ابتلاہُ فانْ صَبرَ اقْتناہُ قِیل یا رسُول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وما اقْتِناہُ قال لم یذرْ لہ مالا وّلا ولدًا

ترجمہ: جب اللہ کسی بندے سے محبت کرتا ہے دوست بناتا ہے تو اسے آزمائش میں ڈال دیتا ہے اگر وہ اس پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی نگہبانی کرتا ہے عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نگہبانی کے معنی کیا ہیں۔ فرمایا اس کی مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے کے دل سے مال کی اور اولاد کی محبت اٹھالیتا ہے۔

اور یہ اس لئے ہوتا ہے کہ اگر بندہ مال واولاد کی محبت میں کھو جائے۔ اس کی محبت جو اسے اپنے خالق و مالک سے ہے شاخ درشاخ کم اور تقسیم ہو جائے گی۔ اس کی محبت اللہ تعالیٰ اور اس کے غیر میں مشترک ہو جائے گی حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کو پسند نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ غیرت والا ہر چیز پر غالب اور قادر ہے۔ اور اپنے شریک کو نیست و نابود کر دیتا ہے۔ تا کہ اپنے بندے کے دل کو دغل سے پاک وصاف کر کے صرف اپنے لئے خاص کر دے۔ اس وقت اسکے فرمان **یحبھم ویحبونہ** کا درست ہونا ثابت ہو جاتا ہے۔

اور بندے کا دل ہر قسم کے شریک۔ مال واولاد۔ لذات وشہوات۔ طلب امارت و ریاست۔ منازل جنت اور درجات ومقامات سے پاک ہو جاتا ہے۔ اس کے دل میں کوئی ارادہ اور تمنا باقی نہیں رہتی اس وقت اس کی مثال اس برتن جیسی ہو جاتی ہے جس میں کوئی بہنے والی چیز نہیں ٹھہرتی۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے فعل سے دل کی یہ کیفیت واقع ہوئی ہے۔ اب اگر دل میں کوئی خواہش یا تمنا پیدا ہوگی تو غیرت الٰہی اپنے عمل سے اسے ختم کر دے گی۔ اور دل کے گرد عظمت و ہیبت اور جبروت کے پردے ڈال دیئے جاتے ہیں اور رعب و کبریائی کی خندقیں کھودی جاتی ہیں۔ اس وقت دل کی طرف کسی شئے کا ارادہ نہیں پہنچ پائے گا۔

چنانچہ یہی وہی مقام ہے جہاں مال، اولاد، بیوی، دوست، کرامتیں، عبارات اور مال و اسباب میں سے کوئی چیز بھی دل پر اثر انداز نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ یہ تمام اشیاء دل دل سے نکل

چکی ہیں۔ چنانچہ ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ بھی غیرت نہیں کرتا۔ بلکہ سب کچھ اللہ کی طرف سے بندے کیلئے عزت افزائی لطف ونعمت اور اس کی طرف سے آنے والوں کیلئے باعث منفعت ہو جائیں گی۔ اسی وجہ سے اسے بزرگی وشرافت ملتی ہے اور اس کی رحمت وحفاظت سایہ کرتی ہے پھر وہ بندہ دنیا وآخرت میں ان کا نگہبان۔ محافظ۔ جائے پناہ اور سفارش کرنے والا ہو جاتا ہے۔

اَلْمَقَالَۃُ الثَّالِثَۃُ وَالثَّلٰثُوْنَ (۳۳)

چار قسم کے لوگ

سرکار غوث پاک رحمۃ علیہ فرماتے ہیں۔

دنیا میں لوگ چار قسم کے ہیں۔

پہلا شخص

پہلا شخص وہ ہے جس کی زبان ہے نہ دل۔ یہ عام آدمی ہے بے علم وعمل نا تجربہ کار ذلیل وحقیر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ کسی شمار قطار میں نہیں۔ اور نہ اس میں کوئی بھلائی و بہتری ہے۔ اس کی مثال اس بھوسے کی مانند ہے۔ ایسے لوگوں کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہاں اگر اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت کاملہ سے نواز دے۔ اور ان کے دلوں کو اپنے ایمان کے نور سے منور کر دے اور ان کے اعضاء کو اپنی عبادت کے لئے متحرک کرے۔ تو یہ الگ بات ہے تو ان لوگوں میں ہونے سے بچ۔ نہ ان کے ساتھ پناہ لے۔ تو ان سے ڈر اور ان میں شامل نہ ہو۔ کیونکہ یہی وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے غیظ وغضب اور عذاب کا نشان اور نار جہنم کے مستحق اور اس میں رہنے والے ہیں۔

ہم اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتے ہیں۔ ہاں اگر تو علماء ربانی۔ نیکی سکھانے والے۔ دین کی رہنمائی کرنے والے۔ دین کی طرف لانے والے حضرات کی پاکیزہ جماعت میں سے ہو جا۔ انہی لوگوں کی صحبت اختیار کر اور ان کے قریب آ۔ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی عبادت واطاعت

کی دعوت دے اور انہیں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے ڈرا۔ پھر اللہ تعالیٰ کے ہاں تیرا مقام اعلیٰ ہوگا اور تجھے انبیاء کرام ورسل علیھم السلام کا ثواب عطا کیا جائے گا۔

حدیث:-

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا۔

لانْ یَّھْدی اللّٰہُ بِھُداکَ رَجُلاً خَیر" لَکَ مِمّا طَلَعتْ عَلَیْہِ الشّمْسُ

ترجمہ: اگر تیری رہنمائی اور تعلیم سے اللہ تعالیٰ کسی ایک شخص کو ہدایت نصیب فرما دے تو تیرے لئے یہ کام اس سے بہتر ہے جس پر سورج طلوع ہوتا ہے۔

دوسرا شخص

اور دوسرا شخص وہ ہے جس کی زبان تو ہے مگر دل نہیں ہے۔ وہ عقل مندی اور حکمت کی باتیں کرتا ہے مگر خود اس پر عمل نہیں کرتا۔ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے مگر خود اللہ تعالیٰ سے دور بھاگتا ہے۔ دوسروں کے عیب نکالتا ہے مگر خود انہی عیب میں مبتلا رہتا ہے۔ لوگوں پر اپنی بزرگی و پارسائی ظاہر کرتا ہے مگر بڑے بڑے گناہوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے لڑائی کرتا ہے اور جب وہ تنہا ہوتا ہے وہ انسان نما بھیڑیا ہوتا ہے۔ بے شک یہی وہ شخص ہے جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈراتے ہوئے ارشاد فرمایا

فرمان نبوی:-

اَخوفُ ما اَخافُ علیٰ اُمَّتِیْ عُلَمَاءَ السُّوْءِ

ترجمہ: سب سے بری چیز جس سے میں اپنی امت کیلئے ڈرتا ہوں وہ علماء کی بے عملی ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتے ہیں۔

تو ایسے شخص سے دور بھاگ کہ اس کی شیرینی زبان تجھے بہلا نہ دے۔ پھر اس کے گناہوں کی آگ تجھے جلا نہ ڈالے۔ اور تیرے دل میں گناہوں اور شہوتوں کی محبت نہ ڈال دے لہٰذا تو ان کو باہر نکال۔

تیسرا شخص

اور تیسرا شخص وہ ہے جس کے پاس دل تو ہے مگر زبان نہیں ہے۔ وہ ایسا مومن ہے اللہ تعالیٰ نے اسے مخلوق سے چھپا کر اس پر اپنا پردہ ڈال دیا ہے۔ اور اسے اپنے عیبوں کے دیکھنے والا اور اس کے دل کو منور کر دیا ہے۔ اسے لوگوں سے کثرت ملاقات کے مصائب اور زیادہ گفتگو کی خرابیوں سے واقف کر دیا ہے۔ چنانچہ اسے یقین ہوگیا کہ خاموش اور گوشہ نشینی میں سلامتی ہے۔ جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

منْ صمت نجا یعنی جو خاموش رہا نجات پا گیا۔ اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

فرمان نبوی:۔

انَّ للعبادةِ عَشرةُ اجزاء تِسعَة" مِنهَا فِی الصَّمتِ

ترجمہ: یعنی عبادت کے دس اجزا ہیں ان میں سے نو خاموشی میں ہیں۔

یہ شخص اللہ تعالیٰ کا دوست ہے اور اس کیساتھ ہی وہ محفوظ۔ سلامت۔ عقلمند۔ صاحب نعمت اور رحمٰن و رحیم کا ہم نشین ہے۔ تمام بھلائیاں اس کے پاس ہیں۔ ایسے شخص کی صحبت اختیار کر اور اسکی مصاحبت، خدمت اور اس کی ضروریات وحوائج میں تعاون کے ذریعے اس کے ساتھ دوستی پیدا کر۔ جو چیز بھی اسکے آرام وسکون کا موجب ہو اس سے اس کی دلگیری کر۔ تو انشاء اللہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ تجھ سے محبت فرمائے گا۔ عزت بخشے گا اور تجھے اپنے محبوب ومقرب بندوں میں شامل کرلے گا۔

چوتھا شخص

اور چوتھا شخص وہ ہے جسے اعزاز واکرام کے ساتھ عالم ملکوت میں بلایا گیا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔

منْ تعلّم وعمل به وعلّم دُعی فی الْمَلکُوت عظِیْمًا

ترجمہ: جس نے علم حاصل کیا اس پر عمل کیا اور دوسروں کو سکھایا اسے ملکوت میں عظیم کہا

جاتا ہے۔

اور یہی وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کی آیات کا عالم ہے۔ اس کے دل کو علوم الٰہی کا امین بنا دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے اسرار اس پر منکشف فرما دیئے ہیں جو صرف اسی کیلئے ہیں۔ اسے برگزیدہ اور مقبول بنایا ہے مخلوق سے چن کر اسے ہدایت بخشی اور اپنی طرف راہ دی۔ اور ان علوم و اسرار کو قبول کرنے کیلئے اس کے سینہ کو کھول دیا گیا۔ اسے دانشمند اور مخلوق کے لئے ہادی۔ ہدایت یافتہ۔ برائی سے ڈرانے والا۔ سفارش کرنے والا۔ سفارش عطا کیا گیا۔ سچا اور تصدیق کرنے والا انبیاء کرام اور رسولوں کا خلیفہ بنایا گیا ہے۔

پس بنی آدم میں یہی شخص ایمان کے بلندترین مقام فائز پر ہے۔ مرتبہ و مقام نبوت کے علاوہ اس سے بلند کوئی درجہ نہیں ہے۔ ایسے شخص کی صحبت لازم اختیار کر اور اس کی مخالفت اور نفرت کرنے۔ اس سے الگ ہونے۔ اس کی بات نہ ماننے اور اس کی نصیحت کی طرف رجوع نہ کرنے سے ڈر۔ کیونکہ سلامتی کا مرکز اس کی ذات اور اس کی باتیں ہیں اس کے ماسوا میں گمراہی اور ہلاکت ہے مگر جسے اللہ تعالیٰ سچائی اور رحمت کاملہ کی مدد و توفیق عنایت کرے۔

سرکار غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے یقیناً لوگوں کی چار اقسام تجھے بیان کر دی۔ تو غور فکر کر۔ اگر غور فکر کرنیوالا ہے اپنے وجود کو بچا اس پر مہربانی کر۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور خصوصاً تجھے اس چیز کی ہدایت عطا فرمائے جسے وہ دنیا و آخرت میں پسند کرتا ہے۔ جس پر وہ راضی ہے۔ (آمین ثم آمین)

اَلْمَقَالَةُ الرَّبِعَةُ وَالثَلٰثُوْن (۳۴)

اللہ تعالیٰ پر اعتراض سے توبہ

شہباز لامکانی سرکار غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

عجیب بات ہے تو اپنے رب پر ناراض ہوتا ہے۔ اس پر الزام لگاتا ہے اور اعتراض کرتا ہے۔ ظلم کو اس کی طرف منسوب کرنے۔ رزق مال و دولت عطا کرنے۔ مصائب اور

تکالیف کے ہٹانے میں اس کی طرف تاخیر جیسے الزامات سے بھی نہیں چوکتا۔ کیا تو نہیں جانتا کہ ہر چیز کیلئے ایک تحریر وتعین پر آزمائش وسختی کیلئے ایک مقصد وانتہا ہے۔ اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہوسکتی۔

اور تجھے معلوم ہو کہ بلا ومصائب کی گھڑیاں عافیت اور امن سے نہیں بدل سکتیں۔ اسی طرح نرمی وسختی سے اور فقر وفاقہ تونگری ودولت مندی سے اپنے مقررہ وقت سے پہلے تبدیل نہیں ہوسکتے۔ تو ادب میں حسن اختیار کر۔ خاموشی۔ صبر۔ رضا مندی اور رب کی اطاعت کو لازم کر۔ اللہ تعالیٰ پر ناراض ہونے اور اس کے فعل پر الزام لگانے سے سچی توبہ کر۔ وہاں پر وفائے حق کا مطالبہ کرنا اور طبیعت کے مطابق بغیر گناہ کے کسی سے انتقام لینا ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ عزت وجلال والا ازل سے منفرد ہے۔ ہر چیز سے پہلے۔ اس نے تمام اشیاء کو پیدا کیا۔ اور ان اشیاء کے فوائد ونقصانات کو اسی نے پیدا کیا۔ لہٰذا وہ ہر چیز کی ابتدا وانتہا فنا ہونے اور پورا ہونے کو جانتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے افعال میں صاحب حکمت اور صنعت کاری میں مضبوط ہے۔ اس کے کاموں میں کوئی باہم تضاد نہیں اور نہ ہی اس کا کوئی کام بے فائدہ ہے۔ اس نے کسی چیز کو بیکار پیدا نہیں کیا۔ لہٰذا اس کی ذات کی طرف نہ تو کسی نقص وخامی کی نسبت درست ہے اور نہ ہی اس کے کسی فعل کی طرف انگلی اٹھائی جاسکتی ہے۔ اگر تو اس کی موافقت ورضا اور اس کے افعال میں فنا ہونے سے عاجز ہے تو کشادگی کا انتظار کر۔ یہاں تک کہ نوشتہ تقدیر پورا ہو جائے اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ حالت کسی بہتر حالت سے بدل جائے جس طرح سردی کے بعد گرمی اور رات کے بعد دن آتا ہے۔ اگر تو دن کی روشنی اور نور۔ مغرب وعشاء کے درمیان طلب کرے گا تو نہیں پائے گا۔ بلکہ رات کی تاریکی زیادہ ہوتی جائے گی۔ یہاں تک کہ رات کی تاریکی اپنی انتہا کو پہنچ جائے گی۔ فجر ہوگی دن روشن ہو جائے گا۔ اس وقت تو چاہے تو دن طلب کر اور ارادہ کرے یا خاموش رہے اور چاہے تجھے دن کا طلوع ہونا ناگوار گزرے دن بہتر طور پر ہوکر رہے گا۔ کیونکہ تیری یہ آرزو بے وقت ہے۔

چنانچہ اس آرزو سے سوائے حسرت۔ محرومی، ناخوشی ور شرمندگی کے کچھ بھی حاصل نہ ہوگا۔لہٰذا تو یہ تمام باتیں چھوڑ دے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت اس سے حسن ظن اور صبر جمیل اختیار کر۔ جو چیز تیرے مقد میں ہے وہ تجھ سے ہر گز نہیں چھینی جائے گی۔ اور جو چیز تیرے مقدر میں نہیں ہے وہ تجھے بالکل نہیں ملے گی۔ مجھے اپنی زندگی کی قسم ہے کہ جب تو عبادت وریاضت عاجزی وزاری کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ اور وسْئَلُو اللّٰہَ مِنْ فَضْلِہٖ وغیرہ آیات کے مطابق دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ مقررہ وقت پر تیرے لئے دینی ودنیاوی مصالح کو پیش نظر رکھتے ہوئے قبول فرماتا ہے۔ دعا کی قبولیت کی تاخیر پر اس کی ذات پر الزام نہ لگا۔ اور نہ ہی دعا کرنے سے اکتا۔ کیونکہ اگر ظاہراً دعا سے تجھے فائدہ حاصل نہ ہو تو نقصان بھی نہیں ہوگا۔ اگر تیری دعا دنیا میں قبول نہیں ہوئی تو آخرت میں ضرور اس کا ثواب تجھے ملے گا جیسا کہ احادیث پاک میں آیا ہے۔

فرمان نبوی:۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اِنَّ الْعَبْدَ یَرٰی فِیْ صَحَائِفِہٖ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ حَسَنَاتٍ لَا یَعْرِفُھَا فِیُقَالُ اَنَّھَا بَدَلُ سُولِکَ فِیْ الدُّنْیَا لَمْ یُقْدَرْ قَضَائُہٗ فِیْھَا اَوْکَمَا وَرَدَ

ترجمہ: بے شک بندہ قیامت کے دن اپنے نامہ اعمال سے بعض ایسی نیکیاں دیکھے گا کہ اسے علم بھی نہیں ہوگا تو اسے اس وقت کہا جائے کہ یہ نیکیاں تیری ان دعاؤں کا بدلہ ہیں جو تو دنیا میں برابر مانگتا رہا ہے مگر دنیا میں ان کی قبولیت تیرے مقدر میں نہ تھی۔

یا جیسا کہ حدیث پاک میں وارد ہوا ہے۔ پھر تیری ادنیٰ حالت یہ ہونی چاہئے۔ کہ تو ہر وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہے۔ اسے واحدہٗ لاشریک جانے تو اپنی ہر حاجت اور تمام ضرورتیں اسی کی بارگاہ میں پیش کرے اور اس کے غیر سے طلب نہ کرے تو اپنی تمام زندگی اور دن رات میں بیماری وتندرستی، سختی ونرمی، تنگی وکشادگی میں عام طور پر دو حالتوں میں سے ایک پر کاربند ہے۔

پہلی حالت:-

اگر تو دعا کرنے سے رک جائے تقدیر خداوندی پر راضی وشاکر۔ اور اللہ تعالیٰ کے افعال میں موافقت میں اس قدر بے اختیار ہوگا جیسے مردہ غسل دینے والوں کے ہاتھوں میں یا دودھ پینے والا بچہ دایہ کے گود میں یا یا سواری کی لگام سوار کے ہاتھ میں ہوتی ہے کہ جس طرف چاہے وہ پھیرے۔ اس وقت تقدیر ہی جس طرح چاہے گی تجھے پھرائے گی۔

پس اگر نعمتیں عطا ہوں تو تیرا کام حمد و ثنا اور شکر خداوندی ہو۔ اللہ عزوجل کی طرف سے عطا و بخشش کی فراوانی ہے جیسا کہ اس کا فرمان ہے۔ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ یعنی اگر تم شکر کرو گے تو ضرور اور زیادہ عطا کروں گا۔

اور اگر تنگی ہے تو بھی تجھے اسی کی فضل و کرم سے صبر اور موافقت کی ضرورت ہے ایسے وقت میں مدد ثابت قدمی۔ اور حمایت ونصرت بھی اسی وحدہ لاشریک کی عطا ہوتی ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

ان تنصرُ اللَّهَ يَنصُرْكم ويُثبّتْ اقدامَكُمْ (سورۃ محمد)

ترجمہ: اگر تم دین خدا کی مدد کرو گے اللہ تمہاری مدد کرے گا تمہارے قدم جمادے گا۔ (کنزالایمان)

اور جب تو اپنی خواہشات کی مخالفت میں اللہ تعالیٰ پر اعتراض اور افعال الٰہی میں انگلی اٹھانا چھوڑ دے گا اور نفس کے مقابلہ میں اطاعت الٰہی اختیار کرے گا۔ اور جب نفس کفر و شرک کی طرف مائل ہو تو۔ تو محض رضائے الٰہی کی خاطر خواہشات نفس کا پکا دشمن اور مخالف ہو جائے گا اور صبر۔ اطاعت الٰہی۔ اور تقدیر خداوندی پر رضا مندی واطمینان کے ساتھ نفس کو کچل دے گا۔ تو پھر اللہ تعالیٰ تیرا مددگار ہو جائے گا۔

اور اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا ہے۔

فرمان خداوندی:-

وبشر الصابرين الَّذين اذا اصابَتهُمْ مُصيبَة" قالُوْا انّا للّٰه و انّا اليه راجعُوْن

اُولٰٓـئِک علیھم صلوٰتٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ ورحْمَةٌ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُھتَدُوْن (سورۃ البقرہ)

ترجمہ: اور خوشخبری سنا ان صبر والوں کو کہ جب ان پر کوئی مصیبت پڑے تو کہیں ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اس کی طرف پھرنا ہے یہ وہ لوگ ہیں جن پر انکے رب کی درودیں ہیں اور رحمت اور یہی لوگ راہ پر ہیں۔ (کنزالایمان)

دوسری حالت:-

اور دوسری حالت یہ ہے کہ تو اپنے رب کے سامنے دعا اور عاجزی کے ساتھ اس کے احکام پر عمل کرتے ہوئے عظیم جانتے ہوئے اور اس کے فرمان ادعوا ربکم پر عمل کرتے ہوئے اس کے دررحمت پر گر جائے۔

اور یہ کوئی غیر معقول بات نہیں بلکہ اس کے حکم کی تعمیل اور بجا آوری ہے کیونکہ اس نے خود تجھے سوال کرنے اور اپنی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس نے یہ سوال تیرے لئے باعث راحت اور تیری جانب سے اپنی بارگاہ قدس کیلئے واسطہ وسیلہ اور سبب بنا دیا ہے۔

لیکن شرط یہ ہے کہ قبولیت دعا تک تو اللہ تعالیٰ پر الزام اور ناراضگی کو چھوڑ دے۔ اور دونوں حالتوں کے باہمی فرق کا اندازہ کر اور ان دونوں کی حدود سے تجاوز نہ کر کیونکہ ان دونوں حالتوں کے علاوہ کوئی تیسری حالت نہیں ہے۔ حد سے بڑھنے والے ظالموں میں ہونے سے ڈر۔ ورنہ اللہ تعالیٰ تجھے ہلاک کر کے ختم کر دے گا جس طرح اس نے اگلی امتوں کو دنیا میں سخت مصائب اور آخرت میں دردناک عذاب سے دو چار کر کے ہمیشہ ہلاک کر ڈالا ہے۔

سُبْحان اللّٰہ الْعَظِیْم یاعالِمًا بحالِیْ عَلَیْکَ اتّکالِیْ

اللہ پاک اور عظمت والا ہے۔ اے میرے حال کو جاننے والے تجھی پر میرا بھروسہ ہے۔

اَلْمَقَالَۃُ الْخَامِسَۃُ وَالثَّلٰثُوْنَ (۳۵)

پرہیز گاری

سرکار غوث پاک رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔

تو پرہیز گاری کو اختیار کر۔ ورنہ ہلاکت کا پھندہ تیرے گلے میں پڑا ہوا ہے۔ جب تک اللہ تعالیٰ کی رحمت و بخشش تجھے اپنے دامن میں ڈھانپ نہ لے ہرگز تیری نجات ممکن نہیں۔ یہ بات حدیث سے ثابت ہے یقیناً دین کی اصل پرہیزگاری ہے اور لالچ دین کو ہلاک کرتا ہے۔ اور ظاہر بات ہے جو چراگاہ کے گرد چکر لگائے وہ اس میں داخل بھی ہوگا جس طرح کھیتی کے قریب چرانے والا۔ جانور کسی بھی وقت اس کی طرف منہ بڑھا سکتا ہے اور یہ ممکن نہیں ہے کہ کھیت اس سے محفوظ رہے۔

فرمان عمر فاروق رضی اللہ عنہ:-

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ ہم نے دس حلال چیزوں میں سے نو کو صرف اس ڈر سے چھوڑ دیا کہ ہم حرام میں مبتلا نہ ہو جائیں۔

فرمان سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ:-

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں روایت ہے کہ ہم گناہ میں مبتلا ہو جانے کے خوف سے مباح کے بھی ستر دروازے تک ترک کردیتے ہیں۔ ان عظیم نفوس قدسیہ نے یہ کمال احتیاط حرام کی نزدیکی سے بچنے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر عمل کرتے ہوئے کیا۔

حدیث نبوی:-

الا انّ لکلّ ملک حمًی وانّ حِمَی اللّٰہِ محارمُہ' فمنْ حام حوْل الحمٰی یوْشک ان یقع فیہ

ترجمہ: یعنی خوب اچھی طرح جان لو۔ کہ ہر بادشاہ کی چراگاہ ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی چراگاہ اس کی حرام کردہ اشیاء ہیں۔ جو شخص چراگاہ کے اردگرد پھیرے ممکن ہے وہ اس میں داخل ہو جائے۔

مگر جو شخص شاہی قلعہ میں داخل ہوگیا۔ اور پہلے۔ دوسرے۔ تیسرے دروازے سے

گزر کرحتیٰ کہ بادشاہ کی چوکھٹ کے قریب پہنچ گیا۔ وہ اس شخص سے یقینا بہتر ہے۔ جو ابھی تک ویرانے کے قریب پہلے دروازے پر کھڑا ہے۔ کیونکہ آخری دروازہ بھی بند ہو جائے تو بھی اسے کوئی نقصان نہیں۔ کیونکہ وہ شاہی قلعہ کے دروازے عبور کر چکا ہے۔ اور یہاں اس کیساتھ شاہی خزانہ اور لشکر ہے۔ اور اس کے برعکس اگر پہلے دروازے پر ہوتا۔ اور وہ دروازہ اس پر بند ہو جاتا تو وہ بیابان میں تنہا رہ جاتا اور اسے جنگلی جانور بھیڑیے اور دشمن ہلاک کر ڈالتے۔

اسی طرح جو شخص عزیمت پر کار بند ہے۔ اگر اس سے توفیق خداوندی اور رعایت منہ موڑ لے تو وہ رخصت پر آ جائے گا اور شریعت کے دائرے سے بالکل باہر نہیں نکلے گا۔ اگر اس حالت میں اسے موت آ جائے تو وہ عبادت اوراطاعت پر ہوگی اور اس کے لئے عمل صالح کی گواہی دی جائے گی۔ مگر جو رخصت پر قائم رہا اور عزیمت کی طرف اس نے قدم نہ بڑھایا اگر اس سے توفیق اور امداد خداوندی منقطع ہو جائے تو اس پر خواہشات نفس کا غلبہ ہو جائے تو وہ حرام کا مرتکب اور شریعت کی حدود سے نکل جائے گا اور آخر کار اللہ کے دشمن گمراہ شیاطین کے گروہ میں اس کا شمار ہوگا اگر اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم اور اس کی رحمت سے اپنی پناہ لے لے تو خیر ورنہ توبہ سے پہلے موت آجائے تو اس کیلئے ہلاکت ہی ہلاکت ہے۔ لہٰذا رخصت پر قائم رہنے میں ہر طرح کا خطرہ ہی خطرہ ہے اور عزیمت پر ثابت قدم رہنے میں سلامتی ہی سلامتی ہے۔

اَلْمَقَالَةُ السَّادِسَةُ وَالثَّلٰثُوْنَ (۳۶)

دنیا اور آخرت

الشیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

تو اپنی آخرت کو اصل سرمایہ اور اپنی دنیا کو اس کا نفع بنا۔ تو سب سے پہلے اپنا وقت آخرت کے حصول میں صرف کر۔ ہاں اگر اس سے کچھ وقت بچ جائے تو اسے ذریعہ معاش کی طلب میں صرف کر۔ اور اپنی دنیا کو اصل مال اور آخرت کو اس کا نفع نہ بنا۔ پھر اگر کچھ وقت

بچ رہے تو اسے کار آخرت میں صرف کر۔ پانچ وقت کی نمازیں اور دیگر ارکان و واجبات اطمینان وتسلی کے بغیر جلدی جلدی ادا کرے یا بار اور تکلیف سمجھتے ہوئے سرے سے ادا ہی نہ کرے اور سو جائے تیری شب لہو ولعب میں اور دن خواہشات نفس کی پیروی میں گزر جائے۔ اور تو شیطان کی پیروی کرنے والا دنیا کے بدلے آخرت کو بیچنے والا۔ نفس کا غلام بے دام بن کر رہ جانے۔ حالانکہ تجھے نفس کو مغلوب کرنے۔ اسے سلامتی کے راستوں پر چلانے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور وہ سلامتی کے راستے اس کے مولا کی عبادت کی راستے ہیں۔ لیکن تو نے خواہشات نفس کا اتباع کر کے خود اس پر ظلم کیا اس کی باگ تو نے اسی کے حوالے کر دی۔ اس کی خواہشات اور لذتوں میں اس کی تو نے پیروی کی اور شیطان لعین کی موافقت کی۔

نتیجہ یہ نکلا کہ تجھ سے دنیا وآخرت کی بھلائی ضائع ہوگئی اور تو نے دونوں جہانوں میں خسارہ پایا۔ ان حالات میں روز قیامت تو بہت مفلس نادار اور دینی اعتبار سے تو سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والوں میں ہوگا۔

حالانکہ تو نفس کی اتباع کی وجہ سے دنیاوی نفع کچھ بھی میں زیادہ حاصل نہیں کر سکا۔ اگر تو نفس کو آخرت کی راہ پر چلاتا اور آخرت کو اپنا اصل مال بناتا تو دنیا وآخرت میں نفع حاصل کرتا۔ اور تجھے باعزت طور پر دنیاوی حصہ بھی مل جاتا۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے۔

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم :۔

انَ اللہ تعالیٰ یُعطی الدُّنیا علیٰ نِیَّۃِ الاٰخِرَۃِ وَ لایُعطیٰ الاٰخِرَۃ علیٰ نِیَّۃِ الدُّنیا

ترجمہ۔ بے شک اللہ تعالیٰ آخرت کی نیت سے دنیا عطا کرتا ہے اور دنیا کی نیت کرنے والے کو آخرت عطا نہیں کرتا۔

ایسا کیوں نہ ہو۔ آخرت کی نیت تو اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ نیت عبادت کی روح اور اصل ہے۔ اور جب تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت دنیا میں زاہد ہو کر دار آخرت کا طالب بن کر اس کی فرمانبرداری کرے گا تو۔ تو اہل اطاعت اور محبوبانِ خدا میں

سے ہو جائے گا۔ اور تجھے آخرت میں جنت اور قرب خداوندی نصیب ہوگا۔ اور دنیا تیری خدمت کرے گی۔ اور دنیا میں جو حصہ تیرے مقدر میں ہے اللہ تعالیٰ وہ پورے کا پورا تجھے عطا کرے گا کیونکہ یہ ساری چیزیں اپنے خالق و مالک کے تابع اور اس کے حکم کی پابند ہیں۔ اور اگر تو دنیا میں ایسا مشغول ہوگیا کہ آخرت کا تجھے خیال بھی نہ رہا تو اللہ تعالیٰ تجھ سے ناراض ہوگا۔ تیری اخروی زندگی تباہ ہو جائے گی اور دنیا تیری نافرمانی کرے گی۔ اور تیرا مقدر تجھے ملنے میں رکاوٹ کا باعث بنے گی۔ کیونکہ دنیا اللہ تعالیٰ کے حکم کی پابند اور مملوک ہے۔ تو جو شخص اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے وہ اسے ذلیل کرتی ہے۔ اور جو اس کی اتباع کرتا ہے تو دنیا اس کی عزت کرتی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان اسی صورت حال کیلئے ہے۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم :-

الدُّنیا وَالْاٰخِرَۃُ ضَرَّتَانِ اِنْ اَرْضَیْتَ اِحْدَاھُمُ عَلَیْکَ الْاٰخْریٰ

یعنی دنیا اور آخرت دو سوکنیں ہیں اگر ایک کو راضی کرے گا دوسری تجھ سے ناراض ہو جائے گی۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

مِنکُم مَن یُرِیْدُ الدُّنیا ومِنکُمْ مَنْ یُرِیْدُ الْاٰخِرَۃ (سورۃ آل عمران)

ترجمہ: تم میں کوئی دنیا چاہتا ہے اور تم میں کوئی آخرت چاہتا ہے۔

بعض لوگ دنیا کے طالب اور اس میں فنا اور بعض آخرت کے طالب۔ تو غور کر دیکھ۔ اور اپنی حالت کا جائزہ لے کہ تو کن لوگوں میں ہے۔ اور اس دنیا میں رہتے ہوئے تو کون سے گروہ میں سے ہونا پسند کرتا ہے۔ پھر تو جب آخرت کی طرف چلے گا تو تجھے دو جماعتیں نظر آئیں گی ایک اہل جنت۔ اور دوسرے اہل جہنم۔ دوسرا گروہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق پچاس ہزار سال کے برابر طویل یوم قیامت میں حساب کیلئے ٹھہرا رہے گا۔

اور اول گروہ عرش الٰہی کے سایہ میں اس دسترخوان پر ہوگا جس پر طرح طرح کے

طعام۔ میوہ جات اور برف سے زیادہ سفید شہد ہوگا وہ ان نعمتوں سے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے جیسا کہ حدیث پاک میں آیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے مقبول ومحبوب بندے عرصہ حساب و کتاب میں جنت میں اپنے ٹھکانوں کی طرف دیکھتے ہوں گے۔ تو جب مخلوق حساب وکتاب سے فارغ ہوجائے گی تو یہ لوگ جنت میں اپنے اپنے مقامات کی طرف اس طرح چلے جائیں گے جیسے دنیا میں ہر شخص اپنے گھر کی جانب بے خوف وخطر چلا جاتا ہے۔انہیں یہ مرتبہ ومقام اللہ تعالیٰ کی راہ اختیار کرنے اور طلب آخرت کے سبب عطا ہوا۔

مگر دوسرا گروہ آخرت سے بے نیاز ہو کر۔ دنیاوی زندگی میں کھو جانے۔ اور یوم قیامت اور قرآن وسنت کے مطابق آئندہ آنے والی زندگی کو بھلا دینے کے سبب مختلف قسم کی سختیوں اور ذلت میں گھرا ہوا ہوگا۔لہٰذا تو اپنے نفس پر نظر رحمت وشفقت کر اور اوپر بیان کردہ دو جماعتوں میں سے بہتر جماعت کی صحبت اختیار کر۔ اور بری صحبت انسانوں کی ہو یا جنوں کی اپنے آپ کو بچا۔ کتاب وسنت کو اپنا رہبر ورہنما بنا۔ اور ان میں غور فکر کے بعد عمل کر۔فضول یادہ گوئی اور نفسانی خواہشات کی اتباع سے پرہیز کر۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وما اٰتکُمُ الرَّسُوْلُ فخُذُوْہُ وَما نھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا عَنْہُ وَاتَّقُو اللّٰہ (الحشر)

ترجمہ: جو تمہیں رسول عطا کریں وہ لے لو اور جس سے منع کریں اس سے رک جاؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے ہیں اس کی مخالفت کرکے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کا ارتکاب نہ کرو۔ اور اپنے آپ کیلئے کوئی عمل عبادت خود بخود نہ گھڑو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بھٹکی ہوئی قوم کی خبر دی ہے۔

ارشاد خداوندی ہے۔

ورھبانیۃ ابتدعُوھا ما کتبنٰھا علیھِمْ (سورۃ الحدید)

ترجمہ: انہوں نے رہبانیت ایجاد کی ہم نے ان پر رہبانیت فرض نہ کی تھی۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر طرح کی غلطیوں اور نقصان سے طیب اور طاہر بنایا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس کے بارے میں فرمایا۔

ارشاد خداوندی:-

وَمَا ینطقُ عَنِ الْھوٰی ان ھُوَ اِلَّا وَحْی'' یُّوْحٰی (سورۃ النجم)

ترجمہ: اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ تمہارے پاس لائے ہیں وہ ان کی ذاتی خواہش سے نہیں بلکہ محض خدا کی جانب سے ہے۔ للہذا تم اس کی اتباع کرو۔

پھر فرمایا:

قُلْ انْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْن اللّٰہ فاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہ (سورۃ آل عمران)

ترجمہ: اے محبوب کہہ دو لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔

اس سے یہ بات پوری طرح ظاہر ہوگئی اللہ تعالیٰ کی محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وفعل کی اتباع کرنے میں ہے۔

فرمان نبوی ﷺ:-

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اَلاکتسابُ سُنَّتِیْ والتوَکُّلُ حَالَتِیْ

یعنی کسب وکمائی کرنا میری سنت ہے اور توکل میری حالت ہے۔

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ اور حالت کے درمیان ہے۔ اگر تیرا ایمان کمزور ہے اور وہ کسب اور سنت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تجھ پر واجب ہے۔ اگر تیرا ایمان قوی ہے تو پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت جو توکل ہے تجھ پر لازم ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْ (سورۃ المائدہ)

اور اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ کر۔

اورجگہ فرمان خداوندی ہے۔

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ (سورۃ اطلاق)

جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرے تو اللہ اس کے لئے کافی ہے۔

ایک اور مقام پر ارشاد خداوندی ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ (سورۃ آل عمران)

بے شک اللہ توکل کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔

تو اللہ تعالیٰ نے تجھے توکل کا حکم دیا ہے اور اسے اختیار کرنے پر خبردار کیا ہے۔

جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ اَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ

یعنی جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس کے متعلق ہمارا حکم نہیں ہے تو اس کا یہ عمل باطل اور مردود ہے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان رزق اور آپ کے اقوال مبارک اور افعال سب کیلئے عام ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے بغیر ہمارا کوئی دوسرا نبی نہیں جس کی ہم اتباع کریں۔ اور نہ قرآن کریم کے علاوہ ہماری کوئی کتاب ہے جس پر ہم عمل کریں۔لہٰذا قرآن وسنت کی حدود سے باہر نہ نکلو ورنہ ہلاک ہو جاؤں گے اور نفس اور شیطان تجھے ہلاک کردیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (سورۃ ص)

ترجمہ۔ اور خواہش کے پیچھے نہ جانا کہ اللہ کی راہ سے تجھے بہکا دے گی۔

پس قرآن سنت کی پیروی سلامتی کا ذریعہ اور اس سے منہ موڑنا ہلاکت کا باعث ہے۔
پس قرآن وسنت پر عمل کے ذریعے ہی بندہ ولایت۔ ابدالیت اور غوثیت کے مقام رفیع تک ترقی کرتا چلا جاتا ہے۔

اَلْمَقَالَةُ السَّابِعَةُ و الثَّلٰثُوْنَ (۳۷)

حسد کی مذمت

حضور غوث اعظم رحمتہ اللہ فرماتے ہیں۔

اے مومن کیا بات ہے میں تجھے اپنے ہمسائے کا حاسد دیکھتا ہوں۔تو اس کے کھانے پینے ۔لباس ومکان۔عورت ومال اور اس کے مولیٰ کی دی ہوئی نعمتوں اور اس کی عطا پر حسد کرتا ہے۔ تجھے معلوم نہیں حسد ایک ایسا خطرناک مرض ہے جو ایمان کو کمزور اور مولیٰ سے دور اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا باعث ہے۔کیا تو نے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث نہیں سنی کہ بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَلْحَسُوْدُ عَدَوٌّ نِعْمَتِیْ یعنی حسد کرنے والا میری نعمتوں کے دشمن ہیں۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

انَ الحسدَ لیَاکُلُ الحسنَاتِ کَمَا تَاکُلُ النَّارُ الحَطَبَ

یعنی بے شک حسد نیکوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو جاتی ہے۔

اے مسکین تو کس چیز پر اس سے حسد کرتا ہے۔ اس کے مقدر یا اپنے مقدر و قسمت پر اگر تو اس کی قسمت پر حسد کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ ہے۔

جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔

نحنُ قسمنا بَیْنَھُمْ معیْشَتَھُمْ فِی الْحَیوٰۃِ الدُّنیا (سورۃ زخرف)

ترجمہ: ہم نے ان میں انکی زیست کا سامان دنیا کی زندگی میں بانٹا (کنز الایمان)

تو وہ شخص وہی ہے جو اپنے مولیٰ کی نعمتوں میں تصرف کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اسے دی ہیں۔تو یقیناً تو نے اس پر حسد کے ذریعے ظلم کیا۔ تو خود ہی غور کر تجھ

سے زیادہ ظالم۔ بخیل، احمق اور کم عقل کون ہوسکتا ہے۔ اگر تو اپنے حصہ پر حسد کر رہا ہے تو یہ اس سے بھی زیادہ جہالت اور کم عقلی ہے۔ کیونکہ تیرا حصہ تیرے سوا کسی کو نہیں دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے پاک اور منزہ ہے۔

ارشاد خداوندی ہے

مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ (سورۃ ق)

ترجمہ: میرے ہاں بات بدلی نہیں جاتی اور میں بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہوں۔

اللہ تعالیٰ تیرا حصہ تجھ سے چھین کر کبھی دوسرے کو نہیں دیتا کیونکہ یہ ظلم ہے اور خدا تعالیٰ اس سے پاک ہے۔ تیرا اس قسم کا وہم جہالت اور حسد ہے اور اپنے بھائی پر ظلم ہے۔

اپنے بھائی پر حسد کرنے سے زمین پر حسد کرنا زیادہ مناسب ہے جس میں سونے چاندی اور جواہرات کے خزانے جیسے عاد و ثمود۔ قیصر و کسریٰ اور دیگر بادشاہوں کے دفن ہیں۔

تیری مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے ایک بادشاہ کو اس کی شان و شوکت اور غلبہ لشکر و دولت اور طرح طرح کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوتے ہوئے دیکھ کر تو نے حسد نہیں کیا۔ لیکن ایسے بیابانی جنگلی کتے پر جو بادشاہوں کے کتوں میں سے ایک کی خدمت کرتا ہے۔ اور اس کی خدمت کے بدلے میں اسے شاہی باورچی خانہ سے بچے کھچے ردی ٹکڑے کھانے کو دیئے جاتے ہیں وہ اس سے غذا پاتا ہے اس پر حسد کرنے لگا۔ اس کا دشمن بن گیا۔ اس کے مرنے کی آرزو کرتا ہے خود اس کی جگہ ہونے کی تمنا رکھتا ہے اس کم ظرفی و کمینگی کی وجہ سے ایسے کرنے لگا نہ کہ زہد۔ دین اور قناعت میں!

اب تو خود سوچ لے کہ دنیا میں اس سے بڑھ کر احمق اور جاہل کون ہوسکتا ہے۔ اے مسکین تجھے معلوم ہے جس پر تو حسد کر رہا ہے تیرے اس پڑوسی نے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں پر شکر نہیں کیا اور ان انعامات سے اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا نہیں کیے اس کے احکام کی پابندی نہیں کی۔ اور اس کی منع کردہ باتوں سے باز نہ آیا۔ اور ان نعمتوں کو عبادت اور فرمانبرداری کو واسطہ نہ بنایا۔ تو عنقریب اسے قیامت کے دن کس قدر طویل حساب و عذاب

سے دوچار ہونا پڑے گا۔

اس وقت اس کی یہ آرزو ہوگی کاش کہ دنیا میں اسے کوئی ذرہ بھر بھی نعمت نہ ملتی بلکہ وہ کوئی نعمت دیکھتا بھی نا تاکہ اس طویل حساب سے بچ جاتا۔

حدیث :-

جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

انہ' لیتمنین اقوام' یوم القیامۃ ان تقرض لحومھم بالمقاریض مما یرون لاصحاب البلایا من الثواب

یعنی قیامت کے دن کئی لوگ خواہش کریں گے کہ کاش دنیا میں ان کے جسم کا گوشت چھریوں سے کاٹا جاتا یعنی مصائب اور آمائش میں پڑنے کی وجہ سے آج وہ ثواب کے مستحق ہوتے۔

تو اسی طرح تیراپڑوسی قیامت کے دن تیری حالت کی آرزو کرے گا تاکہ اس حالت میں ہونے سے وہ پچاس ہزار برس سورج کی تپش (گرمی) میں کھڑا رہنے سے بچ جاتا۔

تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ یہ ساری سختی دنیاوی نعمتوں سے متمتع ہونے اور ان کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کی وجہ سے نازل ہوگی۔ مگر تو ان بکھیروں سے آزاد۔ دنیا کی سختیوں۔ تنگیوں۔ آفتوں۔ محتاجی و مسکینی۔ اپنی قسمت پر رضامند۔ تقدیر الٰہی اور امر الٰہی کے سامنے سرتسلیم خم۔ اپنے فقر و فاقہ اور دوسروں کی عزت پر صبر و شکر کی وجہ سے تو الگ عرش الٰہی کے سایہ میں ہوگا اور مختلف قسم کی اللہ کی نعمتوں اور طعاموں سے خوش اور مسرور ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں ان لوگوں میں سے بنائے جو مصائب اور آزمائش پر صبر اور نعمتوں پر شکر کرتے ہیں اور اپنے تمام امور زمین و آسمان کے خالق و مالک کے سپرد کرتے ہیں۔

اَلْمَقَالَۃُ الثَّامِنَۃُ وَالثَّلٰثُوْنَ (۳۸)

صدق واخلاص

آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

جو شخص اپنے مولیٰ کے ساتھ خلوص اور سچائی کا کام کرتا ہے۔ اور دن رات وحشت محسوس کرتا ہے۔ اے گروہ طالبان حق جو چیز تمہیں میسر نہیں اس کا دعویٰ نہ کرو۔

اللہ تعالیٰ کو ایک جانو۔ اس کے ساتھ شرک نہ کرو۔ قضا وقدر کے تیروں کا نشانہ بن جاؤ جو تمہیں ہلاک کرنے کیلئے نہیں زخمی کرنے کیلئے آتے ہیں۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان قربان کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ذمہ اس کا اجر ہے۔

اَلْمَقَالَۃُ التَّاسِعُ وَالثَّلٰثُوْنَ (۳۹)

اتباع خواہش ونفاق

سید غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کسی چیز کو اپنی خواہش سے لینا گمراہی اور حق کی مخالفت ہے۔ اور خواہش کے بغیر اس کا حصول اتباع اور موافقت حق ہے۔ اور اسے چھوڑ دینا ریا اور نفاق ہے۔

اَلْمَقَالَۃُ الْاَرْبَعُوْنَ (۴۰)

گروہ صالحین میں شمولیت کے آداب

غوث الوریٰ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

جب تک تو اپنے پورے وجود کا دشمن نہیں بن جاتا۔ اور اپنے تمام اعضاء سے الگ۔ تو اپنے وجود کی حرکات' سکنات' سماعت' بصارت' بولنے' پکڑنے' کوشش اور عمل وعقل سے بیگانہ۔ یہاں تک کہ جو کچھ روح سے پہلے تھا اور جو کچھ روح پھونکنے کے بعد حاصل ہو سب کچھ

ترک کر دے۔ کیونکہ یہ سب کچھ تیرے لئے رب تعالیٰ کے قرب سے حجاب بنی ہوئی ہیں۔

جب تو ان عوارضات سے آزاد ہو کر خالص بن جائے گا اس وقت تو خود راز کا راز اور غیب الغیب ہو جائے گا۔ ان تمام اشیاء سے الگ ہو کر سب کو دشمن۔ حجاب اور تاریکی سمجھنے لگے گا۔ جیسا کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے بتوں کے بارے میں فرمایا تھا۔

فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّیْ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ (سورۃ اشعراء)

ترجمہ: بے شک وہ سب میرے دشمن ہیں مگر سارے جہانوں کا پروردگار۔

تو اپنے جسم کے ہر اعضاء کو بت سمجھ ان میں سے کسی کی بات نہ مان اور پیروی نہ کر۔ اس کے بدلے میں تجھے علم لدنی اور اسرار کا امین بنایا جائے گا۔ اور تجھے ایجاد و کرامات کی قوتوں پر قدرت عطا کی جائے گی۔ اور یہ وہ نعمت ہے جو جنت میں مومنوں کو عطا ہوں گی۔ پس تم اس حالت میں ایسے ہو جاؤ گے گویا مرنے کے بعد آخرت میں زندہ کئے گئے ہو۔ اور تیرا وجود قدرت خداوندی کا مظہر ہو جائے۔ تو تیرا سننا اللہ کے ساتھ۔ تیرا دیکھنا اللہ کے ساتھ۔ تیرا بولنا اللہ کے ساتھ۔ تیرا پکڑنا اللہ کے ساتھ۔ سمجھنا اللہ کے ساتھ۔ الغرض ذات الٰہی کے ساتھ تو سکون و قرار پائے گا۔ اور غیر اللہ سے بالکل غافل ہو کر رہ جائے گا۔

شریعت کی پابندی اور اس کے احکام پر عمل کرنا اور ممنوعات کے ترک کے ذریعے تو غیر اللہ کو موجود بھی نہیں دیکھے گا۔ اگر حدود شریعت میں سے کوئی کوتاہی ہو جائے تو جان لے کہ شیطان تجھے گمراہ کر رہا ہے اور تو آزمائش میں ڈال دیا گیا ہے۔ لہٰذا تو فوراً شریعت کی طرف رجوع کر اور واپس آ جا۔ اس کو مضبوطی سے تھام لے اور اپنے آپ کو نفسانی خواہشات سے بچا۔ اس لئے ہر وہ عمل جس کی تصدیق شریعت نہ کرے وہ بے دینی اور کفر ہے۔

اَلْمَقَالَةُ الْحَادِیَةُ وَالْاَرْبَعُوْنَ (۴۱)

فنا اور بقا

حضرت قطب ربانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ہم تیرے لئے فنا کے متعلق ایک مثال بیان کرتے ہیں۔ مثلاً ایک بادشاہ عوام الناس

میں سے کسی کو چن کر شہر کا حاکم مقرر کر دیتا ہے تو اسکی خلعت پوشی کرتا ہے اس کیلئے جھنڈے تیار کر کے نقارہ۔ طبل اور لشکر عطا کرتا ہے۔ چنانچہ عرصہ دراز تک یہ شخص حکومت کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ یہ اپنے لئے منصب۔ (حکومتی عہدہ) کی مستقل پائیداری اور ہمیشگی کا یقین کر لیتا ہے اور وہ اس پر فخر کرنے لگتا ہے۔ اپنی بے خودی۔ ذلت۔ محتاجی اور گمنامی کی پہلی حالت کو بھول جاتا ہے غرور وتکبر اس کی طبیعت میں داخل ہو جاتا ہے۔

تو بادشاہ کی طرف سے اس خوشی کی حالت میں اچانک اس کے پاس معذولی کا حکم آ جاتا ہے اور اس سے شاہی احکام کی خلاف ورزی اور دیگر جرائم پر جواب طلبی کی جاتی ہے۔ بالآخر جرائم ثابت ہونے پر اسے لمبے عرصے کیلئے تنگ وسخت ترین قید خانہ میں بند کر دیا جاتا ہے۔ جہاں وہ انتہائی ذلت وخواری اور بے بسی کے دن گزارتا ہے چنانچہ اس کا غرور وتکبر اور خود پسندی ختم ہو جاتی ہے۔ نفسانیت ٹوٹ جاتی ہے اور خواہشات کی آگ بجھ جاتی ہے اس کی ساری کیفیت کا بادشاہ کو علم ہوتا ہے چنانچہ بادشاہ کو اس پر رحم آتا ہے اور قید خانہ سے نکال کر دوبارہ خلعت عطا کرتا ہے اور حسب سابق اسے پھر ایک شہر کا حاکم بنا دیتا ہے۔ اس وقت یہ حکومت اس کیلئے عظیم عنایت اور دائمی بابرکت ثابت ہوتی ہے۔

بعینہ یہی حال مومن کا ہے جب اللہ تعالیٰ اسے اپنا مقرب اور برگزیدہ بنا کر اس کے دل کی آنکھ کے سامنے اپنی رحمت اور انعام واحسان کے دروازے کھول دیتا ہے تو مومن اپنے دل سے وہ چیزیں دیکھتا ہے جو کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کان نے سنا ہے۔ اور نہ ہی کسی کے دل پر اس کا وہم وگمان گزرا ہے۔ یعنی وہ آسمان وزمین کے خزانوں اور اسرار پر مطلع ہو جاتا ہے۔ قرب الٰہی میں لطیف ولذیذ کلام کی شرینی سے لطف اندوز ہوتا ہے۔ اور محبوبیت وقبولیت دعا ایفائے وعدہ سے نوازتا ہے۔ اور عالم قدس سے اس کے دل میں القا ہونے والے وہ کلمات حکمت جو اس کی زبان سے ظاہر ہوتے ہیں کی بدولت مقرب ہوتا ہے۔ اور اس کیساتھ خورد ونوش۔ لباس ونکاح حلال اور مباح اشیاء حدود شرعی عبادت ظاہرہ کی پابندی اور حفاظت ایسی ظاہری نعمتیں بھی اسے کلی طور عطا کی جاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے کو ایک لمبی مدت تک اس حالت پر قائم رکھتا ہے۔ یہاں تک کہ بندہ مطمئن ہو جاتا ہے اور دھوکہ کھا کر اس حالت پر ہمیشگی کا خیال کر بیٹھا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فوراً اسے اہل وعیال اور مال ومتاع سمیت طرح طرح کے مصائب اور آزمائش میں ڈال دیتا ہے اور اس سے تمام انعامات اٹھا لئے جاتے ہیں اور وہ حیران۔ عاجز۔ شکستہ دل اور احباب سے کٹ کر رہ جاتا ہے اس وقت اس کی یہ حالت ہوتی ہے اگر اپنے ظاہر پر نظر کرتا ہے تو پریشان ہوتا ہے۔ اور اگر باطن کی طرف نظر کرتا ہے تو اس سے بھی زیادہ غمگین ہوتا ہے۔

اگر بندہ اللہ تعالیٰ سے ان مصائب وتکالیف کے دور ہونے کی دعا کرتا ہے تو اسے شرف قبولیت نہیں ملتا۔

اگر اللہ تعالیٰ سے حسن سلوک جس کا وہ امیدوار ہوتا ہے کی التجا کرتا ہے تو وہ بھی بے اثر ہوتی ہے۔ اگر اس کے ساتھ پہلے سے کوئی وعدہ کیا گیا ہوتا ہے تو اس کے پورا ہونے کے بھی کوئی آثار نظر نہیں آتے اگر کوئی خواب دیکھتا ہے تو اس کی تعبیر اور سچائی ظہور میں نہیں آتی۔ اگر مخلوق کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو کوئی راستہ نہیں پاتا۔ اگر اس حالت میں کوئی رخصت ظاہر ہوتی تو اس پر عمل کرتا ہے تو عذاب نازل ہو جاتا ہے۔ لوگوں کے ہاتھ اس کے جسم پر زبان اس کی ذات عزت پر کھلتی ہے۔ اگر وہ اس حالت سے جس میں داخل کیا گیا ہے پہلے کی حالت میں واپسی کی التجا کرتا ہے تو قبول نہیں ہوتی۔ پھر اگر ان مصائب اور اس حالت آزمائش میں رضامندی ثابت قدمی اور خوش رہنے کی درخواست کرتا ہے تو اس کا بھی کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔ تو آخرکار نفس پگھلنے لگتا ہے خواہش زائل اور ارادہ وآرزو مٹنے لگتے ہیں۔ ہر چیز کی ہستی نابود ہونے لگتی ہے۔ بندہ ہمیشہ اسی حالت میں رہتا ہے بلکہ سختی اور مصائب و آلام میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ بندہ خصائل انسانی اور صفات بشری سے بلند ہو کر روح خالص رہ جاتا ہے۔ اس وقت اسے اپنے باطن سے یہ آواز آتی ہے۔

اُرْکُض بِرِجْلِکَ ھٰذَا مُغْتَسَلٌ ''بَارِدٌ'' وَشَرَابٌ (سورۃ ص)

ترجمہ: اور ہم نے فرمایا زمین پر پاؤں مار یہ ہے ٹھنڈا چشمہ نہانے والا اور پینے کو (کنزالایمان)

جیسا کہ سیدنا ایوب علیہ السلام سے کہا گیا۔

پھر اللہ تعالیٰ اس کے دل پر اپنی رحمت' شفقت' لطف و احسان کی بارش برساتا ہے۔ اور اسے اپنی راحت۔ خوشبوئے معرفت اور باریک ترین علوم کے ساتھ زندہ کرتا ہے۔ اس کیلئے اپنی نعمت اور ناز و محبت کے دروازے کھول دیتا ہے۔ لوگوں کی بخشش وعطا اور خدمت کے ہاتھوں کو اس کی طرف پھیر دیتا ہے۔ مخلوق کی زبانوں کو اس کی تعریف و توصیف اور ان کے قدموں کو اس کے پاس آنے پر مامور کر دیتا ہے۔ لوگوں کی گردنیں اسکے سامنے جھکا دیتا ہے۔ بادشاہوں اور ارباب دولت کو اس کیلئے مسخر کر دیتا ہے۔ تو اسے اپنی ظاہری اور باطنی تمام نعمتوں سے نوازتا ہے۔ ظاہری پرورش مخلوق کے ذریعے پوری کراتا ہے۔ اور باطنی تربیت اپنے لطف و کرم سے خود فرماتا ہے۔ پھر زندگی بھر اسے اسی حالت پر باقی رکھتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ اسے ایسے مقام پر فائز کرتا ہے۔ جسے کسی کی آنکھ نے نہ دیکھا نہ کان نے سنا اور نہ کسی بشر کے دل پر اس کا وہم و گمان گزرا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

ارشاد خداوندی ہے۔

فلاتعلمُ نفسٌ مَّا اُخفِیَ لَھُم مِنْ قُرَّۃِ اَعْیُنٍ جَزَآءً بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (السجدہ)

ترجمہ: تو کسی جی کو معلوم نہیں جو آنکھ کی ٹھنڈک ان کیلئے چھپا رکھی ہے صلہ ان کے کاموں کا۔ (کنزالایمان)

اَلْمَقَالَۃُ الثَّانِیَۃُ وَالْاَرْبَعُوْنَ (۴۲)

عافیت اور آزمائش

سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

نفس کی دو حالتیں ہیں۔ حالت عافیت اور دوسری حالت آزمائش جب نفس حالات آزمائش میں مبتلا ہوتا ہے تو گھبراہٹ۔ شکایت وشکوہ' غصہ' اعتراض۔ اور اللہ تعالیٰ پر تہمت

لگانا شروع کر دیتا ہے۔ نہ وہ صبر اختیار کرتا ہے اور نہ تقدیر الٰہی پر رضا مندی وموافقت۔ بلکہ بے ادبی اور شرک وکفر میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

اور جب نفس عافیت کی حالت میں ہوتا ہے تو لالچ اور نافرمانی اور خواہشات اور لذات کی پیروی کرنا اس کا کام ہوتا۔ جب ایک خواہش پالیتا ہے تو دوسری کا طالب ہوتا ہے۔ اور اپنے پاس موجودہ نعمت کو حقیر سمجھتا ہے۔ اور اسے اس میں عیب ونقصان نظر آتے ہیں۔ اور وہ اس سے اعلیٰ و بہتر نعمت کی آرزو کرتا ہے جو سرے سے اس کا مقدر ہی نہیں ہوتی۔ اس طرح وہ اپنے حصہ سے بھی منہ پھیر لیتا ہے۔ پھر نفس انسان کو لمبی مصیبت میں ڈال دیتا ہے۔ اپنے پاس موجودہ چیز اور اپنی قسمت پر راضی نہیں ہوتا۔ اور سختیوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اور دنیا وآخرت میں طویل مشقت اور مصائب میں گھر جاتا ہے جیسا کہ کہا گیا ہے کہ جو چیز قسمت میں نہ ہو اس کا طلب کرنا سخت ترین عذاب ہے۔

جب نفس کسی بلا میں مبتلا ہو جاتا ہے تو اس سے چھٹکارا لینے کے سوا کوئی تمنا نہیں ہوتی۔ اس وقت وہ ہر نعمت۔ لذت اور خواہش کو بھول جاتا ہے۔ اور ان میں سے کسی چیز کو طلب نہیں کرتا۔ تو جب اسے اس مصیبت سے امن وسکون مل جاتا ہے تو نفس پھر سرکشی۔ لالچ اور نافرمانی اور اپنے رب کی فرمانبرداری سے منہ پھیرنے لگ جاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں انتہائی حد تک مشغول ہو جاتا ہے اور اپنی سابقہ مصیبت۔ سختی اور آزمائش کو بالکل بھول جاتا ہے۔ چنانچہ نفس کو ان گناہوں کی سزا دینے اور آئندہ اسے ان سے باز رکھنے کیلئے گذشتہ مصائب سے زیادہ سخت آزمائش میں ڈالا جاتا ہے۔ کیونکہ عافیت ونعمت سے نفس کی اصلاح نہیں ہو سکی۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ نفس کی اصلاح سختی وآزمائش میں ہے۔ اگر عافیت کی حالت میں نفس عبادت وشکر اختیار کرتا اور اپنی قسمت پر صبر کرتا تو یقیناً دنیا وآخرت میں اس کیلئے بہتر ہوتا۔ اور نعمت وعافیت رضائے الٰہی۔ بہتر زندگی اور توفیق وعنات ربانی میں فراوانی حاصل کرتا۔ پس مخلوق میں سے جو شخص دنیا وآخرت کی سلامتی چاہے اس کیلئے صبر اختیار کرنا۔ قسمت پر راضی رہنا۔ مخلوق سے الگ ہو کر اپنی ضروریات کو اللہ تعالیٰ کے سپرد

کر دینا۔ اسی کی اطاعت اختیار کرنا۔ اس کی طرف سے رحمت کی امید رکھنا۔ اور مخلوق سے بالکل الگ ہو کر خالق و مالک کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تمام مخلوق سے بہتر ہے۔ اکثر اسکی عطا سے محرومی بھی عطا ہے۔ اس کی سزا نعمت ہے۔ اس کی آزمائش علاج ہے۔ وعدہ اس کا نقد اور ادھار اس کا حال ہے۔ اس کا کہنا اس کا کرنا ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اذا اراد شیٔاً ان یَقُوْل لہ' کُنْ فَیَکُوْن (سورۃ یٰسین)

یعنی جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرے تو اس کو کہتا ہے ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے تمام کام نیک حکمت اور مصلحت والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حکمت و مصلحت کے علوم اپنے بندوں سے چھپا رکھے ہیں اور ان علوم میں وہ منفرد ہے۔ پس رضا تسلیم۔ امر و نہی کی ادائیگی کرتے ہوئے عبادت میں مشغول رہنا۔ تقدیر کے سامنے گردن کو جھکا دینا امور قدرت میں دخیل نہ ہونا۔ ایسا کیوں ہوا۔ کیسے ہوا۔ کب ہوا۔ ایسے اعتراضات سے خاموش رہنا اپنے تمام حرکات وسکنات میں افعال الٰہی میں چون و چراں اور اس پر اعتراض وتہمت سے خاموشی اختیار کرنا بندے کیلئے مناسب اور بہتر ہے۔ ان تمام مذکورہ باتوں کی سند حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ حدیث ہے جسے حضرت عطا نے ان سے روایت کیا ہے۔

حدیث:۔

کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا اے غلام۔

احفظ اللہ یحفظک اللّٰہُ احفظِ اللّٰہُ تجدہُ امامک

ترجمہ: حقوق الٰہی کی حفاظت کر۔ اللہ تیری حفاظت کرے گا۔

تو اللہ پر اپنی نگاہ رکھ۔ اسے اپنے سامنے پائے گا۔ جب تو سوال کرے تو اللہ سے سوال کر۔ مدد مانگے تو اللہ سے مدد مانگ۔ جو کچھ ہونے والا ہے۔ اس کو قلم لکھ کر خشک ہو گیا

ہے اگر تمام مخلوق جمع ہو کر کوشش کرے جو چیز اللہ نے تیرے مقدر میں نہیں رکھی تو وہ ہرگز نہیں دے سکتے۔ اگر تمام مخلوق جمع ہو کر تجھے نقصان پہنچانے کی کوشش کریں مگر اللہ تعالیٰ نے تیرے مقدر میں نقصان نہیں لکھا تو تیرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکیں گے۔

پھر تو اگر ایمان کی سچائی کے ساتھ نیک عمل کرنے کی طاقت رکھتا ہے تو کر۔ اگر عمل کی طاقت نہیں رکھتا اور عمل نہیں کر سکتا تو پھر جس چیز کو تو برا سمجھتا ہے اس پر صبر کر اسی میں تیرے لئے بہتری ہے۔ اچھی طرح جان لے صبر کا پھل بہت میٹھا ہوتا ہے۔ اور تنگی کے بعد آسانی ہے۔

ہر مومن مسلمان کیلئے ضروری ہے اس حدیث مبارکہ کو اپنے دل کا آئینہ بنائے اور اپنے ظاہر و باطن کا لباس بنائے۔ اور اسے یاد رکھے۔ تمام حرکات وسکنات میں اس پر عمل کرتا رہے۔ تاکہ دنیا و آخرت میں سلامتی نصیب ہو۔ اور دونوں جہانوں میں رحمت الٰہی سے عزت پائے۔

اَلْمَقَالَۃُ الثَّالِثَۃُ وَالْاَرْبَعُوْنَ (۴۳)

مخلوق سے سوال کی ممانعت

سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔

جو شخص لوگوں سے سوال کرتا ہے نہ تو اسے معرفت نصیب ہوتی ہے اور نہ ہی وہ ایمان و یقین کے کسی بلند مقام پر فائز ہوتا ہے۔ اس کا ایمان اس کی معرفت اور اس کا یقین کمزور ہے اور صبر کم ہے۔ کم صبری کی وجہ سے سوال کرتا ہے۔

سوال سے وہی شخص بچتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے علم و معرفت کو زیادہ جانتا ہے۔ جس کا ایمان و یقین قوی ہے۔

اور جس کی معرفت میں ہر لحہ ہر آن اضافہ ہو رہا ہے چنانچہ اس نور معرفت کی وجہ سے مخلوق سے سوال کرتے ہوئے اپنے رب سے شرم و حیا کرتا ہے۔

اَلْمَقَالَۃُ الرَّابِعَۃُ وَالْاَرْبَعُوْنَ (۴۴)

عارفین کی بعض دعاؤں کا قبول نہ ہونا

سرکار غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

عارف کی ہر دعا جو وہ اللہ تعالیٰ سے کرتا ہے قبول نہیں کرتا۔ اور نہ اسی طرح اس کا ہر وعدہ پورا کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس پر امید کا غلبہ ہو جائے گا۔ جو اسے ہلاک کر دے گا۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر حال و مقام میں خوف اور امید قائم ہیں۔ خوف اور امید کی مثال پرندے کے پروں کی طرح کہ جن کے بغیر وہ کامل طور پر اڑ نہیں سکتا۔

اسی طرح کوئی بھی حال و مقام اپنے مناسب خوف و امید سے خالی نہیں۔ پس عارف مقرب بارگاہ ہے۔ اس کا مقام اور حال یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی چیز کا ارادہ اور خواہش کرے اور نہ اس کی طرف مائل ہو۔ اور نہ ہی غیر اللہ سے اطمینان وسکون کا طلب گار ہو۔ لہٰذا عارف اپنے سوال و دعا کی مقبولیت کی تمنا اور حق تعالیٰ سے ایفائے عہد کی خواہش بذات خود راہ طریق کے خلاف ہے۔ حاصل کلام یہ کہ عارف کی دعا کا بعض دفعہ قبول نہ ہونا دو وجوہ کی بنا پر ہے۔

(1) پہلی وجہ یہ کہ اس پر امید اور سنت الٰہی کو وقتی طور پر سامنے نہ رکھنے کی وجہ سے خود بینی کا غلبہ نہ ہو جائے اور اس طرح کہیں اس کے ہاتھ سے ادب کا دامن نہ چھوٹ جائے۔

(2) دوسری وجہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک ہے۔ کیونکہ انبیاء کرام کے سوا دنیا میں ظاہری طور پر کوئی معصوم نہیں۔

چنانچہ عارف کی ہر دعا اس لئے قبول نہیں ہوتی کہ وہ اس سے بڑھ کر بطریق عادت وطبیعت دعا نہ کرنے لگے۔ کیونکہ یہ دعا حکم الٰہی پر عمل کے طور پر نہیں کیونکہ اس میں شرک ہے۔ اور خیال رہے کہ ہر حالت اور ہر مقام بلکہ قدم قدم پر شرک کا ارتکاب ہوسکتا ہے۔ جب سوال حکم الٰہی کے موافق ہو تو قرب و نزدیکی میں زیادتی کا سبب ہوتا ہے۔ جیسے نماز، روزہ اور اس کے علاوہ فرائض و نوافل کیونکہ بجا آوری متابعت حکم میں ہے۔

اَلْمَقَالَةُ الْخَامِسَةُ وَالْاَرْبَعُوْنَ (۴۵)

نعمت اور آزمائش

سیدنا غوث جیلانی رحمتہ اللہ فرماتے ہیں۔

تجھے معلوم ہو کہ دنیا میں لوگ دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جنہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نعمت عطا ہوئی۔ دوسرے وہ جو آزمائش وامتحان میں مبتلا ہیں۔ نعمت خداوندی جن کو حاصل ہوتی ہے وہ بھی گناہ وکدورت سے بچ نہیں پاتے۔ اور وہ رحمت وانعام خداوندی کی وجہ سے آسائش میں پڑ جاتے ہیں۔ اچانک تقدیر الٰہی سے ان پر کئی طرح کی بلائیں۔ بیماریاں اور اپنے علاوہ اہل وعیال پر ایسی مصیبتیں نازل ہوتی ہیں کہ ان کی وہ تمام نعمتیں زحمت بن کر رہ جاتی ہیں اور انہیں ایسا محسوس ہوتا ہے۔ جیسے یہ نعمتیں ان کو کبھی عطا بھی نہ ہوئی تھیں اس وقت وہ تمام نعمتوں کو بھول جاتے ہیں۔

اور اگر وہ جاہ و مال، غلام باندیوں اور دشمنوں سے امن و بے خوفی کی حالت میں ہوں تو انہیں آزمائش اور امتحان کا احساس تک نہیں رہتا۔ جس طرح آزمائش کے وقت انہیں انعامات ربانی کا خیال نہ تھا۔ درحقیقت یہ تمام باتیں اپنے مالک ومولیٰ سے بے علمی اور جہالت کی وجہ سے ہے۔ اگر بندہ اس حقیقت کو جان لیتا کہ کائنات کی ہر چیز مشیت خداوندی کے ماتحت اور ہر تغیر وتبدل تلخی وشیرینی اس کی طرف سے ہوتی ہے۔ اسی طرح تونگری ومفلسی۔ غربت وذلت بلندی وپستی۔ موت وحیات تقدیم وتاخیر اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں تو وہ یقیناً ان ظاہری نعمتوں پر مطمئن ہو کر نہ رہ جاتا اور نہ ہی ان کے ذریعے اس کے دل میں کسی قسم کا غرور وتکبر پیدا ہوتا۔ اور اس حقیقت کو جان لینے کے بعد مصائب وآلام میں تبدیلی سے بھی وہ مایوس نہ ہوتا۔ جس طرح یہ صورت حال عرفان الٰہی میں نقص کے سبب پیدا ہوئی اسی طرح اس کا دوسرا سبب خود حقیقت دنیا سے عدم واقفیت بھی ہے۔

اسلئے دنیا مصائب کا گھر۔ زندگی کو تاریک کرنے والی جہالت اور تکالیف وکدورتوں کا ظلمت کدہ ہے۔ دنیا میں اصل مصائب وآلام ہیں۔ اس میں نعمتوں کا نزول۔ اس کی

حقیقت اور اصلیت کے خلاف ہے۔ پس یہ دنیا اس کڑوے درخت کی طرح ہے کہ پہلے اس کے پھل کا ذائقہ کڑوا ہوتا ہے آخر کار وہ میٹھا ہو جاتا ہے۔کوئی بھی شخص اس کی تلخی پیئے بغیر اس کی مٹھاس حاصل نہیں کر سکتا۔ یعنی اس کی کڑواہٹ پر صبر کے بغیر حلاوت کا حصول ناممکن ہے۔

لہٰذا جو بھی شخص مصائب دنیا پر صبر کرتا ہے اس پر دنیا کی نعمتیں زیادہ ہوتی ہیں۔ بے شک مزدور کو اس کی اجرت اس کی پیشانی پر پسینہ آنے جسم تھکنے۔ دل کا تنگ ہونے قوت کے بعد کمزوری ہونے نفس کو ذلیل کرنے اور اپنی مثل مخلوق کی خدمت کر کے اپنی خواہش کو ختم کر دینے کے بعد دی جاتی ہے جب وہ یہ ساری تلخیاں برداشت کر لیتا ہے تو اس کے نتیجے میں اسے عمدہ کھانے۔ میوہ جات۔ لباس۔ راحت و آرام۔اگر چہ یہ ساری چیزیں تھوڑی سی مقدار میں کیوں نہ ہوں نصیب ہوتی ہیں۔

دنیا کی ابتداء شہد سے بھرے ہوئے برتن کے بالائی حصہ کی سی ہے جو تلخی سے ملا ہوا ہے اسے استعمال کرنے والے کیلئے یہ ممکن نہیں کہ وہ تلخی کو استعمال کئے بغیر شہد تک پہنچ جائے تو جب بندہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی پیروی اور منع کردہ امور کو ترک کر دیتا ہے اور تقدیر الٰہی کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتا ہے ان کی تلخیوں پر صبر کرتا ہے ان کا بوجھ برداشت کرتا ہے۔ خواہشات نفسانی کی مخالفت کرتا ہے اپنی مراد و مقصد کو چھوڑ دیتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں آخر عمر تک اسے بہتر زندگی عطا کرتا ہے۔ اسے عیش و آرام اور عزت عطا کرتا ہے۔ خود اس کی نگہبانی کرتا ہے اور دنیا و آخرت میں بغیر محنت و مشقت کے دودھ پیتے بچے کی طرح غذا اسے دیتا ہے۔ اور اس کی پرورش کرتا ہے۔

اسے یہ انعامات اس طرح ملتے ہیں جیسے شہد حاصل کرنے والا پہلے بالائی کڑواہٹ کے بعد شہد سے لذت پاتا ہے۔ نعمتیں حاصل کرنے والے بندے کیلئے لازم ہے کہ وہ تقدیر الٰہی کی خفیہ تدبیر سے بے خوف نہ ہو کہ ان نعمتوں پر فریفتہ ہو کر رہ جائے اور ان کی ہمیشگی کا خیال کرلے اور نعمتوں کے شکر سے غافل رہے اور شکر سے غفلت کی بنا کر نعمت کی قید کو نرم

کر دے۔

فرمانِ نبوی ﷺ:۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

اَلنِعْمَۃُ وَحْشِیَۃ'' فَقَیِّدُوْھَا بِا شُکْرِ

یعنی نعمت وحشی جانور کی طرح ہے اسے شکر کی زنجیر سے قید کر۔

مال کی نعمت کا شکر:۔

مال کی نعمت کا شکر یہ ہے منعم حقیقی (یعنی عطا کرنے والا) کی نعمتوں کا اعتراف و اقرار کرے اور ہر حال میں نعمت خداوندی کو یاد رکھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان پر نگاہ رکھے اس پر اپنا حق نہ سمجھے اپنی حد سے آگے نہ بڑھے۔ مال ونعمت کے بارے میں اس کے احکام کی پابندی کرے پھر اس کے حقوق مثلاً زکوٰۃ۔ کفارہ۔ ہدیہ۔ صدقہ۔ اور مظلوم کی مدد کرنا اور حالات کے پھرنے اور نیکیوں کے گناہوں سے بدلنے کے وقت ضرورت مندوں کی مدد کرنے۔ نیکیوں کے گناہوں سے بدلنے سے ہماری مراد نعمت وامید کا سختی و مصیبت کے ساتھ تبدیل ہونا ہے۔

نعمت عافیت کا شکر:۔

نعمت عافیت اور اعضاء کی سلامتی۔ ایسی عظیم نعمت کا شکریہ ہے ان سے اللہ تعالیٰ کی اتباع میں مدد حاصل کرے ان کو حرام اشیاء۔ برائیوں اور دیگر خرابیوں سے بچائے نعمتوں کے چلے جانے یا زائل ہو جانے سے قید کرنا ہے اور نعمتوں کے درخت کو سیراب کرنا ہے۔ اس کی ڈالیوں اور پتوں کی پرورش کرنا ہے اس کے پھل اور ذائقے کو شیریں اور بہتر بنانا ہے۔ اور آخر تک درخت کا سلامت رکھنا اس کے چبانے میں لذت اور کھانے میں مزیدار بنانا پھر اس میں سلامتی کا ظہور اور جسم میں نشوونما کی زیادتی اعضاء میں اس کی برکت اور طرح طرح کی عبادات اور ایسے امور کا صدور جو اللہ تعالیٰ کے قرب اور ذکر الٰہی کا سبب ہوں پھر اس کے بعد

یوم آخرت میں بندے کا رحمت الٰہی کے سایہ میں آنا اور جنت میں انبیا کرام۔ صدیقین۔ شہداء۔ اور صالحین کی جنت میں دائمی رفاقت ہے اور یہ بہترین رفیق ہیں۔

مصائب وآلام کی حقیقت:۔

پھر اگر بندے نے اس کا شکر ادا نہ کیا اور دنیا کی ظاہری زیب وزینت سے دھوکہ کھا گیا۔ اس کی لذتوں میں کھو گیا۔ اس کے سراب کی تازگی اور بجلی کی طرح چمکنے والی چیزوں کی خوبصورتی پر مطمئن ہو گیا تو اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو موسم گرما میں صبح کی ٹھنڈی ہوا یا سانپ اور بچھوں کے منہ میں موجود زہر کا خیال کئے بغیر محض ظاہری خوبصورت چمڑے اور نقش ونگار کو ہی حقیقت سمجھ بیٹھا ہو۔ اپنے گرفتار ہونے کے تمام منصوبوں اور چالوں سے بے خبر ہی رہا۔ مناسب ہے کہ اسے بلندی سے پستی دنیا میں ذلت وخواری کے ساتھ آنے والی ہلاکت اور محتاجی اور آخرت میں دوزخ کی آگ کے خطرات سے آگاہ کر دیا جائے۔ مصائب میں مبتلا ہونے کی بہت صورتیں ہیں۔ کبھی تو انسان خود جرائم اور نافرمانیوں کی سزا میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ کبھی گناہوں کی آلودگیوں کو مٹانے اور صاف کرنے کیلئے آزمائش میں ڈالا جاتا ہے۔

اور کبھی یہ تکالیف بلند مقامات کے حصول کیلئے دی جاتی ہیں۔ تاکہ وہ آزمائش کی بھٹی سے نکل کر اہل معرفت میں سے ہو جائے۔ اور اہل معرفت کی وہی جماعت ہے جس پر اللہ تعالیٰ کی خصوصی عنایت کا نزول ہو چکا ہے اور جن کو اللہ تعالیٰ نے رحمت ونوازش کی سواریوں کے ذریعے مصائب وآلام کی وادیوں کی سیر کروائی ہے۔ ان کی حرکت وسکون میں نگاہ لطف اور نظر رحمت کی تازہ بہار سے آسائش بخشی ہے۔ کیونکہ انہیں آزمائش میں مبتلا کرنا ہلاکت یا جہنم کے ایندھن کے طور پر نہیں بلکہ یہ آزمائش وامتحان تو دراصل ان کے تقرب اور قبولیت کا ذریعہ ہے۔ ان مصائب کے ذریعہ اس نے ان سے ایمان کی حقیقت ظاہر فرمائی اور اس حقیقت کو شرک۔ باطل دعوؤں اور نفاق سے پاک وصاف کر دیا۔ اور اس آزمائش ومصیبت سے کامیابی ہر طرح کے علوم واسرار وانوار عطا کر دیئے۔ چنانچہ جب یہ لوگ ظاہر وباطن

کے گناہوں اور شرک سے پاک ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں مقربین۔ خاصان بار گاہ اور مجلس رحمت کے ہم نشینوں میں شامل کر دیا۔ دنیا میں ان کے دلوں کے ساتھ اور آخرت میں ان کے جسموں کیساتھ درحقیقت مصائب و آلام ان کے دلوں کو شرک کی میل اور مخلوق واسباب۔ آرزوؤں و ارادہ کے تعلق سے پاک کرنیوالے ہیں۔ اور نفس کے پگھلنے اور جنت الفردوس میں عبادات کے عوض بلند درجات و منازل چاہنے کی خواہش سے گرا دینے کا سبب ہیں۔

مصیبت کے وقت صبر نہ کرنا اور گھبرانا اور بے صبری اور مخلوقات کے سامنے شکوہ شکایت کرنا۔ عذاب اور گناہ کے کفارہ کے مقابلہ میں مبتلائے بلا ہونے کی علامت ہے۔ آزمائش میں دوست احباب۔ پڑوسیوں کے سامنے بے صبری کے ساتھ شکایت نہ کرنا احکام الٰہی کو بجا لانے اور عبادت میں پریشانی کا اظہار نہ کرنا۔ صبر جمیل اختیار کرنا گناہوں سے پاک وصاف کرنے کیلئے مبتلائے بلا ہونے کی علامت ہے۔ ارادہ الٰہی کے ساتھ رضا مندی وموافقت اور اللہ تعالیٰ کا ذکر اور تقدیر خداوندی میں نفس کا سکون واطمینان کا حاصل کرنا کہ وہ زمین و آسمان کا مالک ہے۔ اور مصائب کے ٹلنے تک مصائب میں فنا ہو جانا بلندی درجات کیلئے آزمائش میں مبتلا ہونے کی علامت ہے۔

اَلْمَقَالَةُ السَّادِسَةُ وَالْاَرْبَعُوْنَ (۴۶)

فضیلت ذکر خدا

حدیث:-

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس حدیث قدسی

مَنْ شغله ذِكْرِىْ عَنْ مَسْئَلَتِىْ اَعْطَيْتَه اَفْضَلَ مَا اَعْطى السَّائِلِيْن

ترجمہ: یعنی جو شخص میرے ذکر میں محو ہونے کی وجہ سے مجھ سے کسی قسم کا سوال نہیں کر پاتا میں اسے مانگنے والوں سے زیادہ عطا کرتا ہوں۔

شرح:۔

سرکار غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ نے اس حدیثِ قدسی کی اس طرح شرح بیان فرمائی۔
کہ اللہ تعالیٰ جب کسی مومن مسلمان بندے کو مقبول اور برگزیدہ بنانے کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے مختلف احوال سے گزارتا ہے اور مختلف بلاؤں اور تکالیف سے مصیبتوں سے اس کی آزمائش کرتا ہے۔ دولت مندی کے بعد اسے محتاج بنا ڈالتا ہے اور وسائل رزق کے تمام دروازے بند ہونے کی صورت میں مخلوق کے سامنے دست سوال دراز کرنے پر اسے مجبور کر دیتا ہے۔تو پھر اسے مخلوق سے مانگنے سے بچا لیتا ہے اور اس سے قرض لینے کا سودا اس کے سر میں ڈال دیتا ہے۔ پھر کسب اور محنت کی طرف اس کی رہنمائی کر کے اس کیلئے آسانی پیدا فرما دیتا ہے۔ چنانچہ وہ کسب حلال سے روزی کھانے لگ جاتا ہے۔ پھر اس کے کسب میں اچانک تنگی پیدا کر دیتا ہے۔ اور مخلوق سے سوال کرنے کا اسے اشارہ کرتا ہے۔ اور اسے باطنی امور کا حکم دیتا ہے اور وہ حکم کو بخوبی جانتا اور پہچانتا ہے۔ اور اس کے حکم پر عمل کرنے کو عبادت اور اس کے حکم کے خلاف کرنے کو گناہ قرار دیتا ہے۔ تا کہ اس کے باعث اس کی نفسانیت دور ہو جائے اور نفس شکستہ ہو جائے اور یہ حالت ریاضت ہے۔
اس وقت اس کا سوال مجبوری کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بطور شرک نہیں ہوتا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کو مخلوق سے بچاتا ہے اور اس سے قرض لینے کا قطعی حکم کرتا ہے جس کا چھوڑنا پہلے سوال کی طرح درست نہیں۔ پھر اس کو اس سے ہٹا کر مخلوق سے جدا کر دیتا ہے۔
اور اس کی روزی کا سلسلہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات سے وابستہ کر دیتا ہے۔ چنانچہ بندہ اللہ تعالیٰ سے اپنی ضرورت کی ہر چیز طلب کرتا ہے اور مولیٰ اسے عطا کرتا ہے۔ اگر وہ سوال کرنے سے خاموش رہے تو اس کی عطا رک جاتی ہے۔ پھر بندہ زبان سے سوال کرنے کی بجائے دل سے سوال کرتا ہے۔ تو وہ اپنے دل سے اللہ تعالیٰ سے اپنی ضرورت کی ہر چیز مانگتا ہے تو اسے عطا کی جاتی ہے۔
تو اس وقت بندہ کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ اگر وہ مخلوق سے سوال کرے یا اپنی ضرورت

کے بارے میں لب کشائی کرے تو اسے کچھ بھی نہیں ملتا۔ اسکے بعد اسے سوال۔ ظاہر و باطن بلکہ خود اپنی ذات سے بے نیاز کر دیا جاتا ہے چنانچہ اسے سوال کئے بغیر اور ان مصلحتوں میں دخل دیئے بغیر جبکہ اس کے وہم وگمان میں بھی کوئی چیز نہ ہو وہ نعمتیں عطا کی جاتی جس سے کھانے پینے اور دیگر بشری عوارضات کی تمام کوتاہیاں پوری ہو جاتی ہیں اللہ تعالیٰ اس کا نگہبان ونگران بن جاتا ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اِنَّ وَلِیِّیَ اللّٰہُ الَّذِیۡ نَزَّلَ الۡکِتٰبَ وَھُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیۡنَ (سورۃ الاعراف)

ترجمہ: بے شک میرا مددگار اللہ تعالیٰ ہے جس نے کتاب نازل فرمائی اور وہی نیکوں کو دوست رکھتا ہے۔

پھر وہ حدیث قدسی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب سے روایت فرمایا۔ کو درست فرمایا۔

مَنۡ شغلہ' ذِکۡرِیۡ عَنۡ مَسۡئَلَتِیۡ الۡمطِیۡتَہ' اَفۡضَلَ مَا اَعۡطِیِ السَّائِلِیۡنَ

یعنی جو شخص میرے ذکر میں محو ہونے کی وجہ سے مجھ سے کسی قسم کا سوال نہیں کر پاتا میں اسے مانگنے والوں سے زیادہ عطا کرتا ہوں۔

اور یہ فنا کا وہ بلند ترین مقام ہے جو اولیاء کرام اور ابدالوں کا آخری مقام ہے پھر اس مقام پر اشیاء پیدا کرنے کی بندے کو قوت دی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی ہر حاجت پوری ہوتی ہے۔

بعض آسمانی کتابوں میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

یا ابۡنِ آدَمَ اَنَا اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا اَقُوۡلُ لِلشَّیۡءِ کُنۡ فَیَکُوۡنُ اَطِعۡنِیۡ تَقُوۡلُ لِلشَّیۡءِ کُنۡ فیکُوۡن

ترجمہ: اے بنی آدم میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں میں کسی چیز کو کہتا ہوں ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے تو میری اطاعت کر تو جب کسی چیز کو کہے گا ہو جا تو وہ ہو جائے گی۔

اَلْمَقَالَۃُ السَّابِعَۃُ وَالْاَرْبَعُوْنَ (۴۷)

قرب الٰہی کی ابتداء و انتہا

سیدنا عبدالقادر جیلانی شہنشاہ بغداد رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک بزرگ نے مجھ سے خواب میں سوال کیا! کہ کس ذریعہ سے بندہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہوتا ہے تو میں نے اسے جواب دیا۔

فقلْتُ وَلِذَالِکَ ابْتِدَء'' وَانْتِھَاء'' فَابْتِدَاءُ ہ'الْوَرَعُ وَانْتِھَاءُ ہُ الرِّضَاءُ وَالتَّسْلِیْمُ وَالتوکُّلُ

یعنی قرب الٰہی کیلئے ایک ابتدا اور ایک انتہا ہے اس کی ابتدا ورع یعنی تقویٰ اور پرہیز گاری ہے اور اس کی انتہا تسلیم و رضا اور توکل ہے۔

اَلْمَقَالَۃُ الثَّامِنَۃُ وَالْاَرْبَعُوْنَ (۴۸)

فرائض کو ترک کر کے نوافل میں مشغولیت

سرکار غوث پاک علیہ الرحمہ نے فرمایا۔

مومن کو چاہئے کہ سب سے پہلے فرائض ادا کرے۔ فرائض کی ادائیگی کے بعد سنت رسول کی طرف متوجہ ہو پھر نوافل کو ادا کرے۔ فرائض کی ادائیگی کے بغیر سنتوں میں مشغولیت حماقت اور جہالت ہے۔ اگر فرائض کی ادائیگی سے قبل کوئی شخص سنتوں اور نوافل میں مشغول ہو جائے تو وہ ہرگز قبول نہ کی جائیں گی۔ بلکہ اسے ذلیل اور رسوا کیا جائے گا۔ ایسے شخص کی مثال اس شخص کی طرح ہے جسے بادشاہ اپنی خدمت کیلئے بلائے اور وہ بادشاہ کی خدمت کیلئے تو نہ آئے البتہ بادشاہ کے ایک غلام اور ماتحت امیر کی خدمت سرانجام دے۔

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم :-

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

انَّ مثل مُصَلّی النَّوافِلِ وَعَلَیْهِ فَرِیْضَة" کَمَثَلِ حَبْلٰی حَمَلَتْ فَلَمَّا دنٰی نفاسُها اَسْقطتْ فَلَاهِیَ ذَاتُ حَمْلٍ وَلَاهِیَ وَلَادِهٖ

یعنی نوافل پڑھنے والا جس کے ذمہ فرائض باقی ہیں کی مثال اس حاملہ عورت کی ہے جسکی مدت حمل پوری ہوچکی ہے اور وہ اپنا حمل گرادے اور نہ وہ حمل والی رہی نہ وہ بچہ والی۔

اسی طرح نفل ادا کرنے والے کے نفل قبول نہیں کئے جاتے جب تک کہ وہ فرائض کی ادائیگی نہ کرے۔ اور نفل پڑھنے والے نمازی کی مثال تاجر کی طرح ہے جب تک وہ اصل مال نہیں لیتا اسے نفع حاصل نہیں ہوتا۔ اسی طرح نفل نماز پڑھنے والے کی نماز قبول نہیں ہوتی جب تک کہ وہ فرائض کو ادا نہ کرے۔

اسی طرح جو شخص سنت رسول کو چھوڑ کر ایسے نوافل میں مشغول ہو جو فرائض کے ساتھ ضروری ہیں اور نہ نص سے کوئی تاکید ان کیلئے آئی ہے قبول نہ ہوں گے۔

لہٰذا حرام اشیاء سے پرہیز کر اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک سے اپنے آپ کو بچا۔ تقدیر الٰہی پر اعتراض نہ کر۔ مخلوق کی اتباع نہ کر۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور احکام الٰہی کی بجا آوری اہم ترین فرائض میں سے ہیں۔

فرمان نبوی ﷺ :-

جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

لا طاعة لمخلُوقٍ فِیْ مَعْصِیَةِ اللّٰه

یعنی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہوئے مخلوق میں کسی کو اطاعت جائز نہیں۔

اَلۡمَقَالَۃُ التَّاسِعَۃُ وَالۡاَرۡبَعُوۡنَ (۴۹)

نیند اور بیداری

محبوب سبحانی رحمت اللہ عنہ نے فرمایا۔

جس شخص نے نیند کو بیداری پر پسند کیا جو ہوشیاری اور آگاہی کا سبب ہے۔ بلاشبہ اس نے ناقص اور کم تر چیز کو اختیار کیا۔ اس نے خود کو مردوں میں شامل کر کے تمام بھلائیوں پر غفلت کو پسند کیا۔ کیونکہ نیند موت کی طرح ہے۔ اس لئے نیند کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف جائز نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر نقص سے پاک اور منزہ ہے۔ اس طرح فرشتے جو اللہ تعالیٰ کے مقرب ہیں۔ ان کو بھی نیند نہیں آتی۔ اس طرح اہل جنت جب وہ بلند ترین مقامات۔ پاکیزہ اور نفیس منازل پر فائز ہوں گے تو ان سے بھی نیند کو دور کر دیا گیا ہے۔

پس حقیقی بھلائی اور کامیابی کا راز بیداری میں ہے اور تمام برائیوں اور نقصانات کی جڑ نیند اور نیک کاموں سے غفلت ہے۔ جو شخص نفس کی خواہش اور لذت کی خاطر کھائے گا وہ زیادہ کھائے پیئے گا لہٰذا بہت سوئے گا۔ اور بہت ساری نیکیاں ضائع کر بیٹھے گا۔

حرام مال کا وبال:۔

اور جس شخص نے حرام میں کچھ کھایا اس کی مثال اس شخص کی ہے جس نے محض نفسانی خواہش سے مباح چیز زیادہ کھائی۔ اس لئے حرام نور ایمان کو اس طرح ڈھانپ لیتا ہے اور تاریک کر دیتا ہے جیسے شراب عقل کو تاریک کر دیتی ہے اور ڈھانپ دیتی ہے۔

حلال کی برکات:۔

اور جب ایمان تاریک ہو گیا تو نماز۔ عبادات اور نہ ہی اخلاص باقی رہتا ہے۔ اور جس نے امر الٰہی سے حلال میں زیادہ کھالیا تو وہ اس شخص کی مثل ہوگا جس نے عبادت میں ذوق و سرور اور قوت کی خاطر حلال سے کم کھایا تو پس حلال نور علیٰ نور ہے اور حرام تاریکی ہی تاریکی ہے اور حرام میں کوئی بھلائی موجود نہیں ہے۔ پھر بغیر حکم الٰہی اپنی خواہش سے حلال

میں سے کھانا اس طرح ہے جس طرح حرام کھانا ہے۔ جو کہ نیند کا باعث بنتا ہے اور اس میں کوئی بھلائی اور خیر نہیں ہے۔

اَلْمَقَالَةُ الْخَمْسُوْنَ (۵۰)

قربِ الٰہی کا حصول

حضرت قطب ربانی رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا۔

تیرا معاملہ دو حال سے خالی نہیں کہ یا تو اللہ تعالیٰ کے قرب سے دور ہوگا یا قرب الٰہی میں واصل باللہ۔ اگر تو اللہ تعالیٰ سے دور ہے ہے آخر اس طرح خاموش بیٹھے رہنے۔ نعمت اور الطاف خداوندی کے حصول۔ پائیدار عزت نفع عظیم ۔ سلامتی اور دولت مندی اور دنیا وآخرت میں محبوبیت کے حصول میں سستی اور کوتاہی کا کیا فائدہ۔ اٹھ اور دونوں پیروں سے اس کی طرف تیز پرواز کر۔ ایک پر حرام اور مباح۔ لذت شہوات راحتوں اور خواہشوں کو چھوڑنا ہے۔ اور دوسرا پر تکلف ومکروہات کا برداشت کرنا۔ فرائض کی ادائیگی۔ عمل میں محنت وریاضت پر صبر۔ اور دنیا وآخرت کی خواہشات اور عزائم کے چکر سے نکلنا ہے یہاں تک کہ تجھے قرب ووصال کی کامیابی نصیب ہو۔ اس وقت تو جس چیز کی آرزو کرے گا پائے گا۔ اور تجھے بلند مراتب بزرگی اور عزت سے نوازا جائے گا۔ اگر تو مقربین اور واصلین الی اللہ میں سے ہے۔ جن کو عنایت الٰہی نے پالیا رعایت الٰہی ان کے شامل حال ہوئی۔ محبت نے انہیں کھینچ لیا اور رحمت وبخشش حق نے انہیں گھیر لیا ہے تو تو حسن ادب اختیار کر۔ اور اپنے موجودہ حال پر فخر وغرور نہ کر۔ کہیں ایسا نہ ہو اس غرور کی وجہ سے ادائے خدمت میں کمی کرنے لگے اور آداب خدمت پورے نہ کرے۔ اور حقیقی سرکشی یعنی جہالت وظلم اور عجلت کا شکار ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وحملها الانسان انه كانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلاً (سورۃ سبا)

ترجمہ: اور آدمی نے اٹھالی بے شک وہ اپنی جان کو مشقت میں ڈالنے والا بڑا نادان

ہے۔ (کنزالایمان)

دوسری جگہ ارشاد ربانی ہے۔

وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا (سورۃ بنی اسرائیل)

ترجمہ: اورانسان بڑا جلد باز ہے۔

اور جن چیزوں یعنی مخلوق۔ اور خواہشات نفس۔ اور دنیا کی محبت ارادہ۔ عزائم کوتو نے چھوڑ دیا ہے ان کی طرف دل کومتوجہ کرنے سے محفوظ رکھ۔

اسی طرح مصائب وآزمائش کے وقت صبرورضا کا دامن چھوڑنے پر دل کی حفاظت کر۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے آپ کو گیند کی طرح جیسے سوار اپنی ٹھوکر سے پھیرتا ہے۔

یا غسل دینے والے کے سامنے مردہ۔ یاماں کی طرح دودھ پینے والے بچہ کی طرح ڈال دے اس کے ماسوا اندھا ہوجا۔ اس کے وجود حقیقی کے سوا کوئی وجود دیکھ اور نہ ہی اس کے علاوہ نفع ونقصان۔ منع وعطا کی امید رکھ۔ مخلوق اور اسباب کو تکلیف وآزمائش کے وقت ایسا تازیانہ جان جس سے اللہ تعالیٰ تجھے تنبیہ کرتا ہے اور نعمت وعطا کے وقت قدرت کی طرف سے ایسا دست رحمت جان جو تیری پرورش کرتا ہے۔ (مطلب یہ کہ ہر حال میں فاعل حقیقی اور مالک ومختار بالذات اللہ تعالیٰ ہی کو جانو)

اَلْمَقَالَةُ الْاِحْدٰى وَالْخَمْسُوْنَ (۵۱)

مقام زُہد

پیران پیر سرکار غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

زاہد کو دوگنا ثواب عطا کیا جاتا ہے۔ ایک ترک دنیا کی وجہ سے۔ کیونکہ زاہد دنیا میں اپنی خواہش اور نفس کی اتباع کی وجہ سے نہیں لیتا۔ بلکہ صرف حکم الٰہی کے تابع ہو کر لیتا ہے۔ اور جس وقت زاہد اپنے نفس اور خواہشات کی عداوت پر قادر ہوجاتا ہے تو وہ اہل تحقیق اور اہل ولایت میں شامل ہو جاتا ہے اور ابدال اور عارفین کی جماعت میں اسے داخل کرلیا جاتا ہے۔

اس وقت زاہد کو ان حصوں کے لینے اور ان سے تعلق قائم کرنے کا حکم ہوتا ہے۔ کیونکہ

یہ حصے اصل میں اس کی قسمت اور نصیب ہے اس کیلئے بنائے گئے ہیں۔ اور اس کے ہیں غیر کا ان کے ساتھ تعلق نہیں تقدیر الٰہی اور علم الٰہی میں یہی مقدر ہو چکا ہے۔ پھر جب زاہد اللہ تعالیٰ کا حکم بجالاتا ہے یا اس کے بارے میں علم الٰہی سے آگاہ ہو جاتا ہے اور اپنی شان میں تقدیر اور فعل الٰہی کے جاری ہونے کے سبب بغیر اس بات کے کہ وہ اس میں ہو خواہش اور ارادہ و ہمت کے بغیر اس سے ملتا ہے تو اسے دوہرا ثواب عطا کیا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ عملی طور پر فعل خداوندی کی موافقت اور اس کے حکم کی بجا آوری کرتا ہے۔

اعتراض:۔

اگر یہاں یہ اعتراض کیا جائے کہ تم نے اپنی تقریر میں ایک ایسے شخص کیلئے جو بلند مرتبہ پر فائز ہے ثواب کا اطلاق کس طرح کیا ہے۔ جبکہ وہ ابدال اور عارفین کی جماعت میں داخل کیا گیا ہے۔ اور اس مبارک جماعت سے تعلق رکھتا ہے جو مخلوق کے علاوہ نفس اور خواہشات' ارادہ' حصہ' آرزوؤں اور اپنے اعمال کی جزا کے ملنے سے فانی ہو چکے ہیں۔ اور یہی وہ جماعت ہے جو اپنی تمام عبادات اور نیکیوں کو فعل الٰہی اس کی رحمت ونعمت اور ہر توفیق وسہولت کو اس بلند و بالا ذات کی عنایت سمجھتے ہیں۔

اور ان کا یہ اعتقاد ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اور بندے اپنے مولیٰ پر کوئی حق نہیں رکھتے۔ کیونکہ بندہ اپنی ذات۔ حرکات وسکنات۔ اور کسب وہنر سمیت اپنے مولیٰ کی ملکیت ہے۔ اور تم نے یہ کس طرح کہہ دیا کہ اسے دوگنا ثواب عطا کیا جاتا ہے۔ حالانکہ اسے نہ ثواب کی طلب ہے نہ وہ اپنے عمل کی جزا کا طالب۔ بلکہ اسے اپنی ذات میں کوئی عمل دکھائی نہیں دیتا عمل کے اعتبار سے وہ اپنے آپ کو انتہائی بیکار اور مفلس سمجھتا ہے۔

جواب:۔

تو ہم اسے جواباً یہ کہتے ہیں کہ آپ کی ساری بات اپنی جگہ پر درست ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اسے ثواب عطا کرتا ہے۔ ناز ونعمت' لطف وعنایت اور احسان وکرم سے اس کی پرورش کرتا ہے۔ کیونکہ اس نے دنیا میں ذاتی مصلحتوں اور لذتوں۔ حصول نفع اور

نفع نقصان سے اپنا ہاتھ اس طرح روک رکھا ہے جس طرح ایک شیر خوار بچہ اپنے نفس کے مفادات سے بالکل بے نیاز ہو کر قطعاً حرکت نہیں کرتا۔ محض اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کے زیر سایہ اپنے والدین کی کفالت میں پرورش حاصل کرتا ہے۔

پھر جب اللہ تعالیٰ اس سے اپنے نفس کے مفادات اور مصالح کی خواہش اٹھالیتا ہے تو مخلوق کے دلوں کو اس پر مہربان کر دیتا ہے۔ اور اپنی رحمت وشفقت دلوں میں پیدا کر دیتا ہے۔ اور ہر شخص اس پر مہربان۔ حسن سلوک اور احسان کے ساتھ پیش آتا ہے۔ پس جو شخص ماسوائے اللہ تعالیٰ کے منہ موڑ کر فنافی الحق ہو جاتا ہے اور اسے امر وفضل الٰہی بغیر بندے کو کوئی چیز حرکت نہیں دیتی۔ دیا و آخرت میں فضل الٰہی اسکے شامل حال ہوتا ہے۔ ناز ونعمت اس کی پرورش کرتی ہے اور اس سے ہر قسم کی تکالیف دور کر دی جاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب منیر پر یہ آیت کریمہ نازل فرمائی کہ پیارے محبوب آپ کہہ دیں۔

ارشاد خداوندی۔

اِنَّ وَلِيِّ اللّٰهُ الَّذِیْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ (سورۃ اعراف)

ترجمہ: بے شک میرا ولی اللہ ہے جس نے کتاب اتاری اور نیکوں کو دوست رکھتا ہے۔ (کنز الایمان)

اَلْمَقَالَةُ الثَّانِيَةُ وَالْخَمْسُوْنَ (۵۲)

اولیاء کی آزمائش

سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مومنوں میں سے ایک گروہ کو جو محبوب اور اہل معرفت وولایت ہوتا ہے اسے آزمائش میں ڈال دیتا ہے۔ تاکہ اس آزمائش اور مصیبت کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سوال کرے اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو اور اپنی بارگاہ قدس میں بہت محبوب اور پسند فرماتا ہے۔

چنانچہ جب یہ لوگ دعا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی دعا کو شرف قبولیت سے نوازتا ہے تاکہ انہیں جود وکرم اور بخشش وعطا کا وافر حصہ عنایت فرمادے۔ کیونکہ جود وکرم سوال کے وقت بارگاہ رب العزت میں قبولیت دعا کا سبب بنتے ہیں کبھی دعا فوراً قبول ہو جاتی اور کبھی نہیں۔ مگر خیال رہے کہ اس کی وجہ محض عدم قبولیت یا بدقسمتی اور محرومی نہیں۔ بلکہ اس کا سبب دعا کی قبولیت کے مقررہ وقت میں مقدر تاخیر ہوتی ہے۔ لہٰذا بہتر ہے کہ آزمائش اور مصیبت کے وقت بندہ صبر کو اختیار کرے۔ اللہ تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی ظاہر و باطن میں ترک کر دے اور تقدیر الٰہی پر اعتراض اور چوں وچرا کے متعلق اپنے کیے ہوئے گناہوں کا جائزہ لے۔

کیونکہ بعض اوقات اپنے ان گناہوں کی وجہ سے آزمائش میں ڈالا جاتا ہے پھر اگر یہ آزمائش دور ہوگئی تو درست۔ اور اگر بلا دور نہ ہو تو ہمیشہ عاجزی وزاری کے ساتھ دعا مانگتے رہنا چاہئے اور گناہوں کی بھی معافی مانگتے رہنا چاہیے۔

کیونکہ ممکن ہے اس کی آزمائش اس لئے ہو کہ وہ اپنے رب سے دعا کرتا رہے اور دعا میں تاخیر کی صورت میں اللہ رب العزت پر کسی قسم کی تہمت نہ لگائے جیسا کہ ہم نے بیان کر چکے ہیں۔

اَلْمَقَالَةُ الثَّالِثَةُ وَالْخَمْسُوْنَ (۵۳)

رضا اور فنا

شہنشاہ بغداد سرکار غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے اس کی تقدیر پر راضی رہنے اور اس کی حکمتوں میں فنا ہونے کی دعا کیا کرو۔ کیونکہ یہ اطمینان اور راحت کا باعث ہے۔ اور دنیا میں سب سے بلند مقام جنت اور یہی اللہ کا سب سے بلند دروازہ ہے۔ بندہ مومن کیلئے اللہ تعالیٰ کی محبت کا سبب ہے تو پس جو اللہ تعالیٰ کا محبوب ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ اسے دنیا و آخرت میں عذاب نہیں دیتا۔

اللہ کی رضا و فنا ہی وہ بلند مراتب ہیں جن کے ذریعہ اس کو ملنا قرب خداوندی اور اس کی ذات سے محبت اور ایسی عظیم نعمتیں نصیب ہوتی ہیں۔ مال ورزق کی ایسی اقسام کے پیچھے

نہ بھاگو۔ جو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ تمہاری قسمت میں ہے بھی کہ نہیں۔ جو تمہارا حصہ اور مقدر ہے اس کی طلب میں مشغول ہونا بے وقوفی۔ جہالت۔ سرکشی۔ نادانی اور سخت تر عذاب ہے۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے ایسی چیز کی طلب جو قسمت میں نہیں ہے خطرناک عذاب ہے۔ اگر قسمت میں ہے تو اسکی طلب میں مشغول ہونا۔ لالچ، حرص اور اللہ تعالیٰ کی بندگی۔ محبت وحقیقت میں شرک ہے۔ اپنے حصے کا طلبگار محبت الٰہی میں مخلص نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ غیر اللہ کو تھوڑی سی بھی اہمیت دی وہ انتہائی جھوٹا اور اپنے عمل کے بدلے کا متلاشی ہے ایسا شخص مخلص نہیں۔ مخلص تو وہ ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت صدق دل سے کی تاکہ وہ حق ربوبیت ادا کرے۔ اور اس لئے اس کی عبادت کرے کہ وہ مالک و مولیٰ اور مستحق عبادت ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ بندے کا مالک ہے اور بندے پر اس کی عبادت واطاعت لازم ہے۔ بندہ اپنے وجود۔ حرکات وسکنات اور کسب وہنر سمیت اللہ ہی کی ملک ہے۔ اسی طرح بندہ اور اس کی تمام ملکیت کا مالک حقیقی بھی اللہ تعالیٰ ہے۔

اور ہم نے کئی جگہ بیان کیا ہے کہ عبادتیں مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندے پر نعمت وفضل ہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہی بندے کو عبادت کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ لہٰذا بندے کا اپنی عبادت واطاعت کی جزا طلب کرنے کی نسبت بہتر ہے تاکہ وہ ان عبادات کی توفیق عطا کرنیوالے خالق و مالک کے احسان وشکر میں مشغول رہے۔

تو دنیا میں نفس کی پسندیدہ چیزوں کی طلب میں کس طرح مصروف ہو جاتا ہے جبکہ مخلوق میں اکثر لوگوں کا حال تیرے سامنے ہے جب ان کے پاس دنیاوی سازوسامان کی فراوانی لذات ومتاع دنیا کی کثرت ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اور نعمت کی ناشکری کا عمل زیادہ ہو جاتا ہے۔ اور تقدیر الٰہی پر ان کی ناراضگی اور بڑھ جاتی ہے۔ اپنی قسمت پر صبر وشکر کرنے کی بجائے جو چیز سرے سے قسمت میں نہیں ہوتی اس سے محرومی اور اسے حاصل کرنے کی تڑپ میں ان کا رنج وغم زیادہ ہو جاتا ہے۔ اپنے مال ورزق وحصے کو معمولی اور حقیر اور دوسروں کے رزق کو زیادہ اور کثیر جان کر اسے طلب کرنے لگتے ہیں۔

لیکن غیروں کا حصہ طلب کرتے کرتے ان کی زندگیاں بیت جاتی ہیں۔ تو تیں ست ہو جاتی ہیں عمر بڑھ جاتی ہے۔ جسمانی طاقت ختم ہو جاتی ہے اور ان کی پیشانیاں طویل زندگی کا بوجھ اٹھانے کی وجہ سے پسینہ پسینہ ہو جاتی ہیں۔ ان کے اعمال نامے سیاہ ہو جاتے ہیں کیونکہ نعمتوں کی طلب اور اپنے رب کے حکم پر عمل کے چھوٹنے سے ان سے بڑے بڑے اور کثیر گناہ سرزد ہو جاتے ہیں مگر وہ ان نعمتوں کو نہیں پاتے۔ اور دنیا سے مفلسی کی حالت میں خالی ہاتھ کوچ کر جاتے ہیں۔ (نہ وہ یہاں کے رہتے ہیں اور نہ وہاں کے یعنی آخرت کے)

دنیا و آخرت میں خسارہ اور اپنے آپ کو برباد کر بیٹھے ہیں۔ اور سچی بات یہ ہے کہ نہ تو انہوں نے رب ذوالجلال کے عطا کردہ مقسوم کا شکر ادا کر کے انہیں عبادت خداوندی کا ذریعہ بنایا اور نہ ہی دوسروں کا حصہ حاصل کر کے اپنی دنیا و آخرت کو ضائع کر دیا۔

یہی وہ لوگ ہیں جو مخلوق میں سے عقل و بصیرت میں سب سے گھٹیا۔ نادان اور سب سے بڑھ کر بے بیوقوف ہیں۔ اگر وہ تقدیر الٰہی پر راضی و شاکر ہو کر عطائے الٰہی پر قناعت کرتے اور اپنے رب کی بطریق احسن عبادت کرتے تو کسی محنت و مشقت وطلب کے بغیر تمام دنیا کی نعمتیں اور قسمتیں ان کے پاس کھنچی چلی آتیں۔ اور انہیں اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب ہوتا۔ اور اپنی ہر مراد اور آرزو میں کامیابی حاصل کر لیتے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو ان لوگوں میں سے بنائے جو راضی بقضائے الٰہی ہیں اور جن کی دعائیں رضا اور فنا۔ حفظ حال کیلئے اللہ کی توفیق و نصرت کے خواستگار ہوئے۔

عمرے بپے کام دل شتاباں بودم — اندر راہ جستجوئے فاسد فرسودم
دیدم کہ دراں بجز پریشانی نیست — دست ازہمہ باز داشتم آسودم

یعنی دل کی آرزو کے پیچھے ساری عمر بھاگ دوڑ کرتا رہا۔ بے مقصد چیز کی جستجو کی راہ میں۔ میں بوڑھا ہو گیا ہوں میں نے دیکھا کہ اسی حالت میں سوائے پریشانی کے پتہ نہیں ہے۔ تو میں نے ہر کام سے اپنے ہاتھ کو روک لیا اب میں آرام میں ہوں

اَلْمَقَالَةُ الرَّابِعَةُ وَالْخَمْسُوْنَ (۵۴)

دنیا کو آخرت کیلئے اور آخرت کو اللہ تعالیٰ کیلئے ترک کرنا

سیدنا غوث الثقلین رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

جو شخص آخرت کی بھلائی چاہتا ہے اسے چاہئے کہ نفس اور اسباب دنیاوی سے بے رغبت ہو جائے۔

اور جس کا مقصود اللہ تعالیٰ کی ذات ہو اس کیلئے لازم ہے کہ وہ آخرت کنارہ کش ہو جائے۔ دنیا کو آخرت کیلئے اور آخرت اللہ تعالیٰ کیلئے ترک کر دے۔ جب تک اس کے دل میں دنیا کی خواہشوں میں سے کوئی خواہش اور لذت میں سے کوئی لذات۔ یا راحتوں میں سے کوئی راحت' مثلاً کھانے' پینے' پہننے' نکاح کرنے' مکان و سواری' حکمرانی ریاست' ترقی فنون اور علم فقہ سوائے پنجگانہ نماز یا روایت حدیث۔ یا علم قرات شعبہ قرآن' نحو لغت' فصاحت و بلاغت کے اور اسی طرح زوال فقر۔ اور تونگری و دولت مندی کے حصول۔ آزمائش و مصیبت کے ٹلنے اور عافیت ضرر کا دور ہونا۔ اور اکتساب نفع میں سے کوئی تھوڑی سی چیز بھی دل میں باقی ہے تو وہ سچا زاہد نہیں ہے۔ کیونکہ ان تمام چیزوں میں نفس کی لذتیں خواہشات کی موافقت۔ طبیعت کی راحت ومحبت موجود ہے۔ یہ تمام دنیاوی چیزیں جن کا حصول وہ ہمیشہ کیلئے چاہتا ہے اور دنیا میں ان سے آرام وسکون حاصل کرتا ہے۔ تو مناسب ہے بندہ ان سب اشیاء کو دل سے نکالے اور اپنے نفس کو قابو کرے اور کسی چیز کے نہ ہونے پر۔ اور ہمیشہ کی محتاجی پر راضی رہنے کیلئے تیار کرے۔ تو اس کے دل میں محبت ولذت دنیا میں سے کھجور کی گٹھلی چوسنے کی اتنی سی آرزو وخواہش بھی باقی نہ رہے۔ تاکہ دنیا میں اس کا زہد خالص ہو جائے۔

جب بندے کیلئے یہ سب کچھ یعنی زہد میں کامل ہو جائیگا۔ تو دل سے ہر قسم کی پریشانی و رنج اور باطن کی سختی زائل ہو جائے گی اور اس کے بدلے میں راحت وسرور اور اللہ تعالیٰ کی محبت میسر آئے گی۔

فرمان نبوی ﷺ :-

جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا۔

الزُّهْدُ فِى الدُّنيا يُرِيحُ الْقَلْبَ وَالْجَسَدَ

یعنی دنیا کی بے رغبتی دل اور جسم کیلئے خوشی وراحت کا باعث ہے۔

تو جب تک دل میں ان چیزوں میں سے تجھ میں باقی رہے گا۔تو پریشانی۔رنج اور خوف موجود رہے گا۔ اور ذلت اس کے ساتھ لازم۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے قرب سے تہہ بہ تہہ پردہ حائل رہے گا۔

لیکن جس وقت دنیا کی محبت دور ہو جائے گی اور تمام دنیاوی رشتے منقطع ہو جائیں گے تو وہ تمام حجابات اٹھ جائیں گے۔ پھر بندہ آخرت سے بے رغبت ہو۔ اور یہ درجات و منازل عالیہ۔حور و غلمان' بلند وبالا محلات' باغات' سواریاں' لباس' زیورات' طعام یعنی جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کیلئے تیار کیا ہے۔طلب نہ کرے۔

اسی طرح دنیا وآخرت میں اپنے عمل کا اجروثواب بھی ہرگز طلب نہ کرے۔اس طرح وہ دیکھے گا کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت وبخشش سے اسے مکمل جزا عطا فرمائے گا۔ مقرب بنا کر بہت قریب کرے گا۔ اس پر لطف وکرم فرمائے گا۔ اسے گوناگو الطاف واحسانات سے نوازے گا۔ جس طرح اپنے رسل۔ انبیاء۔ اولیاء۔خواص۔ اصحاب اور عرفا کے ساتھ اس کا طریقہ ہے۔اس مقام پر پہنچ کر بندہ زندگی کے آخری لمحات تک ہر روز ترقی کرے گا۔ اور آخرت میں اس پر وہ نوازشیں کی جائیں گی جنہیں کسی آنکھ نے نہ دیکھا ہے اور نہ ہی کسی کان نے تذکرہ سنا ہے اور نہ ہی کسی کے دل پر ان کا وہم وگمان گزرا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی ایسی نعمتیں ہیں جن کے سمجھنے سے عقلیں عاجز اور جن کے بیان سے الفاظ قاصر ہیں۔

دعویٰ زہد توں آں روز مسلم دارند کہ دوی برسراں کوچہ و ہشیاری آئی

یعنی تیرے زہد کا دعویٰ اس دن تسلیم ہوگا جب تو اس کوچہ دنیا میں چلے اور ہوشیاری سے آئے۔

اَلْمَقَالَةُ الْخَامِسَةُ وَالْخَمْسُوْنَ (۵۵)

ترک لذات اور تکمیل ولایت

سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

نفس کی خواہشات تین مواقع پر چھوڑی جاتی ہیں۔

اول بندہ جس وقت اپنی جہالت کی تاریکی میں بھٹک رہا ہوتا ہے۔ اور اس وجہ سے تمام احوال میں اپنی خواہش کے مطابق عمل کرتا ہے۔ اس وقت بندہ اپنے رب کی عبادت اور شریعت نبوی کا لحاظ کئے بغیر مصروف عمل ہوتا ہے۔ ان حالات میں اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر رحمت سے دیکھتا ہے۔

اور اپنے نیک بندوں میں سے ایک ناصح اور واعظ اس کے پاس بھیج دیتا ہے۔ جبکہ اس سے پہلے ایک واعظ اور ناصح تو اس کی ذات میں موجود ہوتا ہے۔ چنانچہ یہ دونوں واعظ مل کر اس کے نفس اور طبیعت پر قابو پا لیتے ہیں۔ تو ان کی نصیحت اس کی ذات میں اپنا عمل کر جاتی ہے۔ اس وقت نفس حق کی مخالفت کی اس بے راہ وسواری کے نقصانات سے آگاہ ہو کر اپنے تمام تصرفات میں اتباع شریعت کی طرف پھر جاتا ہے۔ اور بندہ حقیقی مسلمان اور عامل شریعت بن کر اپنی طبیعت سے فانی ہو جاتا ہے۔ اور دنیا کی تمام حرام اور مشتبہ اشیاء کو چھوڑ کر مخلوق کے احسانات سے بھی سبکدوش ہو جاتا ہے۔ اور اپنے لباس وطعام۔ نکاح اور مکان بلکہ اپنی ہر حالت اور تمام ضروری امور میں مباح اور حلال اشیاء اختیار کرتا ہے۔ تاکہ ان سے جسم کیلئے ضروری غذا حاصل کر کے اللہ تعالیٰ کی عبادت اور فرمانبرداری پر قوت پانے اور اپنے لئے مقدر حصہ مکمل طور پر حاصل کرے اور سچی بات یہ ہے کہ بندے کا اس دنیا کو چھوڑنا اس وقت تک ممکن ہی نہیں جب تک کہ وہ دنیا سے اپنے حصے کو حاصل کر کے اس سے مکمل فائدہ حاصل نہ کرے۔

الغرض وہ حلال اور مباح کی سواری پر سوار ہو کر سیر کرتے ہوئے ان لوگوں کی جماعت میں داخل ہو جائے۔ جو محقق۔ خواص۔ صاحب عزیمت اور محب صادق ہیں۔

پھر وہ حکم الٰہی سے تناول کرتا ہے تو اس وقت وہ اپنے اندر سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز سنتا ہے۔ کہ اپنے نفس کو چھوڑ دے اور آجا۔ اور اپنے خالق و مالک کا وصال چاہتا ہے تو مخلوق اور خواہشات کو چھوڑ دے۔ دنیا اور آخرت کے تمام قلاوے اپنی گردن سے اتار پھینک۔ کائنات کی ہر چیز اور ارادہ و خواہشات سے خالی ہو جا۔ اور تمام موجودات سے علیحدہ اور بے تعلق ہو جا۔ توحید ترک شرک اور ارادہ کی سچائی سے خوش وخرم ہو۔ اور اس کے بعد اندر داخل ہو اور ادب سے گردن جھکا کر چلا آ۔ اور دائیں بائیں دنیا کی دل لبھانے والی چیزوں پر نظر نہ کر۔ تو بندہ جب اس مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ سے اسے خلعتیں عطا ہوتی ہیں اور علوم و معارف کے انوار اور اللہ تعالیٰ کی لازوال نعمتوں کا نزول ہوتا ہے۔ اس وقت اسے کہا جاتا ہے کہ نعمت اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنا دامن بھر لو۔ اور ان کی قدر نہ کر کے بے ادبی اور گستاخی کا ارتکاب نہ کر۔ کیونکہ شاہی نعمتوں سے منہ موڑنا اس بارگاہ قدس کی توہین ہے۔

یہاں بندہ اپنے نفس کو فنا کر کے اللہ تعالیٰ کیساتھ بقابا اللہ کے مقام پر فائز ہو کر اس کی رحمت و عنایت حاصل کرے۔ خلاصہ کلام یہ کہ حظوظ اور ان کی اقسام کے لینے میں چار حالتیں ہیں۔

1 پہلی حالت یہ ہے کہ بندہ اپنی خواہش کے تابع ہو کر نعمتیں لے اور یہ حرام ہے۔

2 دوسری حالت یہ ہے کہ شریعت کے تابع ہو کر لے یہ مباح اور حلال ہے۔

3 تیسری حالت یہ ہے کہ امر باطن کے تابع ہو کر لے یہ حالت ولایت اور خواہش کو چھوڑنا ہے۔

4 چوتھی حالت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ لے یہ ارادہ کے زوال اور ابدالیت کے مقام کا حصول ہے۔

اصل میں جو بندہ اس مقام پر فائز ہو جاتا ہے اس کو صالح کے لقب سے نوازا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

انَ ولیَ اللّٰهُ الَّذِیْ نزّل الْکتٰبَ وَهُوَ یَتوَلّٰی الصّٰلِحِیْن (سورۃ اعراف)

ترجمہ: بے شک میرا ولی اللہ ہے جس نے کتاب اتاری اور نیکوں کو دوست رکھتا ہے۔ (کنزالایمان)

تو یہی وہ بندہ ہے جس کا ہاتھ اپنے نفع اور مصلحت کے حصول اور فساد وضرر کے دفع کرنے سے مکمل طور پر اپنا ہاتھ ایسے کھینچ لیتا ہے جیسے دودھ پینے والا بچہ دایہ کے ہاتھوں میں اور مردہ غسل دینے والے کے سامنے خود سپردگی کا مظہر ہوتے ہیں۔

ٹھیک اسی طرح بندے کی اپنی تدبیر اور احتیاط کے بغیر دست ربوبیت اس کی پرورش کرتا ہے۔ وہ حال ہو یا مقام وارادہ سب سے خالی ہو کر تقدیر میں فانی ہو جاتا ہے۔ اور کبھی تو اسے کشادگی ہوتی ہے اور کبھی تنگ دست۔ کبھی دولت منداور غنی۔ اور کبھی محتاج ومفلس۔ لیکن وہ نہ تو ان میں سے اپنے طور پر کسی چیز کو پسند کرتا ہے نہ کسی سے نفرت کرتا ہے بلکہ اس کا مشرب ہر چیز پر دائمی رضا مندی اور ہمیشہ کی موافقت بن جاتا ہے۔

تو رضا اور موافقت ہی وہ عظیم مقام ہے جہاں پر اولیاء وابدال کے احوال کی انتہا ہوتی ہے۔

اَلْمَقَالَةُ السَّادِسَةُ وَالْخَمْسُوْنَ (۵۶)

فنا اور اس کے مراتب

سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

جب بندہ مخلوق خواہشات نفس ارادہ دنیا وآخرت کی آرزوؤں سے فنا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کے سوا اس کا کوئی مقصود نہیں ہوتا اور یہ تمام چیزیں اس کے دل سے نکل جاتی ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ تک پہنچ جاتا ہے اللہ تعالیٰ اسے محبوب اور مقبول بنا لیتا ہے اس سے محبت کرتا ہے اور مخلوق کے دل میں اس کی محبت پیدا کر دیتا ہے۔ اس مقام پر بندہ ایسے مقام پر فائز ہو جاتا ہے کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے قرب کو محبوب رکھتا ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کا

خصوصی فضل اس پر سایہ فگن ہو جاتا ہے۔

اور اس کو اللہ تعالیٰ نعمتیں عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس پر اپنی رحمت کے دروازے کھول دیتا ہے۔ اور اس سے وعدہ کیا جاتا ہے کہ رحمت الٰہی کے یہ دروازے کبھی اس پر بند نہیں ہوں گے۔ اس وقت بندہ اللہ تعالیٰ کا ہوکر رہ جاتا ہے۔ اس کے ارادہ سے ارادہ کرتا ہے۔ اس کی تدبیر سے تدبیر کرتا ہے۔ اس کی چاہت سے چاہتا ہے۔ اس کی رضا سے راضی ہوتا ہے۔ اور صرف اللہ کے حکم کی پابندی کرتا ہے وجود اور فعل دونوں میں غیر اللہ کو نہیں دیکھتا۔ اس وقت اگر اللہ تعالیٰ اس سے ایسا وعدہ کرے پھر اس وعدہ کی وفا بندہ پر ظاہر نہ فرمائے۔ اور بندہ نے جو توقعات وابستہ کر رکھی ہیں وہ پوری نہ ہوں۔ تو ایسا ممکن ہے کیونکہ خواہش و ارادہ اور خواہشات نفس کی طلب کے زائل ہونے ساتھ غیریت ختم ہوگئی۔ اور درحقیقت یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کا فعل و ارادہ اور مراد بن جاتی ہے۔

اس مقام پر اس کی طرف وعدہ یا وعدہ خلافی کی نسبت سرے سے ہی غلط ہے۔ کیونکہ یہ نسبت اس کے بارے میں درست ہوگی جس کے ہاں ارادہ اور خواہش ابھی تک باقی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ اپنے بندے کے ساتھ ان حالات میں اس شخص کی طرح ہے جو کسی کام کرنے کا ارادہ اپنے دل میں کرتا ہے اس کی نیت کرتا ہے۔ لیکن پھر یہ ارادہ کسی دوسرے کام سے تبدیل کر لیتا ہے۔ جیسے ناسخ اور منسوخ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی بھیجی۔

ارشاد خداوندی ہے۔

ما نَنسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا اَوْ مِثْلِهَا اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ" (سورۃ البقرہ)

ترجمہ: جب کوئی آیات ہم منسوخ فرمائیں یا بھلادیں تو اس سے بہتر یا اس جیسی لے آئیں گے کیا تجھے خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ سب کچھ کرسکتا ہے۔ (کنز الایمان)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو خواہش و ارادہ سے پاک تھے سوائے چند مقامات کے جن

کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا جیسا کہ غزوہ بدر کے قیدیوں کے متعلق فرمایا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

تُرِیْدُوْن عرضَ الدُّنیا واللّٰہُ یُرِیْدُ الْاٰخِرَۃِ وَاللّٰہُ عزیزٌ حَکِیْم ٥ لَوْلا کتاب'' مَن اللّٰہ سبق لمسّکُمْ فیما اخذتُمْ عَذَاب'' عَظِیْم (سورۃ الانفال)

آپ اللہ تعالیٰ کے محبوب اور اللہ تعالیٰ کی مراد تھے اس لئے آپ کو ایک حالت ایک وعدہ اور ایک مقام پر نہیں چھوڑا گیا۔ بلکہ آپ کو تقدیر کی طرف پھیر دیا گیا اور تقدیر کی عنان آپ کے سپرد کر دی گئی۔ اور تقدیر کی موجوں میں آپ کو محو کر دیا گیا۔ اور آپ کو اپنے ارشاد مبارک الم تعلم ان اللّٰہ علیٰ کل شیء قدیر سے خبردار کیا گیا۔ یعنی آپ تقدیر الٰہی کے سمندر ہیں اور اس کی موجوں میں ادھر سے ادھر تیر رہے ہیں۔ تو اچھی طرح یاد رکھیے جہاں ولی کے مقام کی انتہا ہوتی ہے وہاں سے نبی کے مدارج کی ابتدا ہوتی ہے۔ ولایت اور ابدالیت سے اوپر نبوت کا ہی درجہ ہے۔

اَلْمَقَالَۃُ السَّابعۃُ وَالْخَمْسُوْنَ (۵۷)

قبض وبسط

حضور سیدنا غوث جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

تمام احوال قبض ہیں۔ کیونکہ ولی کو ان کی حفاظت پر ماحور کیا جاتا ہے اور جس چیز کی حفاظت کا حکم ہو وہ قبض ہے۔ البتہ تقدیر الٰہی پر رضا مندی بسط ہے۔ اس لئے تقدیر پر صبر و رضا کے علاوہ وہاں کوئی دوسری ایسی چیز ہے ہی نہیں جس کی حفاظت کا حکم دیا جاتا ہو۔ تو ولی پر لازم ہے کہ وہ تقدیر کے متعلق کسی قسم کی بے صبری کا اظہار نہ کرے۔ بلکہ اس کی موافقت کرے۔ تمام حالات چاہے وہ موافق ہوں یا مخالف ان پر کسی طرح کا بھی اعتراض نہ کرے۔ تمام حالات محدود ہیں یہی وجہ ہے کہ حدود کی حفاظت کا حکم دیا گیا ہے۔

اور وہ فعل الٰہی جو تقدیر ہے اس کی کوئی حد ہی نہیں جس کی حفاظت کی جائے۔ اور بندے کے مقام قدر و فعل و بسط میں داخل ہونے کی علامت یہ ہے کہ نفس کی لذتوں سے

بے رغبتی اور چھوڑ دینے کے حکم کے بعد اسے ان کے سوال کرنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب اس کا باطن خواہشات نفس سے خالی ہو گیا اور اس میں سوائے رب کے کچھ باقی نہ رہا تو اس وقت بندہ بسط میں ہوتا ہے۔ اور جو چیزیں اس کی قسمت میں ہیں یا سوال و دعا کے ذریعے جو چیزیں اسے ملنی ہیں۔ ان کے متعلق سوال اور خواہش کا اسے حکم دیا جاتا ہے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کی قدر و منزلت اور اس کی دعا کی قبولیت پر اللہ تعالیٰ کا احسان ثابت ہو جائے۔

قسمت کی عطا کے سوال کے بارے میں زبان کھولنا زیادہ تر قبض کیساتھ بسط اور حدود کی حفاظت میں احوال و مقامات اور تکلف سے نکالے جانے کی علامتوں میں سے ہے۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ یہ کلام تکلیف کے زوال اور بے دینی کے قائل ہونے اور اسلام سے نکلنے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد وَاعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَاْتِیَکَ الْیَقِیْنُ (یعنی اپنے رب کی عبادت کر حتیٰ کہ تیرے پاس موت آ جائے) کے رد کرنے پر دلالت کرتا ہے۔

اعتراض:۔

اور اگر کوئی معترض ہو کہ یہ قول شریعت اسلامی سے خارج ہونے پر دال ہے اور اس سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تردید ہوتی ہے کہ اپنی وفات تک اپنے خدا کی عبادت کرو۔

جواب:۔

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ تمہاری بات تمہارے قول کی طرف نہ متوجہ کرتی ہے نہ اس پر دلالت کرتی ہے اصل بات یہ ہے۔ اللہ تعالیٰ خود ایسے بندے کا ولی ہو جاتا ہے اور اپنا ولی اسے بہت پیارا ہوتا ہے۔ اور وہ اپنے ولی کو نقصان یا اس کے دین میں کسی خرابی کو پیدا نہیں ہونے دیتا۔ بلکہ اس قسم کی تمام چیزوں سے اسے محفوظ رکھتا ہے اور اس کی حفاظت کرتا ہے اور حدود شریعت کے تحفظ کیلئے اسے خبردار کر دیتا ہے۔ اور اس کا کردار درست کر دیتا ہے پھر بندے کو عصمت حاصل ہوتی ہے اور بے تکلف شرعی حدود اس سے محفوظ رہتی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ پوشیدہ ہوتے ہوئے بھی اپنے بندے سے بہت قریب ہوتا ہے جیسا کہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

کذالک لنصرف عنہ السوء والفحشاء انہ من عبادنا المخلصین

ترجمہ ہم نے یونہی کیا کہ اس سے برائی اور بے حیائی پھیر دیں بے شک وہ ہمارے چنے ہوئے بندوں میں سے تھے)۔

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

ان عبادی لیس لک علیھم سلطان یعنی بے شک میرے بندوں پر تجھے (یعنی شیطان کو) غلبہ نہیں۔

اور ایک جگہ فرمایا الا عباد اللہ المخلصین (یعنی خبردار یہ اللہ کے مخلص بندے ہیں)

چنانچہ اے مسکین۔ اللہ تعالیٰ کے ولی اس کی آغوش رحمت میں تربیت پاتے ہیں اور اس کی مراد ہوتے ہیں۔ اس لئے شیطان کی رسائی ان تک نہیں ہوسکتی۔ اور جو باتیں شریعت میں قبیح اور مکروہ ہیں وہ اس بندے کی طرف راہ نہیں پاتیں۔ اس کی مثال یہ ہے جیسے کوئی آدمی کھانے پینے کی چیزوں سے اجتناب کرکے صرف قربت کی منزل پاتا ہے۔ تو تم نے بہت خوفناک بات کہہ دی ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے منسوب کر دیا ہے ایسے ذلیل۔ خسیس اور دنی ہمتوں پر تف ہے۔ ایسے لوگ ناقص العقل ہیں ان کی آرا فاسد اور ان کے تصورات غلیظ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہمارے بھائیوں کو اپنی رحمت واسعہ سے اور قدرت کاملہ سے ایسی برائیوں سے محفوظ رکھے۔ اور اپنے حجابات کرم میں چھپا کے گناہ سے دور کردے اور اپنی کامل نعمتوں اور دائمی فضیلتوں سے احسان وکرم سے ہماری پرورش فرمائے۔ (آمین)

اَلْمَقَالَةُ الثَّامِنَۃُ وَالْخَمْسُوْنَ (۵۸)

حفاظت نظر

حضرت غوث صمدانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

تو دنیا کی تمام چیزوں سے آنکھیں بند کر لے اور کسی چیز کی طرف نہ دیکھ۔ جب تک تو

کسی چیز کی طرف متوجہ رہے گا قرب اور اللہ تعالیٰ کی فضل کی راہ تجھ پر نہیں کھلے گی۔ توحید۔ فنائے نفس۔ محویت ذات اور نفی علم کے ذریعے دوسرے راستے بند کردے تو تیرے دل میں اللہ تعالیٰ کے فضل کا عظیم دروازہ کھل جائے گا۔ تو اسے ظاہری آنکھوں سے دل۔ ایمان اور یقین کے نور سے مشاہدہ کرے گا۔ اس وقت تو اس شمع کے نور کی طرح جو سخت اندھیری رات میں مکان کے روشندان اور سوراخوں سے نکل کر گھر کے صحن کو منور کر رہا ہوتا ہے۔ وہ تیرے باطن کو چمکا کر تیرے ظاہر کو بھی روشن کردے گا۔ تیرا نفس اور اعضاء غیر اللہ کی عطا اور وعدہ سے آرام وسکون نہیں پاتے بلکہ اللہ تعالیٰ کے وعدہ سے ہی سکون وآرام پاتے ہیں تو اپنے آپ پر رحم کر اور اپنے نفس پر ظلم نہ کر۔ اپنی جان کو جہالت ورعونت (سستی) کی تاریکی میں نہ ڈال۔ پھر تو جس وقت مخلوق اور قوت وکسب۔ افعال اور اسباب پر تکیہ کر کے ان پر بھروسہ کر بیٹھے گا تو تجھ سے یہ تمام چیزیں پھر جائیں گی غیر اللہ کی طرف متوجہ ہونے کے شرک پر تو عذاب میں مبتلا ہوگا۔

اور اللہ تعالیٰ کی رحمت تجھ سے منہ موڑے گی۔ پھر جب تو اس کی وحدانیت کا دوبارہ معترف ہوگا اس کی عنایت پر نظر اور اس کی رحمت کا امیدوار بنے گا اس کے ماسواسے آنکھیں بند کرلے گا تو اللہ تعالیٰ تجھے اپنا قرب عطا کرے گا اور زیادہ اپنے نزدیک کرے گا اور تجھ پر خاص رحمت نازل کرے گا اور تیری پرورش کرے گا۔ تجھے کھلائے پلائے گا۔ دوا کرے گا۔ عافیت اور سکون کی دولت سے مالا مال کرے گا اور اپنی عطا اور بخشش کے ذریعے تجھے غنی اور بے نیاز کردے گا۔ تیری مدد کرے گا۔ تجھے حاکم بنائے گا۔ چنانچہ وہ تمام مخلوق کے علاوہ خود اپنی ذات سے بھی مستغنی ہو جاتا۔ اس مقام پر وہ اپنی محتاجی اور تونگری کو بھی کوئی اہمیت نہیں دیتا۔

اَلْمَقَالَةُ التَّاسِعَةُ وَالْخَمْسُوْنَ (۵۹)

صبر وشکر

حضرت قطب ربانی غوث جیلانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

تیری زندگی دو حالتوں سے خالی نہیں۔ یا تو حالت آزمائش میں ہوگا یا نعمت کی حالت میں۔ اگر آزمائش کی حالت میں ہے تو تجھ سے بہ تکلف ہی اگرچہ کیوں نہ ہو صبر کا مطالبہ کیا جائے گا۔ مگر یاد رہے یہ ادنیٰ درجہ کی بات ہے کیونکہ صبر کرنا اس سے بلند اور اعلیٰ درجہ ہے۔ پھر راضی رہنا اور موافقت کرنا ہے۔ پھر فنا ہونا ہے۔ یہ فنائیت۔ ابدال اور عارفین اللہ تعالیٰ کو جاننے والوں کی ہے۔ اور اگر نعمت وعطا کی حالت ہے تو اس پر شکر ادا کرنا تجھ پر ضروری ہے۔ اور شکر۔ زبان۔ دل اور اعضاء کے ساتھ ہوتا ہے۔

زبان سے شکر:۔

تو زبان کے ساتھ شکر کرنے کے یہ معنی ہیں کہ تہہ دل سے اس بات کا اعتراف کرے کہ نعمت وعطا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اور اس میں اپنی ذات اور مخلوق۔ کسب وہنر۔ قوت' حرکت' طاقت کا کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ بندہ خود اور یہ ساری چیزیں نعمت کے اسباب اور وسائل ہیں نعمت کو پیدا کرنے والا تقسیم کرنے والا۔ اور اسباب مہیا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ جب تقسیم کرنے والا بھی اللہ ہے۔ اجرائے نعمت بھی اللہ ہے۔ نعمت کا ایجاد کرنے والا بھی اللہ ہے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی دوسرا شکر اور حمد وثنا کے لائق ہوسکتا ہے۔ اور حقیقت بات یہ ہے ہدیہ اٹھا کر لانے والے غلام کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی بلکہ ہمیشہ ہدیہ بھیجنے والے مالک پر نظر کی جاتی ہے۔ جن کو یہ بصیرت حاصل نہیں ہے ان کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے۔

يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ مِّنَ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ (سورۃ روم)

ترجمہ: جانتے ہیں آنکھوں کے سامنے کی دنیوی زندگی اور وہ آخرت سے پورے بے خبر ہیں۔ (کنزالایمان)

تو جس شخص کی نظر صرف ظاہر پر ٹک گئی اور اس کے علم ومعرفت کی طرف نظر نہ کی تو وہ جاہل۔ بے وقوف اور کم عقل ہے۔ عاقل کو عاقل اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس کی نظر ہمیشہ انجام کار کی طرف ہوتی ہے۔

دل کا شکر:۔

تو دل سے شکر کرنے کے یہ معنی ہیں کہ پختہ دل کے ساتھ اس بات کا ہمیشہ یقین اور اعتقاد رکھے کہ میری تمام ظاہری و باطنی نعمتیں۔ لذات منافع اور تمام حرکات وسکنات اللہ عزوجل کی طرف سے ہیں اس کے غیر کی طرف سے نہیں۔زبان سے شکر کرنا تیرے دل کے اندر کی حالت کو ظاہر کرتا ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وما بکُم مِن نِعمۃٍ فمن اللّٰہِ (سورۃ نحل)

ترجمہ: تمہارے پاس جو کوئی نعمت ہے سب اللہ کی طرف سے ہے۔

ایک اور مقام پر فرمان خداوندی۔

واسبغ علیکُم نِعمہ' ظاہِرۃً وبَاطِنۃً (سورۃ لقمان)

ترجمہ: اور تمہیں بھر پور دیں اپنی نعمتیں ظاہر اور چھپی (کنزالایمان)

ایک اور مقام پر ارشاد ربانی ہے۔

وان تعُدّوا نِعمَتَ اللّٰہ لاتُحصُوھَا (سورۃ ابراہیم)

ترجمہ: اور اللہ کی نعمتیں گنو تو شمار نہ کرسکو (کنزالایمان)

اعضاء کا شکر:۔

تو ان دلائل سے واضح ہوگیا کہ کسی مومن کیلئے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نعمت عطا کرنیوالا نہیں۔ رہا اعضا کا شکر۔تو یہ شکر اس طرح ادا ہوگا کہ اعضاء کو تو حرکت دے یعنی اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری کر۔ اور اس میں غیر اللہ کا کوئی دخل نہ ہو۔جس چیز میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہو اس میں مخلوق کو اہمیت نہ دے۔ اور یہ قاعدہ۔نفس۔خواہش۔آرزو۔ارادہ اور تمام مخلوق سب کیلئے ہے۔

اللہ تعالیٰ کی عبادت وفرمانبرداری کو اصل مقصد اور منزل قرار دے اور اس کے علاوہ ہر چیز کو تابع ۔پیروی کرنے والا۔اور مقتدی بنادے۔تو اچھی طرح جان لے کہ اگر تو نے اس

کے علاوہ یعنی اس کی مخالفت کی تو تو ظالم اور راہ ہدایت سے دور۔ اور اللہ تعالیٰ کے احکام جو اس نے اپنے نیک بندوں کیلئے مقرر کئے ہیں کی خلاف ورزی کرنے والوں میں شامل ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

ومن لَم یحکُمْ بِما انزل اللّٰہُ فَاُولٰئِکَ ھُمُ الْکافِرُوْن (سورۃ المائدہ)

ترجمہ: اور جو اللہ کے اتارے پر حکم نہ کرے تو وہی لوگ کافر ہیں (کنزالایمان)

ایک اور جگہ ارشاد باری ہے۔

ومن لَم یحکُمْ بِما انزل اللّٰہُ فَاُولٰئِکَ ھُمُ الظّالِمُوْن (سورۃ المائدہ)

ترجمہ: جو اللہ کے اتارے پر حکم نہ کریں وہی لوگ ظالم ہیں (کنزالایمان)

ایک اور مقام فرمان خدوندی:-

فاُولٰئک ھُمُ الفاسقُوْنَ (سورۃ المائدہ)

اور وہی لوگ فاسق ہیں۔

تو اس وقت تیری انتہا اور انجام جہنم ہوگا جس کا ایندھن پتھر اور انسان ہیں حالانکہ تو دنیا میں معمولی سے بخار اور ذرا سی آگ کی چنگاری کی تپش کو برداشت نہیں کر سکتا۔ تو جہنم میں ہمیشہ رہنے پر کس طرح صبر کرے گا۔ النجات النجات۔ خبردار خبردار۔ اللہ اللہ۔ دونوں حالتوں اور ان کی شرائط کو پیش نظر رکھ۔ کیونکہ ساری زندگی ان دو حالتوں بلا یا نعمت میں سے ایک کے ساتھ ضرور تیرا واسطہ رہے گا۔

تو جس طرح میں نے ہر حالت تفصیل کے ساتھ تیرے سامنے بیان کر دی ہے تو صبر وشکر کے ساتھ ان کی تکمیل کر۔ تجھے خیال رہنا چاہیے کہ آزمائش اور مصیبت کی حالت میں مخلوق کے سامنے کوئی شکوہ شکایت نہ ہو اور نہ ہی ہرگز ہرگز کسی قسم کی بے قراری کا اظہار۔ اور تو اپنے دل میں بھی اپنے رب پر الزام ہرگز نہ لگا۔ تیرے لئے تیری دنیا و آخرت میں اس کی حکمت و بھلائی اور بہتر چیز کو اختیار کرنے میں شک و شبہ کو راہ نہ دے۔ اس طرح

ضرر ونقصان سے بچنے کیلئے بھی غیر کی طرف نہ دیکھ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ملک میں کوئی شخص بھی کسی چیز کا مالک نہیں۔ اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نفع ونقصان۔ بیماری وتندرستی۔ خوشی اور غمی کا مالک ہے۔

تو ظاہر و باطن سے دونوں طرح مخلوق سے بے نیاز ہو جا۔ کیونکہ مخلوق تجھے اللہ تعالیٰ کی راہ میں قطعاً فائدہ نہ دی گی۔ بلکہ صبر ورضا' موافقت اور تقدیر الٰہی کے سامنے سرتسلیم خم ہونے کی عادت اختیار کر۔ اگر تجھے یہ چیزیں نصیب نہ ہوسکیں تو پھر اللہ رب العزت کی بارگاہ میں عاجزی وزاری اور گناہوں کا اعتراف کر۔ اور نفس کی برائی کی جزاء کیلئے اپنے آپ کو تیار کر۔ اللہ تعالیٰ کی نعمت پر اس کی تقدیس اور توحید کا اقرار، شرک سے اجتناب کر۔ صبر ورضا اور طلب موافقت کو ضروری جان۔ یہاں تک کہ نوشتہ تقدیر مکمل ہو جائے۔ مصیبت ٹل جانے اور نعمت وراحت مسرت اور خوشی کا دور دورہ ہو جائے گا جیسا کہ حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام کے ساتھ ہوا تھا۔ یا جس طرح رات کی تاریکی کے جانے کے بعد روشنی آتی ہے اور سردیوں کی ٹھنڈک کے بعد بہار آتی ہے۔ کیونکہ ہر ایک چیز کی ضد' عکس' غایت' انتہا اور مقررہ مدت ہے۔ پس صبر ہی اس کی کنجی اور ابتداء وانتہا اور کمال ہے۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم:۔

جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

الصَّبْرُ من الْاِیْمان کالرَّأسِ مِنَ الْجَسَدِ

یعنی ایمان میں صبر کا وہی تعلق ہے جو جسم میں سر کا ہوتا ہے۔

اور دوسری حدیث میں یوں آیا ہے۔

الصَّبْرُ الْاِیْمانُ کُلُّه'

یعنی صبر ہی مکمل ایمان ہے۔

اور کبھی شکر اختلاط نعمت سے ہوتا ہے اور یہ نعمتیں تیرے لئے اللہ تعالیٰ کی بخشش و عنایت ہیں جو تیری قسمت و مقدر ہیں۔ شریعت کی اتباع اور حفاظت۔ خواہشات نفس سے

پرہیز۔ اور اپنی قسمت پر قانع ہونے کا نام ہی شکر ہے یہ ابدالوں کا مقام و مرتبہ ہے۔ جو کچھ میں نے یہ تیرے لئے بیان کیا اس سے نصیحت حاصل کر انشاء اللہ تعالیٰ تجھے راہ ہدایت عطا کر دی جائے گی۔

اَلْمَقَالَةُ السِّتُّوْنَ (٦٠)

ابتداء اور انتہا

حضرت غوث اعظم رحمتہ علیہ فرماتے ہیں۔

سلوک کی ابتدا یہ ہے بندے کا طبعی عادات سے نکل کر احکام شریعت کی طرف آئے۔ پھر تقدیر الٰہی اور حدود شریعت کی حفاظت کرتے ہوئے طبعی عادت کی طرف لوٹنا ہے تو اس کا مقصد یہ ہے کہ تو اپنی طبعی عادتوں مثلاً کھانے پینے۔ لباس و نکاح۔ آوام و سکون اور دوسری طبعی خواہشات سے احکام شریعت کی طرف نکل آئے اور اللہ تعالیٰ کی کتاب (یعنی قرآن پاک) اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا پیروکار بن جائے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

وما اٰتٰکُم الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْ (سورۃ الشعرا)

ترجمہ: جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔

(کنز الایمان)

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قُل اِن کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ (سورۃ آل عمران)

ترجمہ: اے محبوب! تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہوں تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ۔ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔ (کنز الایمان)

اسکے بعد تو اپنے ظاہر و باطن میں نفس اور اس کی سرکشی سے بے نیاز کر دیا جائے گا۔ اس وقت تیرے باطن میں توحید کے سوا کچھ نہ ہوگا اور تیرا ظاہر عبادت و اطاعت الٰہی سے

آراستہ و پیراستہ ہوگا اور یہ حرکت وسکون، سختی و نرمی۔ سفر و حضر۔ صحت و بیماری۔ رات اور دن الغرض ہر حال میں تیرا طریقہ مسلک ظاہر و باطن کا لباس ہوگا اس مقام پر تجھے میدان قدر کی طرف اٹھا لیا جائے گا اور قضا اور قدر کا تجھ میں تصرف ہو جائے گا اور یہاں تیری جدو جہد اور کسب وقوت فنا ہو کر رہ جائے گی اور تجھے وہ حصے بھی عطا ہوں گے جو علم باری تعالیٰ کے مطابق ازل سے تیرا مقدر ہیں تو ان حصوں سے بہراور ہوگا اور تجھے حفظ و سلامتی عطا کی جائے گی۔ اور حدود شریعت کی نگہبانی گی۔ اور فعل الٰہی میں موافقت نصیب ہوگی۔

بے دینی اور حرام کو جائز سمجھنے اور احکام شریعت کی پرواہ نہ کرنے اور ایسے گناہ کا صدور تجھ سے نہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْن (سورۃ الحجر)

ترجمہ: بے شک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔

اور دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

کَذٰلِکَ لِنَصْرِفَ عَنْہُ السُّوْءَ وَالْفَحْشَاءَ اِنَّہٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِیْنَ (یوسف)

ترجمہ: اور ہم یونہی کیا کہ اس سے برائی اور بے حیائی کو پھیر دیں۔ بیشک وہ ہمارے چنے ہوئے بندوں میں سے ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے آخری دم تک پرہیز اور حفاظت کا دامن تیرے ہاتھ سے نہ چھوٹے گا اور بے شک وہ تیرے حصے جو تیرے لئے مقرر ہیں وہ طبیعت کے میدانوں۔ خواہشات وعادت کے بیابانوں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں تیرے سیر و سفر کے دوران تجھ سے روک لئے ہیں کیونکہ وہ بارگراں ہیں۔ اس لئے تجھ سے دور کر دیئے ہیں تاکہ وہ تجھے بوجھل اور سست نہ کریں اور فنا کے میدان یا آستانہ تک پہنچتے پہنچتے یہ بوجھ تیرے مقصود و مطلوب سے بہکا نہ دیں۔ اور یہ فنا ہی قرب الٰہی کا موجب ہیں اس کی معرفت کا باعث اور اس کے اسرار و علوم کے حصول کا سبب ہے اور یہ ایک ایسا نورانی سمندر کہ طبیعت کی تاریکی جس کے

انوار کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ پھر جب تک روح جسم سے جدا نہیں ہوتی طبیعت اپنا حصہ لینے کیلئے مضطرب اور باقی رہتی ہے کیونکہ اگر طبعی تقاضے انسان میں باقی نہ رہیں تو وہ فرشتوں میں شامل ہو جائے اور سارا نظام عالم درہم برہم اور حکمت الٰہی باطل ہو جائے اس لئے تیرے اندر طبعی تقاضے باقی رہے۔ تاکہ اپنے حصوں اور خواہشات کو حاصل کرے البتہ اس مقام طبعی تقاضوں کا باقی رہنا حقیقتاً نہیں بلکہ محض وظیفے کے طور پر ہوگا۔

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم :-

جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

حُبِّبَ اِلَیَّ مِنْ دُنْیَاکُمْ ثَلٰثٌ اَلطِّیْبُ وَالنِّسَاءُ وَجُعِلَتْ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ

یعنی تمہاری دنیا میں سے تین چیزوں کی محبت میرے دل میں ڈال دی گئی ہے۔ خوشبو عورت اور نماز جو میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

تو جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا اور دنیا کی اشیاء سے بے نیاز ہو گئے تو راہ خدا کی سیر میں آپ کو وہ مقامات عطا کئے گئے جو آپ کیلئے ابھی تک باقی تھے۔ چنانچہ فعل حق پر رضا مندی اور اپنے رب کی موافقت اور اس کے حکم پر عمل پیرا ہو کر آپ نے یہ مقام حاصل کر لئے۔ اللہ تعالیٰ کے نام مقدس اور اس کی رحمتیں عام ہیں اور اس کا فضل تمام انبیاء اور اولیاء کو شامل ہے اس بارے میں ولی کا بھی یہی حال ہے کہ فنائیت کے بعد اسے اس کے حصے شریعت کی حدود کی حفاظت کیساتھ لوٹا دیئے جاتے ہیں پس انتہا سے ابتدا کی طرف رجوع کرنے کا مقصد و مطلب یہی ہے۔

اَلْمَقَالَۃُ الْحَادِیَۃُ وَالسِّتُّوْنَ (٦١)

مقام ورع اور تقویٰ

حضرت غوث جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ہر مومن اپنی قسمت کا حصہ لینے اور اسے قبول کرنے کا مکلف ہے کہ توقف کرے یعنی

ٹھہرے اور تحقیق کرے یہاں تک کہ شریعت اس کے جائز ہونے اور علم اس کی قسمت کے متعلق جو اس کا مقدر اور مقسوم ہے' کی گواہی دے۔

فرمان نبوی ﷺ :-

جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

انَ الْمُؤْمن فتّاس'' وَالْمُنَافِقُ

یعنی بیشک مومن تحقیق وتفتیش کرنے والا ہے اور منافق اسے فوراً قبول کرنے والا ہے۔

اور جگہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ مومن ٹھہرنے والا توقف کرنے والا ہے۔

اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

دعْ ما یُرِیْبکَ الٰی ما لَا یُرِیْبُکَ

یعنی جو چیز تجھے شک میں ڈالے اسے چھوڑ دے اور جو شک وشبہ سے پاک ہوا سے' قبول کر۔

مومن اپنی مقدر ومقسوم کی ہر اشیاء کو کھانے' پینے' لباس ونظام تک کے قبول کرنے میں بھی توقف یعنی ٹھہرتا ہے۔ اگر مومن حالت تقویٰ میں ہے تو جب تک ظاہر شریعت ان چیزوں کے قبول کرنے کا اسے حکم نہ دے تو وہ ہرگز نہیں لیتا اگر مومن مقام ولایت میں ہے تو اس کے بارے میں وہ باطنی حکم اور اشارے کے مطابق فیصلہ کرتا ہے اگر وہ مقام ابدالیت وغوثیت میں ہے تو وہ ان چیزوں کے متعلق علم الٰہی اور فعل یعنی تقدیر محض کے حکم کے مطابق چلے او واضح رہے کہ حالت ابدالیت وغوثیت حالت فنا ہے۔ پھر اس پر ایک اور حالت آتی ہے اس میں اس کا مفہوم کھل جاتا ہے اور اسے ملنے لگتا ہے تو جب تک شریعت یا باطنی حکم یا علم اسے نہ روکے تو وہ لیتا رہتا ہے اگر ان میں سے کوئی چیز اسے ان کے قبول کرنے سے روکتی ہے تو وہ رک جاتا ہے۔ اور اسے ترک کر دیتا ہے لہٰذا یہ حالت پہلی حالت کے برعکس ہوتی ہے۔ پہلی حالت میں توقف اور انتظار کا غلبہ تھا جبکہ دوسری میں اسے قبول کر لینا اور

لے لینا غالب تھا۔ پھر اس کے بعد تیسری حالت آتی ہے اس میں مذکورہ تینوں چیزوں میں سے کسی قسم کا اعتراض کئے بغیر مقسوم میں آنے والی چیزوں کا قبول کرنا اور لے لینا ہے اور یہی حقیقت فنا ہے۔ مومن اس حالت میں تمام آفتوں سے محفوظ رہتا ہے اور حدود شریعت کو بھی توڑنے سے بچ جاتا ہے اور ہر قسم کی برائیوں سے بھی محفوظ ہو جاتا ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

كَذَالِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوءَ وَالْفَحْشَاءَ اِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ (سورۃ یوسف)

ترجمہ: ہم نے یوں ہی کیا کہ اس سے برائی اور بے حیائی کو پھیر دیں بیشک وہ ہمارے چنے ہوئے بندوں میں سے ہے۔ (کنزالایمان)

اس وقت بندہ حدود شریعت کی حفاظت کی وجہ سے اس غلام کی طرح ہو جاتا ہے جسے مالک اپنی اجازت سے تمام امور سپرد کر دیتا ہے اور وہ مباحات میں مطلق العنان ہو جاتا ہے اور بھلائیاں اسے گھیر لیتی ہیں اور اسے اس کا مقسوم دنیا و آخرت میں آفات اور کدورتوں سے پاک اور ہر قسم کی آلائشوں سے صاف اور ارادہ و رضا فعل الٰہی کے موافق ہو کر ملتا ہے اولیاء اللہ کیلئے اس سے بڑھ کر کوئی مقام نہیں اور یہی وہ مقام ہے جس میں اولیاء میں سے خاص اور صاحب اسرار لوگ فائز ہیں۔ گویا اس مقام پر یہ لوگ انبیاء کرام کے احوال کے آستانوں تک پہنچ گئے۔ ان سب پر اللہ تعالیٰ کا درود و سلام ہو۔

اَلْمَقَالَةُ الثَّانِيَةُ وَالسِّتُّوْنَ (۶۲)

اللہ سے محبت کے آداب

سیدنا عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

عجیب بات ہے تو ہمیشہ یہ کہتا ہے کہ فلاں شخص کو قرب نصیب ہو گیا اور میں دور ہوں اسے عطا اور بخشش سے سرفراز کیا گیا اور میں محروم ہوں فلاں شخص کو غنی کر دیا گیا اور میں محتاج ہوں۔ اور فلاں شخص کو عافیت اور تندرستی سے نوازا گیا اور میں بیمار ہوں۔ فلاں شخص کو

معزز اور مکرم بنایا گیا اور مجھے حقیر و ذلیل کر دیا گیا۔ میری مذمت کی جاتی ہے اور فلاں کو سچا بنایا گیا اور مجھے جھوٹا خیال کیا جاتا ہے۔

تو اے بندہ مومن کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے اور بے شک وہ محبت میں یکتائی کو ہی پسند کرتا ہے۔ جو اس کی محبت میں منفرد ہو وہ اسے پسند کرتا ہے اگر اللہ تعالیٰ غیر کے ذریعے تجھے قرب عطا کرے تو تیری محبت جو اس سے ہے کم ہو کر بٹ جائے گی کیونکہ جس ہاتھ سے کوئی نعمت ملتی ہے تو بسا اوقات دل میں اس کی محبت پیدا ہو جاتی ہے اس طرح محبت الٰہی میں کمزوری پیدا ہو گی اور اللہ وحدہ لاشریک ایسا غیور ہے جو کسی شریک کو پسند نہیں کرتا اور نہ غیر کے ہاتھوں تیری امداد یا اس کی زبان کو تیری تعریف و توصیف یا اس کے پاؤں کو تیری طرف آنے کو پسند کرتا ہے تاکہ تو اس کی وجہ سے خدا کی محبت سے منہ نہ پھیرے اور کیا تو نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ ارشاد نہیں سنا۔

فرمان نبوی:-

جُبِلَتِ الْقُلُوْبُ عَلٰی حُبِّ مَنْ اَحْسَنَ اِلَیْهَا وَبُغْضِ مَنْ اَسَاءَ اِلَیْهَا

یعنی دلوں کو طبعاً اس شخص کی محبت پر رکھا گیا ہے جو ان سے بھلائی کرے اور برائی کرنے والوں کو دشمن رکھیں۔

تو اس لئے اللہ تعالیٰ مخلوق کو تجھ پر ہر قسم کے احسان سے باز رکھتا ہے یہاں تک کہ تو دل سے اس کی وحدانیت کا قائل ہو جا اور اس سے محبت کرنے لگے اور تو اپنے ظاہر و باطن۔ حرکات و سکنات اور ہر طرح اللہ ہی کا ہو کر رہ جا اور ہر قسم کے خیر و شر کا سرچشمہ اسی کی قدرت کو خیال کر۔ اور مخلوق۔ نفس۔ خواہش و ارادہ اور اللہ تعالیٰ کے تمام ماسوا سے فانی ہو جا پھر تیرے لئے بخشش و عطا اور وسعت۔ فراوانی اور تعریف و توصیف کی زبانیں کھول دی جائیں گی۔ اس مقام پر تو ہمیشہ ناز و نعمت میں رہے گا۔ پس تو بے ادبی سے بچ جا۔ اسی ذات کی طرف دیکھ جس کی نظر رحمت تجھ پر سایہ فگن ہے اس کی طرف متوجہ ہو جس کا فضل تیری جانب متوجہ ہے۔ اسی کے ساتھ دوستی کا ہاتھ بڑھا جو تجھے دوست و محبوب رکھتا ہے۔

اسے جواب دے جو تجھے بلا رہا ہے اور اپنا ہاتھ اس کے دست قدرت میں دے جو تجھے گرنے سے بچاتا ہے اور تجھے جہالت کی تاریکیوں اور ہلاکت کے اندھیروں سے نکالنے کی فکر میں ہے اور تجھے نجاست اور آلائش سے پاک کرتا ہے۔ نفس اور نفس کی برائیوں راہ ہدایت سے گمراہ کرنے والے ساتھیوں، جاہل دوستوں، راہ حق کے لٹیروں اور ہر بہتر اور پاکیزہ چیز سے رکاوٹ کا باعث بننے والے شیاطین سے رہائی دیتا ہے اور تو آخر کب تک طبعی عادات۔ مخلوق۔ خواہشات۔ سرکشی اور اللہ کے غیر کے چکر میں پھنسا رہے گا۔ کائنات کے خالق ہر چیز کو وجود عطا کرنے والی ذات پاک سے کب تک منہ پھیرے رہے گا۔ اول۔ آخر۔ ظاہر۔ باطن۔ مرجع وماوی اسی کی ذات پاک ہے۔ روحوں کا سکون اور دل کا اطمینان اور ہر قسم کے بوجھ کو دور کرنا اسی کی ذمہ داری ہے۔ احسان۔ بخش وعطا وکرم کرنا اس کی ذات وقدرت سے وابستہ ہے۔

اَلْمَقَالَةُ الثَّالِثَةُ وَالسِّتُّوْنَ (۶۳)

معرفت کی ایک قسم

حضرت غوث جیلانی رحمتہ اللہ فرماتے ہیں۔

ایک دفعہ میں نے خواب دیکھا گویا کہ میں کہہ رہا ہوں اے باطن میں اپنے نفس سے ظاہر میں مخلوق کے ساتھ اور عمل میں اپنے ارادے کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے والے ایک شخص جو میرے قریب موجود تھا کہنے لگا۔

ما هذا الكَلامُ یہ کیسا کلام ہے۔ تو میں نے جواب دیا۔ هذا نوعٌ من المعرفه یہ معرفت کی ایک قسم ہے۔

اَلْمَقَالَةُ الرَّابِعَةُ وَالسِّتُّوْنَ (۶۴)

وہ زندگی جسے موت نہیں

حضرت قطب ربانی محبوب سبحانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ایک دن مجھے ایک کام نے تنگ کیااور نفس اس کے بوجھ تلے حرکت کرنے لگا آرام وسکون طلب کرنے اس کی تنگی سے پیچھا چھڑانے کی خواہش کرنے لگا۔ تو مجھے کہا گیا تو کیا چاہتا ہے میں نے کہا ایسی موت چاہتاہوں جس کے بعد زندگی نہ ہو۔

ایسی زندگی چاہتا ہوں جس میں موت نہ ہو۔ پھر مجھے کہا گیا کہ وہ کون سی موت ہے جس کے بعد زندگی نہ ہواور وہ کون سی زندگی ہے جس کے بعد موت نہیں۔

میں نے کہا وہ موت جس کے بعد زندگی نہیں ہے اپنی ہم جنس مخلوق سے اس طرح مرجانا ہے کہ ان سے کسی قسم کے نفع ونقصان کا خیال نہ ہو۔ اور انسان دنیا وآخرت میں اپنے ارادہ وخواہشات سے اس طرح باہر نکل آئے کہ گویا وہ ان کیلئے مر گیا ہے۔ اور رہی وہ زندگی جس میں موت نہیں تو یہ دائی زندگی ہے جس میں وجودتو باقی نہیں رہتا البتہ اللہ تعالیٰ کے فضل میں فنا ہو کر انسان حیات ابدی حاصل کرلیتا ہے۔ فعل الٰہی میں فنائیت کی موت ہی اصل میں زندگی ہے۔ اور جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے میری سب سے اہم خواہش وارادہ اورتمنا یہی تھی لہٰذا یہ ارادہ ان تمام ارادوں سے زیادہ نفیس وعمدہ ہے۔

اَلْمَقَالَةُ الْخَامِسَةُ وَالسِّتُّونَ (٦٥)

دعا کی قبولیت میں تاخیر کا سبب

شہنشاہ بغداد رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

دعا کی قبولیت میں دیر ہونے پر اپنے رب پر کیوں غصہ وناراضگی کا ظہار کرتا ہے۔ تو کہتا ہے کہ مخلوق سے سوال کرنا بھی حرام کردیا گیاہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے سوال کرنا واجب کردیا گیا ہے۔ مگر اللہ سے سوال کرتا ہوں تو وہ قبول نہیں کرتا۔ اس لئے ہم تجھ سے پوچھتے ہیں تو غلام ہے کہ آزاد۔ اگر تو کہے کہ میں آزاد ہوں تو یہ کفر ہے۔ اگر کہے کہ میں غلام ہوں تو پھر تجھے کہاجائے گا کیا تو دعا کے قبول ہونے میں دیر کی وجہ سے اپنے مالک پر الزام کیوں لگا رہا ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ تو نے اس کی رحمت اور حکمت جو بمعہ تیرے تمام مخلوق پر جاری وساری ہے۔ اور اس کیلئے ان تمام کے احوال کے علم میں شک کیا ہے۔

اور دوسری صورت یہ ہے کہ اگر تو اپنے مالک پر کسی قسم کا الزام نہ لگائے بلکہ اس کی تاخیر میں اس کی حکمت اور مصلحت کا اقرار کرتا ہے تو تیرے لئے اس کا شکر ادا کرنا واجب ہے کیونکہ آخر اس تاخیر کی وجہ اس نے تیرے حسب حال تجھ سے فساد دور کر کے نعمت اور بھلائی کو پسند فرمایا۔ اس کے باوجود اگر تو دعا کی تاخیر میں اللہ تعالیٰ پر الزام لگا رہا ہے تو تو کافر ہے۔ کیونکہ اس تہمت کی وجہ سے تو نے اس کی طرف ظلم کی نسبت کی ہے۔ حالانکہ نہ تو وہ اپنے بندے پر ظلم کرتا ہے اور نہ ظلم کو پسند کرتا ہے ظلم کرنا اللہ تعالیٰ کے لئے محال ہے کیونکہ وہ تیرا اور تیرے علاوہ ہر شے کا خالق و مالک ہے اور مالک کو اختیار ہے کہ وہ جس طرح چاہے اپنی ملکیت میں تصرف کرے۔ اس لئے اس پر ظلم کا اطلاق نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ ظالم وہ ہے جو دوسرے کی ملکیت میں اس کی اجازت کے بغیر تصرف کرے۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ جو کچھ کرتا ہے اگرچہ وہ بظاہر تیری مصلحت' طبیعت اور خواہش نفس کیخلاف بھی کیوں نہ ہو تجھے اس پر ناراضگی و برہمی کی بالکل اجازت نہیں ہے۔ صبر و شکر اور موافقت و رضا اختیار کر۔ اور الزام تراشی۔ سرکشی۔ برہمی اور خواہش جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں تجھے گمراہ کرتی ہے سے کنارہ کشی اختیار کر۔ تو دعا میں ہمیشہ اور صدق دل سے التجاء میں مشغول رہ۔ اور اپنے رب کے ساتھ حسن ظن اور کشادگی کی امید رکھ۔ اللہ کا وعدہ سچا جان اور اس سے شرم کر۔ اس کی اتباع کر۔ اس کی توحید کی حفاظت کر۔ اور اس کے احکام کی ادائگی میں جلدی کر۔ اس کی منع کردہ باتوں سے پرہیز کر۔ اور اس کی قدر و فعل کے جاری ہونے کے وقت اپنے آپ کو مردہ سمجھ۔ اور اگر الزام اور بدگمانی کے بغیر چارہ نہیں۔ تو پھر نفس پر الزام لگانا زیادہ مناسب ہے۔ اور جو اللہ تعالیٰ کا نافرمان اور برائی کا حکم دیتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی طرف ظلم کی نسبت کرنے سے نفس کی طرف ظلم کا انتساب زیادہ لائق ہے پھر ہر حال میں نفس کی تابعداری۔ دوستی اور اس کے قول و فعل سے راضی رہنے سے بچ۔ کیونکہ نفس اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا مخالف اور خود تیرا دشمن ہے۔

اللہ کے باغی اور تیرے دشمن مردود ملعون کا خاص دوست۔ نائب و جاسوس ہے۔ اللہ

تعالیٰ سے ڈر۔ اللہ تعالیٰ سے ڈر۔ اللہ تعالیٰ سے ڈر۔ پرہیز کر۔ پرہیز کر۔ جلدی کر۔ جلدی کر۔ نفس پر الزام لگا اور اس کی طرف ظلم کی نسبت کر۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان یاد رکھ۔

فرمان خداوندی:-

مَا یَفْعَلُ اللّٰہُ بِعَذَابِکُمْ اِنْ شَکَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ (سورۃ نساء)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب دے کر کیا کرے گا اگر تم شکرو اور ایمان لاؤ۔

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی سامنے رکھ۔

ذَالِکَ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْکُمْ وَاَنَّ اللّٰہَ لَیْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْد (سورۃ آل عمران)

ترجمہ: یہ بدلہ ہے اس کا جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجا اور اللہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔ (کنزالایمان)

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی پڑھ۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَظْلِمُ النَّاسَ شَیْاءً وَّلٰکِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَھُمْ یَظْلِمُوْنَ (سورۃ یونس)

ترجمہ: بے شک اللہ لوگوں پر ظلم نہیں کرتا۔ ہاں لوگ ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔ (کنزالایمان)

اور اسکے علاوہ بے شمار آیات کریمہ اور احادیث مبارکہ ہیں جو ہمیشہ سامنے رکھی جاہیں۔

تو اللہ کی خاطر نفس کا دشمن۔ اس سے لڑنے والا۔ جنگ کرنیوالا۔ تلوار مارنے والا۔ نفس پر حاوی اور صاحب حشمت و لشکری و سپاہی بن جا۔ کیونکہ نفس اللہ تعالیٰ کے دشمنوں میں سب سے بڑا دشمن ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سیدنا داؤد علیہ السلام سے فرمایا۔

یَا داوٗدُ اھْجُرْھُوَاکَ فَاِنَّہٗ لَامُنَازِعَ یُنَازِعُنِیْ فِیْ مُلْکِیْ غَیْرَ الْھَوٰی

ترجمہ: اے داؤد اپنی خواہش کو چھوڑ دکیونکہ میرے ملک میں خواہشات کے سوا مجھ سے کوئی جھگڑا کرنیوالا نہیں۔

بس دعا ھا کان زیانست و وبال | از کرم نی نشود شان ذوالجلال

یعنی بہت ساری دعائیں ایسی ہوتی ہیں جس سے نقصان و وبال ہونے کا ڈر ہوتا ہے۔ ذوالجلال کی شان کریمی یہ ہے کہ وہ اسے قبول نہیں فرماتا۔

اَلْمَقَالَةُ السَّادِسَةُ وَالسِّتُّوْنَ (٦٦)

آداب دعا

حضرت غوث ثقلین رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اے بندہ مومن یہ نہ کہہ میں اللہ تعالیٰ سے دعا نہیں کروں گا۔ کیونکہ جو میں اس سے مانگوں اگر وہ میری قسمت میں ہے چاہے مانگوں یا نہ مانگوں وہ مجھے مل جائے گا اور اگر میری قسمت میں نہیں ہے تو وہ دعا کرنے سے بھی نہیں ملے گا۔ بلکہ دنیا و آخرت کی ہر وہ بہتر چیز جس کی تجھے حاجت ہے بشرطیکہ وہ حرام یا فساد کا سبب نہ ہو اللہ تعالیٰ سے طلب کر۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تجھے مانگنے اور سوال کرنے کا حکم دیا ہے اور اسی کی تجھے ترغیب دی ہے۔

فرماتا ہے۔

اُدْعُونِی اَسْتَجِبْ لَکُمْ. مجھ سے دعا کر میں قبول کروں گا۔

اور دوسرے مقام پر فرمایا۔

وَاسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِه. اللہ سے اس کا فضل مانگو

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

اسْئَلُوا اللّٰهَ وَاَنْتُمْ مُوْقِنُوْنَ بِالْاِجَابَةِ اللہ سے مانگو کہ تمہیں قبولیت کا یقین ہو جائے۔

ایک اور حدیث میں ہے۔

اسْئَلُوا اللّٰهَ بِبُطُوْنِ اَكُفِّكُمْ. دعا کیلئے بارگاہ ربوبیت میں دست دراز کرو۔

ان کے علاوہ اور کئی ایسی احادیث مبارکہ ہیں اور تو یہ نہ کہہ کہ میں اس سے سوال کرتا ہوں اور میرا سوال شرف قبولیت حاصل نہیں کرتا۔ اس لئے میں اس سے سوال نہیں کرتا۔ اے بندہ خدا! ہمیشہ تو اپنے رب سے مانگتا رہ۔ اس لئے اگر وہ چیز جس کا تو سوال کرتا ہے اگر تیری قسمت میں ہے تو تیری دعا کے بعد تجھے عطا کردی جائے گی۔ اس وقت یہ عطا تیری توحید میں استقامت۔ مخلوق سے بے نیازی۔ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے رجوع اور اسی کی ذات پاک تمام حاجات کی روائی کا باعث بن کر ایمان و یقین میں اضافہ کرے گی۔

اگر وہ چیز تیری قسمت میں نہیں ہے تو اس سے تجھے بے نیازی اور حالت فقر میں رضا مندی کی عظیم دولت عطا کرے گا۔ اگر محتاجی اور بیماری ہے تو تجھے اس میں راضی کرے گا۔

اور اگر تو مقروض ہے تو قرض خواہ کو سختی سے نرمی اختیار کرنے یا تیری سہولت تک تاخیر کرنے یا معاف کرنے یا کم کردینے پر مائل کرے گا۔ ہاں یہ بھی ہوسکتا ہے اگر وہ قرض دنیا میں تجھ سے ساقط یا معاف نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے جو تیرے سوال پر دنیا میں نہ دیا آخرت میں عظیم ثواب عطا فرمائے گا۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ کریم ہے۔ بے نیاز ہے۔ رحیم ہے۔ اپنے بندہ سائل کو ناامید نہیں کرتا۔ اس کا فائدہ انسان کو ضرور پہنچتا ہے دنیا میں لے چاہے آخرت میں۔

فرمانِ نبوی ﷺ :-

اَنَّ الْمُؤْمِنَ یَرٰی فِیْ صَحِیْفَةِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ حَسَنَاتٍ لَّمْ یَعْمَلْهَا وَلَمْ یَدْرِ بِهَا فَیُقَالُ لَه‘ اَتَعْرِفُهَا فَیَقُوْلَ مَا اَعْرِفُهَا مِنْ اَیْنَ لِیْ لِهٰذَا فَیُقَالُ لَه‘ اَنَّهَا بَدَلُ مَسْئَلَتِکَ الَّتِیْ سَاَلْتَهَا فِیْ دَارِ الدُّنْیَا

ترجمہ: بے شک مومن قیامت کے دن اپنے نامہ اعمال میں ایسی نیکیاں دیکھے گا۔ جو اس نے نہ کی ہوں گی بلکہ اسے ان کا علم تک نہ ہوگا اس وقت اس سے پوچھا جائے گا ان نیکیوں کے بارے میں تجھے علم ہے تو وہ انکار کریگا۔ چنانچہ اسے بتایا جائے گا کہ تیری یہ نیکیاں ان دعاؤں کا بدلہ ہیں جو تو دنیا میں مانگتا رہا۔

تیرے علم میں یہ بات رہے یہ نیکیاں کیوں بن جاتی ہیں اس کی چند وجوہات ہیں۔ سوال میں بندہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے۔ اس وقت توحید کا تصور اس کے سامنے ہوتا ہے بندہ اس وقت مستحق دعا کے حقوق کی ادائیگی کرکے ایک چیز کو اپنے دائرہ کار میں ادا کر رہا ہوتا ہے اور اپنی طاقت وقوت۔ تکبر و بڑائی اور شرم کے پردوں سے نکل آتا ہے۔ تو یہ سب کچھ نیک اعمال ہیں جن کا اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر وثواب ہے۔

آہ گریہ بردرش چنداں کنم تا بخود آں غنچہ را خنداں کنم

میں تو اس کے دروازے پر اس قدر آہ زاری کروں گا اس غنچہ کو خود بخود خوش ہونے والا کردوں گا۔

اَلْمَقَالَةُ السَّابِعَةُ وَالسِّتُّوْنَ (٦٧)

مجاہدہ نفس

حضرت محبوب سبحانی غوث جیلانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

جب تو اپنے نفس کے خلاف جہاد کرے گا اور مخالفت کی تلوار سے قتل کر کے اسے مغلوب کرلیا تو اللہ تعالیٰ اسے زندہ کردے گا۔ چنانچہ وہ حلال وحرام چیزوں میں سے اپنی خواہشات کے مطابق اشیاء طلب کرے گا اس وقت تجھے اپنے نفس کے ساتھ مجاہدہ کر کے اس پر غلبہ حاصل کرنا پڑے گا تاکہ اللہ تعالیٰ تجھے اس کا اجر عظیم عطا فرمائے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے یہی معنی ہیں۔

رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ

ترجمہ: ہم جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف لوٹ آئے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان میں لذات وشہوات اور گناہوں میں نفس کے انہماک کے سبب اس سے مجاہدے کو جہاد اکبر قرار دیا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ (سورۃ النحل)

ترجمہ: اور اپنے رب کی عبادت کر حتی کہ تیرے پاس یقین (یعنی موت) آ جائے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو عبادت کا حکم دیا اور یہ عبادت نفس کی مخالفت ہے۔ کیونکہ نفس تمام عبادات سے انکار اور اس کی مخالفت چاہتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے پاس یقین یعنی موت آجائے۔

اور اگر کہا جائے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نفس مبارک عبادت سے کیسے انکار کرسکتا ہے۔ جبکہ آپ میں کوئی خواہش تک باقی نہیں تھی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰى (سورۃ النجم)

ترجمہ: آپ اپنی خواہش سے کوئی بات نہیں کرتے ان کا کلام وحی ہے جو انہیں بھیجی جاتی ہے۔

تو اس کا یہ جواب ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو اس خطاب سے مخاطب فرما کر روز قیامت تک آپ کی امت کیلئے اس حکم کو عام کر دیا اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کر کے شرعی حکم کا درجہ عطا فرما دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ کو نفس وخواہش پر قوت عطا کی تھی اور انہیں محکوم بنا دیئے تا کہ یہ آپ کو ضرر ونقصان نہ پہنچا سکیں۔ اور عام لوگوں کی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مجاہدہ کی ضرورت بھی باقی نہ رہے۔

مومن کی حالت:-

جب مومن زندگی کے آخری لمحات تک نفس کیساتھ مجاہدہ کرتا رہتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے اس حال میں جا کر ملتا ہے کہ نفس وخواہش کو قتل کرنے والی خون آلودہ تلوار اس کے ہاتھوں میں ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ جنت میں اسے ساری نعمتیں عطا فرماتا ہے جن کا وہ وعدہ کر چکا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِىَ الْمَاْوٰى

(سورۃ الذرعات)

ترجمہ: اور جو اپنے رب کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرا اور نفس کو خواہش سے روکا تو بے شک جنت ہی ٹھکانہ ہے۔ (کنزالایمان)

تو جب اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ تو جنت اس کا گھر۔ قرار گاہ اور ٹھکانہ بنا دے گا۔ یہاں مومن جنت سے باہر نکلنے۔ کسی دوسری جگہ منتقل ہونے اور دنیا کی طرف لوٹنے سے محفوظ ہو جائے گا۔

جس طرح مومن دنیا میں ہر روز اور ہر ساعت نفس اور خواہشات سے نئے نئے

مجاہدے کیا کرتا تھا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ ہر روز اور ہر ساعت قسم قسم کی تازہ اور نئی نئی نعمتیں اور طرح طرح کے لباس اور بے شمار خوب صورت آرائشگی کے سامان عنایت فرمائے گا۔

نفس کے پجاری:-

البتہ کافر' منافق' گنہگار جس طرح دنیا میں نفس وخواہشات کی پیروی اور شیطان کی اتباع میں مصروف تھے کفر وشرک کے علاوہ طرح طرح کے گناہوں میں پڑے تھے اور اسی حالت کفر میں توبہ کیے بغیر اس دنیا سے کوچ کر گئے تو اللہ تعالیٰ انہیں جہنم میں داخل فرمائے گا۔ جو کافروں کیلئے تیار کی گئی ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

واتَّقُو النَّار الَّتِیْ اُعِدَّتْ لِلْکَافِرِیْن (سورۃ آل عمران)

یعنی اس آگ سے ڈرو جو کافروں کیلئے تیار کی گئی ہے۔

تو جس وقت یہ لوگ جہنم میں داخل کر دیئے جائیں گے تو آگ ان کا ٹھکانہ اور ٹھہرنے کی جگہ اور گھر بن جائے گی تو وہ آگ ان کے چمڑوں اور گوشت کو جلادے گی اللہ تعالیٰ انہیں پھر نیا گوشت پوست دے گا۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

کُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنَا هُمْ جُلُوْدًا غَیْرَهَا (سورۃ نساء)

ترجمہ: اور جب کبھی ان کی کھالیں پک جائیں گی ہم ان کے سوا اور کھالیں انہیں بدل دیں گے۔ (کنزالایمان)

ان لوگوں کا یہ حشر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور نفس وخواہشات کی اتباع کی وجہ سے ہوا۔ لہٰذا اہل جہنم کو تازہ عذاب اور تکلیف دینے کی خاطر ہر وقت نیا گوشت پوست ملے گا اور اہل جنت کو ہر وقت ہر آن نئی نعمتیں عطا ہوں گی تاکہ اس مقام پر وہ اچھی طرح لطف اٹھائیں۔ یہ انعامات دنیا میں جہاد بالنفس اور ان پر غلبہ حاصل کرنے کی وجہ سے ان لوگوں کو عطا ہوں گے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان :الدنیا مزرعة الآخرة :یعنی دنیا آخرت کی کھیتی ہے کے یہی معنی ہیں۔

اَلْمَقَالَةُ الثَّامِنَةُ وَالسِّتُّوْنَ (٦٨)

دعا سے قضاء کا ٹلنا

حضرت قطب ربانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی دعا قبول فرماتا ہے اور جو چیز بندے نے اللہ تعالیٰ سے طلب کی وہ اسے عطا کرتا ہے تو اس سے ارادہ خداوندی میں کوئی فرق نہیں آتا اور نہ نوشتہ دیوار ٹوٹتا ہے۔ چونکہ اس کا سوال اپنے وقت پر رب تعالیٰ کے ارادہ کے موافق ہوتا ہے۔ اس لئے قبول ہو جاتا ہے۔ اور روز ازل سے جو چیز اس کے مقدر میں ہے وقت آنے پر اسے مل کر رہتی ہے۔ جیسا کہ اہل علم نے اللہ تعالیٰ کے فرمان۔ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَانٍ کے بارے میں کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ مقدرات کو اوقات مقررہ کے مطابق چلاتا ہے اللہ تعالیٰ کسی کو کوئی چیز دنیا میں صرف اس کے دعا کرنے سے عطا نہیں کرتا اور نہ ہی دعا سے کسی چیز کو لوٹاتا ہے۔

اور یہ جو حدیث مبارکہ میں آیا ہے۔

لا يُرِدُّ القضاء الا الدعاء

یعنی تقدیر کو دعا کے سوا کوئی چیز نہیں بدلتی۔

اس سے مراد بھی وہی تقدیر ہے جسے اس دعا کے قبول ہونے کا حکم۔ اور آخرت میں کوئی بھی شخص اپنے نیک اعمال کی وجہ سے جنت میں داخل نہ ہوگا بلکہ جنت میں داخلہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہوگا۔ البتہ اللہ تعالیٰ بندوں کو جنت میں ان کے اعمال کی مقدار کے مطابق درجات عطا فرمائے گا۔

ایک اور حدیث میں ہے۔

جنت میں داخلہ اللہ کی رحمت سے ہوگا

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ کیا کوئی شخص اپنے عمل کی وجہ سے جنت میں داخل ہوگا۔

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے جنت میں داخل ہوگا۔ اس پر حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول آپ بھی نہیں! تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بھی نہیں آپ نے اپنا دست مبارک اپنے سر مبارک پر رکھ کر فرمایا مگر اللہ تعالیٰ کی رحمت نے مجھے ڈھانپ لیا ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر کسی کا کوئی حق نہیں ہے۔ اور نہ اس پر وعدہ کی وفا لازم ہے۔ بلکہ وہ جو چاہتا ہے جسے چاہے گا عذاب دے گا۔ اور جسے چاہے بخش دے گا جس پر چاہے رحم فرمائے گا اور جسے چاہے نعمتوں سے نوازے گا۔

اور وہ جو کچھ چاہتا ہے کرتا ہے اس سے کوئی پرستش نہیں کرسکتا۔ تمام مخلوق اسی کے سامنے جواب دہ ہے۔ جسے چاہے اپنے فضل وکرم سے بے حساب رزق عطا کرتا ہے۔ اور جسے چاہتا ہے اپنے عدل وانصاف کا مظاہرہ کرتے ہوئے حسب حال دیتا ہے اور ایسا کیوں نہ ہو۔ عرش سے لیکر تحت الثریٰ تک جو زمین کے ساتویں طبقے سے نیچے تک ہے تمام مخلوق اس کی ملک اور اسی کی پیدا کردہ ہے اس کے سوا کوئی مالک وخالق نہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ءَ اِلٰہٌ" مَّعَ اللّٰہِ کیا اللہ کے سوا کوئی اور خدا ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد ربانی ہے۔

هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ کیا اللہ کے سوا کوئی اور خالق ہے۔ اور فرمایا: هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا کیا اس کے نام کا کوئی دوسرا جانتے ہو۔

ایک اور جگہ فرمان رب ذوالجلال ہے۔

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ" تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ

الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ (سورۃ آل عمران)

ترجمہ: اور یوں عرض کرا ے ملک کے مالک تو جس سے چاہے سلطنت دے اور جسے چاہے سلطنت چھین لے اور جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے ساری بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے۔ بے شک تو سب کچھ کرسکتا ہے تو دن کا حصہ رات میں ڈالے اور رات کا حصہ دن میں ڈالے اور مردہ سے زندہ نکالے اور زندہ سے مردہ نکالے اور جسے چاہے بے گنتی دے۔ (کنزالایمان)

اَلْمَقَالَةُ التَّاسِعَةُ وَالسِّتُوْنَ (٦٩)

اللہ تعالیٰ سے سوال کرنے کے آداب

سرکار غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔

اللہ تعالیٰ سے سابقہ گناہوں کی بخشش اور موجودہ اور آئندہ گناہوں سے بچنے کے سوا اور کچھ نہ مانگ حسن عبادت احکام الٰہی پر عمل کر۔ نافرمانی سے بچنے قضاء وقدر کی سختیوں پر رضا مندی۔ آمائش میں صبر۔ نعمت وبخشش کی عطا پر شکر۔ خاتمہ بالخیر اور انبیا علیھم السلام۔ صدیقین۔ شہداء۔ صالحین جیسے رفیقوں کی رفاقت کی توفیق طلب کر۔ اور اللہ تعالیٰ سے دنیا طلب نہ کر۔ اور آزمائش وتنگ دستی کی بجائے تونگرو دولت مندی نہ مانگ۔ بلکہ تقدیر اور تدبیر الٰہی پر رضا مندی کی دولت کا سوال کر۔ اور جس حال میں اللہ تعالیٰ نے تجھے رکھا ہے اس پر ہمیشہ کی حفاظت کی دعا کر۔ کیا تو نہیں جانتا ان میں سے تیری بھلائی کس چیز میں ہے محتاجی وفقر فاقہ میں ہے یا دولت مندی اور تونگری میں ہے آزمائش میں یا عافیت میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تجھ سے اشیاء کا علم چھپا کر رکھا ہے۔ ان اشیاء کی بھلائیوں اور برائیوں کے جاننے میں وہ یکتا ہے۔

سیدنا عمر فاروق کا فرمان:-

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ آپ نے فرمایا مجھے اس

بات کی پرواہ نہیں کہ میں کس حال میں صبح کروں گا آیا اس حال پر جس کو میری طبیعت ناپسند کرتی ہے۔یا اس حال پر جسے میری طبیعت پسند کرتی ہے۔ کیونکہ مجھے معلوم نہیں میری بھلائی اور بہتری کس میں ہے۔ آپ نے یہ بات اللہ تعالیٰ کی تدبیر پر رضا مندی اس کی پسندیدگی واختیار اور اس کی قضا پر اطمینان وسکون نصیب ہونے کے سبب فرمائی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ وَعَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسَىٰ أَن تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (سورۃ البقرہ)

ترجمہ: اور تم پر فرض ہوا خدا کی راہ میں لڑنا اور تمہیں ناگوار ہے اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں بری لگے اور وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور قریب ہے کوئی بات تمہیں پسند آئے اور وہ تمہارے حق میں بری ہو اور اللہ جانتا ہے تم نہیں جانتے۔ (کنز الایمان)

اس حالت پر اس وقت تک رہ کہ جب تیری خواہش ختم ہو جائے اور تیرا نفس۔ منکسر۔ ذلیل۔ مغلوب اور فرمانبردار ہو جائے۔ تیری آرزو اور ارادے ختم ہو جائیں گے۔ تیرے دل سے تعلقات ومخلوق سے خالی ہو جائے اور تیرے دل میں اللہ تعالیٰ کے سوا کچھ باقی نہ رہے۔ تیرا دل اللہ تعالیٰ کی محبت سے لبریز ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی طلب میں تیرا ارادہ سچا ہو جائے۔ اس وقت حکم الٰہی کے ساتھ دونوں جہاں کی قسمت کے حصول کی طرف تیرا ارادہ پلٹے گا۔ اور تو اللہ تعالیٰ سے اپنا حصہ طلب کرے گا اور اس سے اس کے حکم پر عمل کرتے ہوئے اس کے موافق ہوتے ہوئے طلب کریگا اگر وہ تجھے عطا اور بخشش سے نواز دے تو تو شکر ادا کرے گا اور اسے قبول کرے گا اور اگر وہ کچھ عطا نہ کرے تو اس پر برہمی کا اظہار نہ کر۔ اور نہ دل میں کسی رنج وغصے کو ہوا دے گا اور نہ اس پر بخل کی تہمت لگائے۔ کیونکہ تو نے کوئی چیز اپنی خواہش وارادہ سے طلب نہیں کی۔ بلکہ تیرا دل ان ساری چیزوں سے بے نیاز ہے۔ تو محض سوال کرنے میں اس کے امر پر عمل پیرا ہے۔ (والسلام)

ایں طلب ہم چوں خروس در صباح میکندا افغاں کہ می آید صباح

یعنی یہ طلب صبح کے وقت مرغ کی طرح ہے جو شور کرتا ہے کہ صبح آرہی ہے۔

اَلْمَقَالَةُ السَّبْعُوْنَ (۷۰)

تمام اعمال صالحہ اللہ کی توفیق کا نتیجہ ہیں

سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ کا فرمان عالی شان ہے۔

تیرا اپنے اعمال پر خود بینی اور اپنے نفس کو دیکھنا تیری طرف سے کیسے اچھا ہوسکتا ہے اور اپنے اعمال کی جزا کی طلب وبدلہ چاہنا کیسے اچھا ہوسکتا ہے۔ حالانکہ سب عمل کی توفیق و امداد اور اس کی قوت وارادے اور فضل سے ظہور میں آتے ہیں اور اگر مصیبت و گناہ سے کنارہ کشی کرتا ہے تو وہ بھی اسی کی عنایت حفاظت اور مدد سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں عطا کی ہیں تو ان کے اقرار وشکر سے کہاں غافل پھر رہا ہے یہ کیسی حماقت اور نادانی ہے۔

تو غیر کی شجاعت اور سخاوت اور اس کے مال خرچ کرنے پر ناز کررہا ہے تو اپنے دشمن کو کسی بہادر کی مدد کے بغیر قتل نہیں کرسکتا۔ اس بہادر نے اس کو گرایا اور تو نے بڑھ کر اسے قتل کر دیا۔ اگر وہ نہ ہوتا تو تو اس کی جگہ پچھاڑا ہوا اور مقتول ہوتا۔ اسی طرح تو اپنا مال ایک سچے کریم امین کی ضمانت کے بغیر کوئی چیز خرچ نہیں کرسکتا۔ جو تیرے لئے اس کا عوض اور بدلہ دینے کا ضامن ہو اگر ضامن کی بات نہ ہوتی او تجھے اس کے وعدہ ضمانت کا آسرا نہ ہوتا تو تو ایک پیسہ بھی خرچ نہ کرتا۔ آخر تو اپنی کس کارکردگی پر اس قدر مغرور ہے تیرے لئے مناسب ہے کہ تو اپنے رحیم و کریم پرودگار کی حمد وثنا میں ہمیشہ مشغول رہ اور ہر حالت میں اپنے کام کی نسبت اللہ کی طرف کر۔ البتہ برائی۔ گناہ اور ملامت اپنی طرف کر۔ اور ظلم بے ادبی کی تہمت نفس پر لگا۔ کیونکہ نفس الزام کا زیادہ مستحق ہے اور ہر قسم کے اور ہر خرابی و برائی کا منبع ہے۔ اگرچہ تیرا اور کسب کے ساتھ تیرے افعال کا خالق اللہ تعالیٰ ہے تو کا سب ہے۔ وہ خالق ہے۔ جیسا کہ بعض عرفاء نے کہا کہ بخدا ہونا اس کی قدرت سے ہے۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

اعلموا وقاربوا وسددو فکلُ مُیسّر لما خُلق له'

یعنی عمل کر اور قرب طلب کر۔ جو عمل کیلئے پیدا کیا گیا ہے اس کیلئے وہ عمل آسان کر دیا ہے۔

اَلْمَقَالَةُ الْحَادِيَةُ وَالسَّبْعُوْنَ (۷۱)

مریداور مراد

مرید:-

سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کہ تو دو حالتوں سے خالی نہیں یا تو مرید ہے یا مراد ہوگا۔ اگر تو مرید ہے تو تجھ پر بوجھ ڈالا جائے گا اور تجھے ہر سخت و بھاری چیز اٹھانی ہے۔ کیونکہ توں طالب ہے اوراس راہ کے طالب پر ہر قسم کی سختی اور مشقت آتی ہے۔ تاکہ تو اپنے مطلوب ومقصود کو حاصل کر سکے۔ تیرے لئے مناسب نہیں ہے اگر تری ذات اور اہل وعیال اور مال پر آزمائش نازل ہوتو۔ تو اس سے بھاگے۔ یہاں تک کہ یہ سختیاں اور بوجھ اور بار تجھ سے اٹھا لیا جائے گا اور ہر قسم کی سختی۔ تکلیف اور ذلت سے تجھے چھٹکارا مل جائے گا۔ اور پھر تجھے ناپاکی وگندگی' میل کچیل' اہانت' بیماری' درد اور مخلوق کی محتاجی سے محفوظ کر دیا جائے گا اور تو ناز کرنے والے محبوب لوگوں میں شامل ہو جائے گا۔

مراد:-

اور اگر تو مراد ہے تو آزمائش اور مصائب کا الزام اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہرگز نہ لگا۔ اور اس کے ہاں جو تیری قدر ومنزلت ہے اس میں بھی شک وشبہ نہ کر اور اللہ تعالیٰ اس لئے بھی تجھے آزمائش میں ڈالتا ہے تاکہ وہ تجھے مردان حق اور الیاء وابدالوں کے بلند مقامات پر فائز کر دے۔ کیا تو پسند کرتا ہے کہ تیرا مقام ومرتبہ ان کے مدارج ومراتب سے گر جائے اور تیرا لباس۔ نور ایمان اور انعامات ان کی نسبت کم ہو جائیں اگر تو اس کی پر راضی ہے تو ہوتا رہ۔ مگر اللہ تعالیٰ اس پر راضی نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

واللّٰہُ یعْلمُ وانْتُمْ لاتعْلمُوْن (سورۃ البقرہ)

یعنی اللہ تعالیٰ کو علم ہے جو تم نہیں جانتے۔

اللہ تعالیٰ تو تیرے لئے اعلیٰ۔ روشن اور خوبصورت چیز کو پسند کرتا ہے مگر تو ان سے بھی انکار کرتا ہے۔

اعتراض :-

اگر تیرے دل میں یہ خیال پیدا ہو اور کہے کہ آزمائش وابتلا تو طالبان راہ حق کا خاصہ ہے محبوبوں کیلئے تو ناز و نعمت ہے۔ اس تقسیم اور بیان کے مطابق محبوب اور مراد کا مبتلائے آزمائش کیسے صحیح ہوگا۔

جواب :-

تو اس بات کا جواب یہ ہے کہ اس لئے ہم نے پہلے زیادہ غالب کا ذکر کیا۔ پھر دوسرے درجہ میں نادر ممکن کا ذکر کیا۔ اس امر میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سید المحبوبین صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کے باوصف۔ آزمائش و ابتلاء کے اعتبار سے بھی سخت مقام پر تھے۔ چنانچہ آپ کا فرمان ہے۔

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم :-

لَقَدْ اُخِفْتُ فِی اللّٰہ مَالَا یَخَافُ اَحَد" وَلَقَدْ اُوْذِیْتُ فِی اللّٰہِ مَا لَمْ یُوْذَ اَحَد" وَلقد اتی علیَّ ثَلٰثُوْنَ مِنْ یَّوْمٍ وَّلَیۃٍ مَالَنَا طَعَام" اِلَّاشَیْء" یُوَارِیْہِ اِبْطُ بلال

ترجمہ: خدا کے اعتبار سے میں تم سے بڑھ کر ہوں۔ اور راہ خدا میں مجھے اتنی تکلیف دی گئی کہ کسی کو اتنی تکلیف نہیں اٹھانا پڑی۔ اور مجھ پر تیس دن اور راتیں ایسی آئی ہیں کہ ہمارے پاس اس قدر کھانا بھی نہ تھا جو بلال کی بغل میں چھپ جاتا۔

اس طرح آپ کا یہ فرمان بھی ہے۔

انّا معاشرَ الانبیاء اشدُّ النّاس بَلاءً ثُمّ الِامْثَل فالامْثَل

یعنی بے شک ہم گروہ انبیاء کی آزمائش وبلا لوگوں سے زیادہ سخت ہوتی ہے۔ پھر اس

طرح درجہ بدرجہ۔

اس طرح آپ کا یہ فرمان بھی ہے۔

انا عْرِفکُمْ باللّٰہِ وَاَشدُّکُمْ منہُ خَوفًا

یعنی میں تم سب سے زیادہ عارف باللہ ہوں لیکن سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں۔

تو غور کریں یہاں محبوب مراد کس طرح آزمائش و ابتلاء اور خوف کی حالت میں ہیں۔ حقیقت بات یہ ہے کہ یہ سب کچھ جنت میں بلند ترین مراتب کے حصول کی خاطر تھا۔ جیسا کہ ہم اس طرف اشارہ کر آئے ہیں۔ کہ جنت میں اعمال صالحہ کی بدولت مراتب و درجات عطا کئے جائیں گے۔ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ واضح رہے کہ احکام الٰہی کی ادائیگی منع کردہ چیزوں سے پرہیز کے بعد انبیاء و اولیاء کے بہترین معمولات صبر و رضا ابتلاء و آزمائش میں تقدیر کی موافقت ہیں۔ آخر کار ابتلاء و آزمائش ان سے دور کر دی جاتی ہیں اور ناز و نعمت اور فضل سے ابد الاباد تک نوازے جاتے ہیں اور دیدار الٰہی کی نعمت سے فیضیاب ہوتے ہیں۔

دوستم کرمش داد نویدی کہ معالی غافل نیم از حال تو غمناک نباشی

میرے دوست نے کرم نوازی کی اور یہ خوشخبری سنائی کہ معالی: تو غمگین نہ ہو کیونکہ میں تیرے حال سے بے خبر نہیں ہوں۔

اَلْمَقَالَۃُ الثَّانِیَۃُ وَالسَّبْعُوْنَ (۷۲)

بازار میں داخل ہونے کے آداب

شہنشاہ بغداد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

دین دار اور متقی لوگوں میں سے جو لوگ بازار میں داخل ہوتے ہوئے نظر آئیں وہ در حقیقت احکام الٰہی کی بجا آوری۔ مثلاً نماز جمعہ یا پنجگانہ نماز یا اپنی دوسری ضروریات کی بنا پر بازاروں میں نکلتے ہیں۔

بازار میں داخل ہونے والے چند اقسام کے لوگ ہیں۔

اول:-

ان میں سے وہ لوگ جو بازار میں داخل ہو کر طرح طرح کی لذات وشہوات کے اسباب کو دیکھ کر ان میں پھنس جاتے ہیں ایسی چیزیں انکے دلوں میں اثر انداز ہوتی ہیں۔ وہ اس فتنہ میں مبتلا ہو کر خواہش اور پیروی نفس کا شکار ہو جاتے ہیں اور دین وعبادت خداوندی کو ترک کر کے اپنی تباہی و بربادی کا سامان پیدا کر لیتے ہیں۔ اور یہ علیحدہ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت وحفاظت کے صدقے انہیں سلامت رکھے۔

دوم:-

اور کچھ لوگ وہ ہیں جو لذات اور خواہشات کے سبب ہلاکت کے کنارے پہنچ جاتے ہیں۔لیکن اچانک اپنے عقل وشعور اور دین کی طرف واپس آجاتے ہیں۔ یوں لذتوں کو چھوڑنے کی تلخی برداشت کر لیتے ہیں۔

ان کی مثال مجاہدین کی سی ہے اللہ تعالیٰ ان کے نفس وطبیعت اور خواہش وشہوت پر جہاد طبعی کے ذریعے قابو پانے پر ان کی امداد کرتا ہے۔

بعض احادیث پاک میں آیا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔

لِلْمُؤمن بترکِ شھوۃ عِنْدَالْعِجزِ عَنْھَا اَوْ عِنْدَالْقُدْرۃ عَلَیْھَا سبْعُوْن حسنۃ

یعنی شہوت سے عاجزی کے وقت یا شہوت پر قدرت ہونے کے وقت مومن کو چھوڑنے پر ستر نیکیوں کا ثواب عطا کیا جاتا ہے۔

سوم:-

اور بعض ان لوگوں میں سے وہ ہیں ان نعمتوں کو حاصل کر کے انہیں استعمال میں لاتے ہیں اور دنیا کی نعمتوں میں سے انہیں جو وسعت اور کشادگی نصیب ہوئی ہے اس پر وہ اللہ

تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں۔

چہارم :-

اور کچھ لوگ ان میں سے وہ ہیں جو ان نعمتوں اور لذتوں کو نہ خاطر میں لاتے ہیں نہ ان کی طرف کوئی توجہ کرتے ہیں وہ تو اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر چیز سے اندھے ہوتے ہیں۔ ان کے کان غیر اللہ سے بہرے ہیں اس کے علاوہ وہ کچھ سنتے ہی نہیں ان کا اپنا ایک مشغلہ دیدار محبوب ہے۔ محبوب کے علاوہ کسی چیز کو دیکھنے اور چاہنے کی انہیں فرصت ہی کہاں ہے اور جس چیز پر تمام دنیا گرفتار ہے انہیں اس سے کوئی واسطہ نہیں۔ اگر تو انہیں بازار میں گزرتا ہوں دیکھے تو پوچھ ان سے تم نے کیا دیکھا ہے۔ تو وہ یہی جواب دیں گے ہم نے کچھ نہیں دیکھا۔

ہاں انہوں نے بازار کی چیزوں کو سر کی آنکھوں سے دیکھا ہے دل کی آنکھوں سے نہیں دیکھا۔ اتفاقاً ان کو چیزوں پر نظر پڑی ہے اور خواہش سے نہیں دیکھا۔ ان کو چیزوں کی صورت میں تو دیکھا لیکن حقیقت میں نہیں دیکھا۔ ظاہر میں دیکھا ہے باطن میں نہیں دیکھا۔

اسی طرح ان کی ظاہری نگاہیں تو بازار کے اسباب و مال کو دیکھتی ہیں مگر ان کا دل جمال الوہیت کے مشاہدہ میں مشغول ہوتے ہیں۔ وہ اسکے جلال و جمال کا نظارہ کرتے ہیں۔

پنجم :-

اور بعض ان میں سے وہ لوگ ہیں کہ جب وہ بازار میں داخل ہوتے ہیں تو اہل بازار کی چیزوں کی طرف التفات سے انہیں باز رکھتی ہے اور وہ بازار میں داخل ہونے کے وقت سے باہر نکلنے تک ان کیلئے استغفار اور شفاعت کی دعا میں مشغول رہتے ہیں ان کا دل نفع ونقصان پر جلتا ہے اور آنکھیں روتی ہیں اور ان کی زبان حمد وثنا الٰہی میں مشغول رہتی ہے پس یہی وہ لوگ ہیں جو مخلوق اور دنیا کے محافظ ہیں۔ اگر تو چاہے تو انہیں عارف' ابدال' زاہد' عالم' غائب و حاضر' ہادی' مہدی اور رہنمائے مرشد جیسے معزز القابات سے بھی یاد کر سکتا ہے۔ یہی حضرات کبریت احمر ہیں۔ اور عنقا کے انڈے کی طرح نادر الوجود ہیں۔ ان حضرات پر اور اس راہ کے آخری مقام پر پہنچنے والے ہر سالک پر اللہ تعالیٰ کریم کی رحمتیں نازل ہوں۔

اَلْمَقَالَةُ الثَّالِثُ وَالسَّبْعُوْنَ (۷۳)

اولیاء اللہ کا لوگوں کے عیوب جاننا

حضرت قطب ربانی غوث جیلانی رحمتہ اللہ کا فرمان عالیشان ہے۔

کبھی اللہ تعالیٰ اپنے ولی کو لوگوں کے گناہوں۔ عیبوں۔ ان کے اقوال وافعال کی آمیزشوں۔ ان کی باطنی برائیوں اور چھپی ہوئی نیتوں پر آگاہ کر دیتا ہے اور وہ ولی اللہ۔ خدا۔ رسول اور دین کی وجہ سے غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے سخت غضبناک ہو جاتا ہے۔

آخر اندرونی بیماریوں اور تکلیف کی موجودگی میں توحید کا دعویٰ کیسے صحیح ہو سکتا ہے۔ حالانکہ شرک کفر ہے اللہ کے قرب سے دور کرنے والا ہے۔ تو اللہ کے دشمن شیطان لعین اور منافقوں کی صفت ہے۔ جو ہمیشہ کیلئے جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں جلتے رہیں گے۔ پھر اس کے بلند بانگ دعوے۔ مقام صدیقیت پر فائز ہونے۔ مراد الٰہی ہونے۔ اور اس کی قدر وفعل میں فنایت کا مرتبہ پانے والوں کی ہمسری کے جھوٹے دعووں کے سبب ولی اللہ کی زبان پر اس کے عیوب افعال خبیثہ اور بے حیائی کا ذکر آجاتا ہے۔

اور کبھی یہ ذکر غیرت کی وجہ سے اور بسا اوقات اس کے انکار اور نصیحت کیلئے ہوتا ہے۔ اور کبھی اس جھوٹے اور کذاب مدعی پر فعل وارادہ اور غصب خداوندی کی شدت کے غالب ہونے کی بناء پر ہوتا ہے۔ پھر اس ولی اللہ کی طرف بعض لوگ غیبت کی نسبت کرتے ہیں۔ تو پھر کہتے ہیں کیا ولی اللہ غیبت کرتا ہے حالانکہ ولی اللہ غیبت سے روکتا ہے۔ کیا ولی اللہ کے لئے جائز ہے کہ وہ کسی غائب یا حاضر کو ایسی برائی کے ساتھ جو خاص وعام پر ظاہر نہیں یاد کرے۔ تو تمہیں علم ہونا چاہئے کہ ان لوگوں کی یہ بات اللہ تعالیٰ اس فرمان کے مصداق ہے۔

واثمھما اکبرُ من نفعھما یعنی ان کے نفع سے ان ان کا گناہ بڑا ہے۔ ظاہر میں تو یہ منکرین کے انکار کیلئے ہے۔ لیکن دراصل یہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہے اور اس کی ذات پر اعتراض ہے۔ اور منکر کا حال حیرت کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ ان حالات میں منکر کیلئے

خاموشی اختیار کرنا۔تسلیم کرنا۔شریعت میں اس کی تاویل تلاش کرنا ضروری ہے۔ نہ یہ کہ جھوٹے دعاوی کے مدعی پر طعن کرنے والے ولی اللہ پر اعتراض کر کے بالواسطہ اللہ تعالیٰ پر معترض بن بیٹھے۔ اور کبھی ولی اللہ کا کسی شخص کے بارے میں ایسا ذکر اس کی برائی کی بیخ کنی۔ توبہ کی طرف رغبت دلانے۔ اور اسے جہالت وحیرت کی وادیوں سے نکالنے کیلئے ہوتا ہے۔ اور یہ متکبر کے غرور اور سرکشی سے ہلاک ہونے والے فائدے اور نفع کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ ثابت ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے صراط مستقیم کی ہدایت کرتا ہے۔

اَلْمَقَالَةُ الرَّابِعَةُ وَالسَّبْعُوْنَ (۷۴)

کائنات کی ہر شے توحید الٰہی پر دلیل ہے

پیران پیر روشن ضمیر رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔

عقل مند آدمی کو چاہئے کہ سب سے پہلے اپنے وجود اور ترکیب پر غور کرے۔ پھر تمام مخلوقات اور موجودات پر نظر کرے۔ اور ان سے ان کے خالق اور از سرنو پیدا کرنے والے پر دلائل پکڑے۔ کیونکہ صنعت اور مخلوق اپنے صانع اور خالق کی ہستی پر دلالت کرتی ہے۔ کیونکہ تمام موجودات اس کی قدرت وحکمت سے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کے فرمان۔

وَسَخَّرَلَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ (سورۃ جاثیہ)

یعنی اور تمہارے کام میں لگائے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمینوں میں ہے کی تفسیر میں جو کچھ فرمایا ہے اس سے مراد بھی یہی ہے۔

معرفت کے اسرار:۔

حضرت عبداللہ ابن عباس نے فرمایا۔

ہر چیز اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے اور ہر چیز کا نام اسماء الٰہی میں سے کسی نہ کسی اسم کا مظہر ہے۔ پھر تو اسماء وصفات اور افعال حق کے درمیان ہے۔ وہ اپنی قدرت

سے پوشیدہ اور اپنی حکمت سے ظاہر ہے اور اپنی صفات کے ذریعے تو وہ عیاں ہے لیکن ذات کے اعتبار سے باطن ہے۔ اس نے اپنی ذات کو صفات کا اور صفات کو افعال کے ساتھ چھپایا ہوا ہے۔ اور علم کو ارادے اور ارادے کو حرکات کے ساتھ ظاہر کرتا ہے۔ اپنے کمال اور صنعت کو چھپا رکھا ہے۔ بلکہ صنعت کو ارادے سے ظاہر کرتا ہے اور وہ اپنے غیب میں باطن اور اپنی حکمت وقدرت میں ظاہر ہے۔

لَیۡسَ کَمِثۡلِهٖ شَیۡءٌ وَهُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡر

یعنی اس کی مثل کوئی شے نہیں۔

وھُو السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡم'' ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اپنی اس بات میں معرفت کے وہ اسرار ظاہر فرماتے ہیں۔ انہوں نے وہ بات منکشف کردی ہے جو صرف شمع نور عرفان سے منور سینے کا مالک ظاہر کرسکتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ مقام مرتبہ اس لئے ملا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک ان کیلئے بلند ہوئے تھے اور تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی تھی۔

اَللّٰھُمَّ فَقِّهْهُ فِی الدِّیۡنِ وَعَلِّمۡهُ التَّاوِیۡلُ

ترجمہ: یا اللہ اسے دین کی سمجھ عطا فرما اور اسے تاویل کا علم عطا کر۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی برکات سے نوازے اور ہمارا حشر اس مبارک گروہ میں کرے۔ (آمین)

اَلۡمَقَالَةُ الۡخَامِسَةُ وَالسَّبۡعُوۡنَ (۷۵)

تصوف اور حقیقتِ فقر

سیدنا عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس کی اتباع کرو۔ ظاہری شریعت کی پیروی کرو سینے کو پاک اور چہرہ کو تازہ اور مسرور رکھو۔ مصرف میں آنے والی چیزوں کو خرچ کرو۔ کسی کو تکلیف نہ پہنچاؤ فقر و فاقہ اور تکالیف برداشت کرو۔ بزرگوں کی عزت اور

احترام کا خیال رکھو۔ بھائیوں کے ساتھ حسن سلوک اور اپنے سے کم عمر والوں کے ساتھ خیر خواہی و نصیحت کے جذبہ سے پیش آؤ۔ دنیاوی امور میں جھگڑا اور لالچ کو ترک کر دو۔ اور قربانی و ایثار کا جذبہ اپناؤ۔ کسی چیز کی ذخیرہ اندوزی سے کنارہ کشی اختیار کرو۔ جو لوگ گروہ صالحین سے دور ہیں ان کی صحبت سے پرہیز کرو اور دین و دنیا کے معاملہ میں تعاون کا جذبہ اختیار کرو۔ اور فقر کی حقیقت یہ ہے کہ تو اپنے جیسی مخلوق کے سامنے دست ضرورت دراز نہ کرو۔ اور تونگری کی اصل یہ ہے کہ اپنے جیسوں سے بے نیاز ہو جاؤ۔ تصوف خالی قیل وقال سے نہیں بلکہ بھوک اور نفس کی محبوب چیزوں کے ترک کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ اور فقیر کے ساتھ پہلے پہل علم سے نہیں بلکہ نرمی و محبت سے پیش آنا چاہئے۔ کیونکہ علم اسے وحشت اور نفرت دلائے گا اور نرمی اسے مانوس کرے گی۔

تصوف کی بنیاد آٹھ خصلتوں پر ہے۔

1 حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی طرح سخاوت۔

2 حضرت سیدنا اسحاق علیہ السلام کی طرح رضا۔

3 حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام کی طرح صبر۔

4 حضرت سیدنا زکریا علیہ السلام کی طرح مناجات۔

5 حضرت سیدنا یحیٰی علیہ السلام کی طرح سیر وسفر۔

6 حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی طرح صوف کا لباس۔

7 حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی طرح سیاحت۔

8 حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح فقر۔

زہے سلطان درویشان عالم   بسلطانی و درویشی مسلم

محمد عربی شاہ کشور لولاک   بفقر فخر کند باوجود سالاری

یعنی سارے جہانوں کے درویشوں کے سلطان کتنے اچھے ہیں جن کی بادشاہی اور درویشی مسلم ہے۔ محمد عربی لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ولائت کے بادشاہ ہیں جو فقیری پر فخر کرتے ہیں باوجود اس کے کہ آپ سردار ہیں۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

اَلْمَالَۃُ السَّادِسَۃُ وَالسَّبْعُوْنَ (٧٦)

حضرت غوث اعظم کی وصیت

حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی رحمۃ اللہ نے فرمایا۔

میں تجھے وصیت ونصیحت کرتا ہوں کہ امراء کو عزت ووقار کے ساتھ مل اور فقرا سے ملتے ہوئے عاجزی کا اظہار کر۔ اور تواضع اور خلوص اختیار کر خلوص ہی وہ اعلیٰ صفت ہے جس پر ہر وقت اللہ تعالیٰ کی نگاہ عنایت ہے اور اسباب میں اللہ تعالیٰ پر الزام نہ لگا اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی ذات سے سکون واطمینان کی دولت طلب کر۔ اور اپنے بھائی کا حق ضائع نہ کر اس لئے کہ تیرے اور اس کے درمیان محبت ومروت ہے۔ فقراء کی صحبت۔ تواضع۔ حسن ادب اور سخاوت اختیار کر۔ اپنے نفس کو مار کر حیات حقیقی حاصل کر اور جس کا اخلاق اچھا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ سب سے زیادہ اچھا عمل یہ ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی طرف مائل نہ ہو لوگوں کو حق اور صبر کے راستے پر چلنے کی وصیت کر۔ اور تیرے لئے فقیر کی صحبت اور اولیاء کرام کی خدمت ہی کافی ہے اور فقیر وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر چیز سے بے نیا ہوتا ہے اور اپنے سے کم تر پر حملہ کرنا کمزوری اور نامردی ہے اور اپنے برابر والے پر بد خلقی اور اپنے سے بڑے پر بے شرمی ہے۔

یاد رکھ فقر وتصوف جدوجہد کا نام ہے۔ اس میں کسی بے ہودہ چیز کی آمیزش نہ کر۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تجھے اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اے اللہ کے ولی۔ ہر حال میں تیرے لئے اللہ تعالیٰ کا ذکر حمد وثنا لازم ہے کیونکہ ذکر الٰہی تمام نیکیوں کا جامع ہے۔ اللہ تعالیٰ کے عہد وپیمان کی رسی کو مضبوطی سے تھام لے کیونکہ ہر تکلیف دہ چیز کو دور کرنے واال وہی ہے۔ تجھے قضاء وقدر کے ہر فیصلے کیلئے تیار رہنا چاہئے۔ کیونکہ یہ واقع ہوکر رہیں گے۔ اور تجھے معلوم ہو کہ تیری تمام حرکات وسکنات کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ لہٰذا وقت کی مناسبت سے جو کام سب سے اچھا ہو اس میں مشغول رہ۔ اور اپنے اعضاء وجوارح کو فضول اور لغو سے کاموں سے بچا۔

اللہ تعالیٰ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو صاحب شریعت ہیں کی اتباع کر۔ حاکم وقت کے حقوق کی نگہبانی کر۔ اور حاکم وقت کا حق ادا کرتے ہوئے اس سے کسی ایسی چیز کا مطالبہ نہ کر جو اس پر واجب ہو۔ اور ہر حال میں اس کیلئے دعا کر۔ اور مسلمانوں کے بارے میں اپنی نیت صاف اور گمان نیک رکھ۔ اور ان کے لئے ہر ممکن بھلائی اور بہتری اختیار کر۔ او تورات اس حال میں نہ گزار کہ تیرے دل میں کسی کی برائی یا کینہ و بغض ہو۔ اور جو تجھ پہ ظلم وزیادتی کرے اس کے حق میں دعائے خیر کر اور اپنا دھیان ہر وقت ہر آن اللہ تعالیٰ کی طرف رکھ۔

اور تمہارے لئے رزق حلال فرض شریعت وطریقت ہے جس چیز کے بارے میں تجھے علم نہیں اس کے متعلق علم رکھنے والوں سے معلوم کر۔ اللہ تعالیٰ سے شرم وحیا کر۔ اللہ تعالیٰ کی محبت اختیار کر۔ اور ماسوائے اللہ تعالیٰ کی صحبت سے پرہیز کر۔ اپنی ہر صبح کا آغاز صدقہ و خیرات سے کر۔ اور اپنی ہر شام اس دن فوت ہونے والے مسلمانوں کی نماز جنازہ ادا کر۔ اور نماز مغرب کے بعد استخارہ کر۔ اور صبح وشام سات مرتبہ یہ دعا پڑھا کر۔

دعا:۔

اللّٰھُمَّ اجرنا مِنَ النّار (اے اللہ ہمیں آگ سے پناہ عطا فرما)

اعُوْذُ باللّٰہِ الْعَلِیمِ منَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَا الٰہَ اِلَّا ھُوَ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ

(آخر سورۃ تک)

اللہ تعالیٰ توفیق دینے واالا مدد کرنے والا ہے کیونکہ ساری قوت و طاقت اللہ تعالیٰ کی ذات سے عطا ہوتی ہے۔

اَلْمَقَالَۃُ السَّابِعَۃُ وَالسَّبْعُوْنَ (۷۷)

اللہ سے تعلق

حضرت قطب ربانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

تو اللہ کا اس طرح ہو جا گویا کہ مخلوق کا وجود ہی نہیں اور مخلوق کے ساتھ اس طرح کہ گویا نفس ہی نہیں اور جب تو مخلوق کے وجود کو نظر انداز کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی طرف بڑھے گا تو اسے پالے گا تو کل موجودات سے بے نیاز ہو جائے گا۔ اور جب تو نفس کے بغیر مخلوق کے ساتھ رہے گا تو تو عادل اور متقی ہوگا اور ہر قسم کی تکالیف اور انجام بد سے محفوظ و مامون رہے گا اور جب تو ان تمام کو دروازے پر چھوڑ کر اپنی خلوت گاہ میں تنہا داخل ہوگا تو خلوت ہی میں چشم حقیقت سے تجھے اپنے مونس کا دیدار۔ اور موجودات کے ماسوی کا مشاہدہ ہوگا۔ نفس ختم ہو جائیگا۔ اور اس کی جگہ اللہ تعالیٰ کا قرب اور امر خداوندگی نصیب ہوگا اس وقت تیری جہالت۔ علم بن جائے گا تیرا بعد قرب میں تبدیل ہو جائے گا تیری خاموش ذکر کی حیثیت اختیار کریگی۔ اور تیسری وحشت انس و محبت میں بدل جائے گی۔

اے بندہ خدا جان لے! مقام عبوبیت میں خالق اور مخلوق کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اگر تو خالق کو پسند کرتا ہے تو تو مخلوق میں اعلان کر دے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا سب میرے دشمن ہیں تو جس نے قرب الٰہی کا مزہ چکھا وہی اس لذت سے واقف ہے۔

کسی نے سرکار غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا۔

حضور! جس پر صفرا کی کڑواہٹ غالب ہے وہ شیرینی کا ذائقہ لذت کیسے پا سکتا ہے۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔

کوشش، قصد، تکلیف اور خواہشات سے دور رہنے کی سعی کرے۔ اے بندہ خدا! مومن جب اعمال صالحہ کرتا ہے تو اس کا نفس دل کے حکم میں ہو جاتا ہے اور نفس دل کی باتیں سمجھنے لگتا ہے تو پھر دل اس کا سر (راز) ہو جاتا ہے۔ پھر راز دوسرے حال کی طرف لوٹ جاتا ہے پھر فنا میں انقلاب آتا ہے تو وجود بقا بنتا ہے۔

اس کے بعد شہنشاہ بغداد رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔

حق کے دوستوں اور مخلصوں کیلئے ہر دروازے میں پذیرائی ہے۔فنا مخلوق کو نیست کر دینا اور اپنی طبیعت کو ملائکہ کی خاصیت سے بدل دینا ہے۔ پھر خاصیت ملائکہ سے فنا ہو کر پہلی حالت پر آ جانا ہے۔اس وقت اللہ رب العزت شراب معرفت سے حسب منشاء تجھے سیراب کرتا ہے اور جس قدر تو چاہتا ہے تجھ میں انوار و رحمت پیدا کر دیتا ہے اگر تو اس مقام و مرتبہ کا حصول چاہتا ہے تو تجھ پر واجب ہے کہ پہلے مسلمان ہو جا۔ پھر اطاعت واتباع میں سر تسلیم خم کر۔ اللہ تعالیٰ کو جاننا اور اس کے عرفان کا حصول اور ذات حق کے ساتھ موجود رہنا ضروری ہے۔

اور جب تیرا وجود ذات حق میں فنا ہو جائے گا تو تیرا سب کچھ اس ذات کیلئے ہوگا۔ زہد ایک گھڑی کا عمل ہے اور تقوی دو گھڑی کا عمل ہے۔لیکن معرفت خداوندی ہمیشہ کا عمل ہے۔

ہر کہ گیرد علتے علت شود کفر گیرد کامل ملت شود

یعنی جو کوئی برے کے پاس بیٹھا ہے برا ہو جاتا ہے اگر کسی کامل کی صحبت اختیار کرے تو کامل بن جاتا ہے۔

اَلْمَقَالَةُ الثَّامِنَةُ وَالسَّبْعُوْنَ (۷۸)

اہل مجاہدہ کی دس خصلتیں

حضرت پیران پیر روشن ضمیر سرکار غوث جلانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اہل مجاہدہ ومحاسبہ اور اولوالعزم لوگوں کی دس خصلتیں ہیں۔جن پر وہ ہمیشہ عمل کرتے ہیں اور انہیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے مضبوط کر لینے سے وہ منازل ارفع تک رسائی حاصل کر لیتے ہیں۔

پہلی خصلت:۔

انسان جان بوجھ کر یا بھول کر جھوٹ سچ پر کسی طرح بھی اللہ تعالیٰ کی قسم نہ اٹھائے۔ جب یہ بات اس کی طبیعت میں ہو جائے گی اور اپنی زبان کو عادی بنالے گا تو بھول کر اور

جان بوجھ کر قسم پختہ کھانے سے محفوظ ہو جائے گا۔ جب بندہ ترک قسم کا عادی ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ اپنے انوار وتجلیات میں سے ایک دروازہ کھول دے گا۔ اور وہ اپنے دل میں اس فائدے کا احساس محسوس کرنے لگتا ہے۔ اور اپنے مرتبہ ومقام کی رفعت کا احساس کرتا ہے اور اس کے عزم وصبر میں قوت پیدا ہو جاتی ہے اور اپنے بھائیوں اور پڑوسیوں میں عزت اور تعظیم کی نگاہ سے دیکھا جائے گا جو اسے پہچان لے گا وہ اس کی بزرگی کا قائل اور تابعدار بن جائیگا۔ جو اسے دیکھے گا اس سے ڈرے گا۔

دوسری خصلت:۔

بندہ جھوٹ بولنے سے بچے اور مذاق کی صورت میں بھی جھوٹ سے بچے۔ اس لئے کہ جب جھوٹ سے بچے گا اور اس صفت کو اپنی ذات اورزبان میں پختہ کرلے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے سینے کو کشادہ کرے گا اور اس کے علم کو اتنا روشن کردے گا جس کے ذریعہ وہ اس مقام پر پہنچ جائے گا جیسے وہ جھوٹ کو جانتا ہی نہیں اور جب دوسروں سے جھوٹی بات سنے گا تو اسے برا سمجھے گا۔ اور اسے اپنے دل میں انتہائی برا جانے گا اور اگر اس کے لئے اس بری عادت یعنی جھوٹ سے بچنے کی دعا کریگا تو اللہ تعالیٰ اسے ثواب عطا فرمائے گا۔

تیسری خصلت:۔

پہلے کسی چیز کا کسی سے وعدہ نہ کرے اگر وعدہ کر چکا ہے تو پھر وعدہ خلافی ہرگز نہ کرے۔ کیونکہ اس کیلئے سلامتی اور میانہ روی کا راستہ یہی ہے۔ اور تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ وعدہ خلافی بھی جھوٹ ہی کی ایک قسم ہے اگر اپنے آپ کو وعدہ خلافی سے محفوظ رکھے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے سخاوت کا دروازہ کھول دے گا اور اسے حیا کا درجہ مل جائے گا۔ اور اس کی محبت صادقین کے دل میں پیدا ہوگی اور بارگاہ ربوبیت میں بلند مراتب کا مستحق بنے گا۔

چوتھی خصلت:۔

مخلوق میں سے کسی چیز پر لعنت نہ کرے۔ اور اس بات سے بھی بچے کہ کسی کو معمولی سی

تکلیف بھی نہ پہنچائے اور یہ صفت ابرار اور صدیقین کے اخلاق میں سے ہے۔ اور دنیا میں اللہ تعالیٰ کی حفاظت و پناہ میں ہے اور ساتھ ہی وہ درجات ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اس کیلئے ذخیرہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ہر قسم کی ہلاکت سے محفوظ رکھتا ہے اور مخلوق سے اس کی حفاظت کرتا ہے۔ اسے اپنا قرب اور اپنی مخلوق پر رحمت وشفقت کی دولت سے نوازتا ہے۔

پانچویں خصلت:۔

مخلوق میں سے کسی کیلئے بد دعا نہ کرے اگر چہ اس نے اس پر ظلم بھی کیا ہو اپنی زبان اور فعل سے اس زیادتی کا بدلہ نہ لے اور اللہ تعالیٰ کے لئے سب کچھ برداشت کرے۔ یہ خصلت اس کیلئے بلند مراتب کا باعث بنتی ہے اور جب بندہ اس عادت کو اپنا لے گا تو دنیا اور آخرت میں بلند مقام حاصل کرے گا اور تمام مخلوق میں مقبولیت اور محبت وودتی دعا کی قبولیت ہوتی ہے۔ بھلائی اور بہتری میں سبقت اور اہل اسلام کے دلوں میں دنیاوی عزت و احترام حاصل کر لیتا ہے۔

چھٹی خصلت:۔

کسی ایک کے خلاف اہل قبلہ میں سے شرک۔ کفر اور نفاق کی گواہی نہ دے۔ اور یہ خصلت بندہ کیلئے بہت اعلیٰ اور رحمت خداوندی کے قریب ہے اور اتباع میں کمال کی دلیل ہے اللہ تعالیٰ کے علم میں دخل اندازی سے پرہیز کرے اور یہ غضب الٰہی سے بچاؤ اور رحمت و رضا مندی مولیٰ تعالیٰ کا باعث ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ ایک بہت بلند دروازہ ہے اور جن کی وجہ سے بندہ مومن مخلوق خدا پر مہربان ہو جاتا ہے۔

ساتویں خصلت:۔

بندہ اپنے ظاہر و باطن کو اسباب گناہ سے محفوظ رکھے اور اپنے اعضا و جوارح کو گناہوں سے بچائے کیونکہ یہ عمل اس دنیا میں دل اور اعضا کو تیزی سے ثواب کی طرف لے جاتا ہے۔ اور آخرت میں اللہ تعالیٰ نے جو اس کیلئے اجر مقرر کر رکھا ہے اس کا حق دار بن

جاتا ہے۔اور ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں ان اوصاف حمیدہ پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے دلوں کو خواہشات نفس سے پاک کردے۔

آٹھویں خصلت:۔

مخلوق میں سے کسی چھوٹے یا بڑے پر کسی قسم کا کوئی بوجھ نہ ڈالے۔ بلکہ مخلوق سے اپنی تمام ضروریات کا بوجھ اٹھالے۔ یہ عادت متقی اور عابدین کیلئے کمال شرافت اور اعزاز ہے اس فضیلت کی وجہ سے انسان امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ صحیح طور پر انجام دے سکتا ہے۔ اور اس مقام پر تمام مخلوق اس کیلئے برابر ہو جاتی ہے تو جب یہ مقام و مرتبہ مومن حاصل کرلیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے غنا و یقین اور اپنی ذات پر توکل جیسی نعمتیں عطا کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کسی کو خواہشات نفس کی اتباع کے سبب رفعت عطا نہیں کرتا اور یہ بات یقینی ہے یہ دروازہ تمام مومنوں کی عزت متقیوں کی فضیلت کا باعث اور اخلاص کے مقام تک رسائی کا قریبی ذریعہ ہے۔

نویں خصلت:۔

ہر مومن کے لئے مناسب وضروری ہے کہ مخلوق میں سے کسی قسم کی لالچ نہ رکھے اور جو چیزیں مخلوق کے پاس ہیں ان کی تمنا و آرزو نہ کرے بے شک یہ مقام بہت بڑے اعزاز' غنا' بادشاہی' یقین کامل اور توکل عظیم کا حامل ہے اور یہ زہد کے دروازوں میں سے اللہ تعالیٰ پر اعتماد رکھنے کا ایک بڑا دروازہ ہے جہاں پرہیزگاری اور کامل عبادت نصیب ہوتی ہے اور یہ ان لوگوں کی نشانیاں ہیں جو مخلوق سے رشتہ توڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوئے۔

دسویں خصلت:۔

عاجزی ہے۔ عاجزی سے عابد کا مقام بلند اور مرتبہ بڑھایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں اور مخلوق کے نزدیک اس کی عزت بڑھتی ہے اور مراتب بلند ہوتے ہیں اور دنیا و آخرت کی ہر وہ چیز جس کا وہ ارادہ کرتا ہے اسے عطا کی جاتی ہے۔ اور عاجزی تمام عبادات کی اصل

اور فرع ہے اس کی بدولت بندہ خوشی وتکلیف میں راضی رہنے صالحین کا مرتبہ حاصل کر لیتا ہے اور عاجزی ہی کمال تقویٰ ہے اور یہ عاجزی ہے بندہ جس سے ملے اس کو اپنے آپ سے بہتر جانے اور یہ سوچے کہ ہوسکتا ہے یہ شخص اللہ تعالیٰ کے ہاں مقام ومرتبہ میں مجھ سے زیادہ بلند ہو۔ جو شخص اسے ملتا ہے اگر وہ عمر میں اس سے بڑا ہے تو سمجھے کہ اس نے مجھ سے پہلے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ہے اگر وہ عالم ہے تو کہے کہ اسے وہ چیز عطا کی گئی ہے جس سے میں محروم ہوں۔ اور اس کو وہ چیز ملی ہے جو مجھے نصیب نہیں ہوئی۔ وہ وہ چیز جانتا ہے جو میں نہیں جانتا۔ اور وہ علم کے ساتھ عمل بھی کرتا ہے اگر وہ جاہل ہے تو اس بات کا خیال کرے کہ اس نے جہالت اور نادانی کی حالت میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ہے مگر میں تو علم کے ہوتے ہوئے جان بوجھ کر گناہ میں مبتلا ہوں اور مجھے معلوم نہیں کہ ہم دونوں میں کس کا انجام اور خاتمہ کیا ہوگا۔ اور اگر وہ کافر ہے تو کہے کہ میں نہیں جانتا کہ شاید وہ مسلمان ہو جائے اور اعمال صالحہ پر اس کا خاتمہ ہو اور ممکن ہے کہ میں کافر ہو جاؤں اور میرا خاتمہ بالخیر نہ ہو۔ (اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ایسا ہونے سے محفوظ رکھے امین)

یہ دروازہ شفقت اور اپنے نفس پر خوف کا ہے یہ زیادہ بہتر ہے اس خصلت کو اختیار کیا جائے اور یہی وہ خوبی ہے جس کا اثر بندوں پر قائم رہتا ہے جب بندہ اس مقام پر پہنچ جائے گا تو اللہ تعالیٰ اسے ہر طرح کی آفتوں سے محفوظ ومامون رکھے گا اور اسے اللہ تعالیٰ کیلئے نصیحت کرنیوالا صاحب رشد کا مقام نصیب ہوگا اور وہ رحمٰن ورحیم کے دوستوں اور مقبولان بارگاہ میں ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے دشمن ابلیس لعین کے دشمنوں میں سے ہوگا اور یہ رحمت کا دروازہ ہے اور اس کے ساتھ تکبر کا دروازہ بند ہو جائے گا اور خود پسندی کی رسیاں کٹ جائیں گی۔ اور دین کے علاوہ دنیا وآخرت میں نفس سے ہر قسم کی برائی اور غرور کا خاتمہ ہو جائے گا اور یہ عبادت کا فخر ہے۔ زاہدوں کی فضیلت اور عابدین کی علامت ہے کوئی دوسری چیز اس سے بہتر نہیں اور اس کے ساتھ بندہ جہان دنیا کی بے فائدہ اور فضول باتوں سے پرہیز کرے اس کے بغیر اس کا کوئی عمل مکمل نہیں ہوگا۔ یہ عمل اس کے دل سے کینہ تکبر اور حد

سے گزر جانے کی خواہش کو نکال دیتا ہے اور اس کی زبان اور ارادہ وظاہر وباطن میں متحد ہو جاتے ہیں نصیحت کے سلسلہ میں تمام مخلوق اس کیلئے برابر ہوتی ہے۔ اور وہ اللہ کی مخلوق کو نصیحت کرتے ہوئے کسی کو برائی کے ساتھ یاد نہیں کرتا اور نہ کسی کے فعل پر مصلحت کے خلاف سرزنش کرتا ہے اگر اس کے سامنے کسی کی برائی کی جائے تو اسے پسند نہیں کرتا وہ برائی کے بیان پر رنجیدہ خاطر ہوتا ہے غیر معقول طریقے سے نصیحت کسی کی برائی اور غرور و تکبر کی وہ باتیں ہیں جو عابدوں کے لئے آفت اور زاہدوں کیلئے ہلاکت کا باعث ہیں۔ مگر وہی بندہ بچتا ہے جس کی زبان اور دل کی حفاظت اللہ تعالیٰ کی رحمت کرے۔

فِیْ ذِکْرِ وَفَاتِہٖ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ تَکْمِلَۃٌ (۷۹)

وصایا غوث اعظم

مرض وصال میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کے صاحبزادے الشیخ عبدالوہاب رحمتہ اللہ علیہ نے عرض کی۔ میرے آقا! مجھے ایسی نصیحت کیجئے جس پر آپ کے بعد میں عمل کروں۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔

تم صرف اللہ تعالیٰ کی ذات سے ڈرو۔ اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا خوف نہ کرو۔ اور نہ کسی سے کوئی امید رکھنا اور اپنی تمام حاجات کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کردو۔ اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی پر بھروسہ نہ کرنا۔ اور اپنی تمام ضروریات کو اسی سے طلب کرنا اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ کسی پر اعتماد نہ کرنا۔ توحید پر قائم رہنا۔ اس پر سب کا اجماع ہے۔

اس کے بعد فرمایا۔

جب دل اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق قائم کرلیتا ہے تو کوئی چیز اس سے الگ نہیں رہتی اور نہ اس سے کوئی چیز جدا ہوتی ہے۔

پھر آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔

میں ایسا مغز ہوں جس کا پوست نہیں۔ پھر آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی اولاد پاک سے فرمایا مجھ سے ذرا ہٹ جاؤ میں ظاہر میں تو تمہارے ساتھ ہوں مگر باطن میں کسی اور کی آغوش

رحمت وشفقت میں ہوں۔

اس کے بعد ارشادفرمایا۔

جگہ خالی کردو تمہارے علاوہ میرے پاس کچھ اور لوگ آئے اور ان کاادب کرو یہ جگہ رحمت کے گھیرے میں ہے ان پر جگہ تنگ نہ کرو۔

اس کے بعد آپ بار بار فرمار ہے۔

وَعَلَيْكُمْ والسَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه' غَفَر اللّٰه ولِىْ ولَكُمْ وتاب اللّٰهُ علىٰ وَعَلَيْكُمْ بِسْمِ اللّٰهِ غَيْرَ مُوَدِّعِيْنَ

یعنی تم پر اللہ تعالیٰ کی سلامتی ہو رحمت وبرکت نازل ہو۔ اور اللہ کریم ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے اور متوجہ ہو اور بسم اللہ ہماری اور تمہاری طرف اس طرح رجوع کرے کہ وداع نہ ہو۔

آپ رحمتہ اللہ مسلسل ایک دن رات یہی فرماتے رہے۔

سرکار غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا میں کسی چیز سے نہیں ڈرتا۔ اور ملک الموت کا خوف نہیں اے ملک الموت تیرے سوا جس نے ہم سے دوستی لگائی اس نے ہمیں عطا کیا۔ اسکے بعد آپ نے بلند آواز سے ایک نعرہ لگایا یہ اس دن کا واقعہ ہے جس شام کو آپ نے وصال فرمایا۔ اور ہمیں آپ رحمتہ اللہ علیہ کے صاحبزادگان۔ شیخ عبدالرزاق اور شیخ موسیٰ رحمتہ اللہ علیہ نے بتایا کہ آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو مصافحہ کرنے کے انداز میں اٹھائے اور دراز فرماتے تھے۔ اور فرماتے وعلیکم السلام ورحمتہ وبرکاتہ توبہ کرو اور صف صالحین میں داخل ہو جاؤ اب میں تمہاری طرف آتا ہوں اور آپ فرماتے تھے۔ ٹھہرو۔ نرمی کرو اور اس کے بعد آپ پر وصال کے آثار نمودار ہونا شروع ہو گئے۔

اَلْمَقَالَۃُ الثَّمَانُوْنَ (۸۰)

احوال وصال

سیدنا غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔

میرے اور تمہارے اور تمام مخلوق کے درمیان اس طرح دوری ہے جس طرح زمین وآسمان تو تم مجھے کسی پر قیاس نہ کرو نہ کسی کو مجھ پر۔ پھر آپ کے صاحبزادے عبدالعزیز علیہ الرحمہ نے آپ سے حال پوچھا اور درد و تکلیف کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا مجھ سے کوئی شخص کسی چیز کے بارے میں نہ پوچھے میں علم الٰہی میں ایک حال سے دوسرے حال کی طرف لے جایا جا رہا ہوں۔

راوی کا بیان ہے۔

اس کے بعد آپ کے صاحبزادے شیخ عبدالعزیز نے آپ سے مرض کے بارے میں دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا جنات انسانوں اور فرشتوں میں سے کوئی میرا مرض جانتا ہے اور نہ سمجھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اللہ تعالیٰ کا علم نہیں تبدیل ہوتا۔ حکم منسوخ ہوتا ہے علم منسوخ نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے مٹا دیتا ہے جسے چاہتا ہے باقی اور ثابت رکھتا ہے اور اصل لکھا ہوا اسی کے پاس ہے۔ (سورۃ رعد)

اور صفات کے بارے میں جس طرح بتایا گیا ہے وہ جاری ہو کر رہیں گی۔ آپ کے صاحبزادے عبدالجبارؒ نے عرض کیا کہ جسم کے کس حصہ میں زیادہ تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ تو فرمایا میرے دل کے علاوہ تمام اعضاء مجھے تکلیف دے رہے ہیں۔ لیکن دل کو کوئی تکلیف نہیں وہ صحیح اور تندرست ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے۔ پھر اس کے بعد موت قریب آئی۔ تو اس وقت آپ کی زبان پر الفاظ جاری تھے۔ **لا الہ الا اللہ** اس پاک اور زندہ اور برتر ذات اقدس سے مدد چاہتا ہوں جسے موت کا کوئی خوف نہیں۔ پاک ہے وہ ذات جو اپنی

قدرت کیساتھ غالب ہے اور اس نے بندوں کو موت سے مغلوب کر رکھا ہے۔ **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** آپ کے صاحبزادے شیخ موسیٰ علیہ الرحمہ نے خبر دی ہے کہ وصال مبارک کے وقت آپ کی زبان لفظ (تعزز) صحیح طرح ادا نہیں کر سکتی تھی اور آپ بار بار اس کا تکرار کر رہے تھے آخر کار اسے ادا کر لیا۔ البتہ ذرا کھینچ کر اور لمبا کر کے۔ پھر آپ نے تین بار۔ اللہ۔ اللہ۔ اللہ کہا۔ پھر آپ کی آواز پست ہوگئی زبان تالو سے جا لگی اور پھر یہ شہباز قدس اپنی منزل کی طرف پرواز کر گیا (رضوان اللہ علیہ) اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کی برکتوں سے نوازے اور ہمارا اور تمام مسلمانوں کا خاتمہ ایمان پر کرے اور رسوائیوں۔فتنوں میں ڈالے بغیر نیک اور صالحین امت کے ساتھ ملائے (امین)

الحمدللہ آج 27 جمادی الثانی ۱۴۲۳ ہجری بروز جمعۃ المبارک کو کتاب مستطاب فتوح الغیب کا ترجمہ ختم ہوا۔

خاکپائے اولیاء

محمد عبدالاحد قادری بادامی باغ لاہور

کیا آپ جانتے ہیں؟

حضرت علامہ سید آل رسول حسنین میاں برکاتی مدظلہ

جہانِ انبیاء علیہم السلام

شبیر حسن چشتی نظامی

سِرّ الاسرار

حضرت سید شیخ عبدالقادر غوث اعظم جیلانی رضی اللہ عنہ

سیرتِ غوث اعظم قدس سرہ العزیز

ساحر البیان حضرت علامہ عبدالرحیم خان صاحب قادری

خطباتِ الٰہیہ

نواز رومانی

بزرگ

نواز رومانی

تذکرہ مجددینِ اسلام

علامہ غلام مصطفےٰ مجددی ایم اے

معجزاتِ رسولِ کریم ﷺ

حضرت علامہ عبدالرحیم خان قادری

قادری رضوی کتب خانہ : لاہور

گنج بخش روڈ ۔ لاہور